داستان غم اور ایک اُمید
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
عظمیٰ یوسف

انتساب :۔

اپنی بے حد محترم دوست، اپنی پیاری امی جان کے نام بے پایاں محبتوں کے اور اس اعتراف کے ساتھ کہ آج میں جو کچھ بھی ہوں، اللہ رب العزت کے بعد انکی دعاؤں کی وجہ سے ہوں۔

عظمیٰ یوسف

گہری ندی کے بھنور میں رہنے لگی ہے جاں میری
مدد کرے گا وہ کملی والا جسکو ہے لاج میری

☆☆☆☆☆

حسد (دعا)

حسد تو آس ہے میری اللہ حسد مکاوے

ایہوں دعا ہے کہ ہر انسان دا سینہ روشن ہی ہو جاوے

اللہ ہر غریب مسکین دی آرزو پوری ہو جاوے۔

مولا تیری آواز خوف خدا کیوں نہ بن جاوے

اچھا ہم تو کسی سے گلہ نہیں کرتے

چاہے کوئی بُرا یا بھلا ہی کہہ جاوے

میری تو یہی دعا ہے اس فرش پر رہ کر

حسد کرنے کی بجائے اچھا ہے کہ وہ انسان ہی بن جاوے۔

عظمیٰ یوسف

یہ کہانی ایک ایسی لڑکی کے اردگرد گھومتی ہے جس نے ہمیشہ پریشانیوں کے اور کچھ نہیں دیکھا۔خوشیاں اسکی زندگی میں آئیں بھی تو اتنے کم وقت کے لیے کہ وہ ان خوشیوں سے لطف اندوز بھی نہ ہو سکیں۔اسکی خوشیوں میں رکاوٹ کی سب سے بڑی وجہ اسکے گھریلو مسائل تھے اُس نے اور اسکی فیملی نے بھی ہمت نہ ہاری اور ہر مشکل وقت کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے اُس نے اپنے بڑوں سے ایک بات سُنی تھی۔یہ دنیا فانی ہے۔

ہم اس دنیا میں جو کچھ کرتے ہیں اُسکا حساب ہمیں اس دنیا میں بھی دینا ہوگا اور آخرت میں بھی وہ یہ جانتی تھی کہ خوشیاں بانٹنے سے خوشیاں بڑھتی ہیں اور دکھ بانٹنے سے دکھ کم ہوتے ہیں جو اس دنیا میں خوشیاں بانٹنا شروع کر دیتے ہیں انھیں خود خوش رہنے کا حق کوئی بھی نہیں دیتا مگر ایسے لوگ کسی بھی طرح کے انجام کی پروا نہیں کرتے۔شاید ایسے لوگ یہ سمجھتے ہیں۔کہ ہم مسلمان ہیں ایک خدا کو مانتے ہیں مگر اُس پر یقین نہیں رکھتے اگر ہم سب لوگوں کا یقین اپنے خدا پر پختہ ہو جائے۔

تو اُس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں پر ظلم نہ کرے

اُن سے حسد نہ کرے اپنے دل میں بغض نہ رکھے۔

☆☆☆☆

باب نمبر 1:

ارم نے ایسے گھر میں ہوش سنبھالا جہاں کے لوگ مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھتے تھے اُسکی اور اُسکی فیملی کی پوری زندگی سوائے نفرتوں اور پریشانیوں میں گزر رہی تھی اُسکی وجہ یہ تھی کہ اُسکے والدین نے ہمیشہ اپنے بڑوں کی عزت کی اور دوسروں کی مدد کی پھر بھی وہ نیکی کے باوجود نفرتوں کا شکار ہے کیونکہ رشتے دار رشتوں سے زیادہ دولت کو اہمیت دیتے تھے ۔ارم بہت حساس لڑکی تھی۔

وہ جب بھی کسی کی پریشانی کے بارے میں سنتی تو اسے دلی طور پر بہت دکھ ہوتا اُسکو پڑھنے کا بہت شوق تھا اُسکی فیملی نے بھی اُسکا بہت ساتھ دیا اُسکے والدین نے اُسکی تعلیم اچھے اچھے اداروں سے حاصل کروائی۔وہ حساس ہونے کے ساتھ ساتھ خوش رہنے والی لڑکی تھی وہ جہاں بھی گئی اپنے اچھے اخلاق کی مدد سے ایک مثال قائم کی۔حالانکہ اُسکی اپنی زندگی نفرتوں میں گزر رہی تھی مگر یہ نفرتیں بھی اُسکے اندر کے انسان کو تبدیل نہ کر سکیں بلکہ یہ نفرتیں اُس میں زیادہ سے زیادہ ہمت پیدا کرتی چلی گئی۔

ارم اکثر کہا کرتی تھی کہ دولت تو انسان کے لیے ضروری ہوتی ہے دولت سے انسان اس دنیا کی ہر چیز خرید سکتا ہے مگر سکون کی دولت سے محروم رہ جاتا ہے۔جو لوگ رشتوں کی قدر کرتے ہیں وہیں پر دولت اور کامیابیاں آتیں ہیں اور سکون بھی رہتا ہے جب ایک بھائی یا بہن مشکل میں ہو اور دوسرا بھائی یا بہن اسکی مدد کرے امیر لوگوں کا ساتھ تو ہر کوئی دیتا ہے مگر غریب لوگوں کا ساتھ کوئی بھی نہیں دیتا۔

ارم نے بی۔ایس۔سی میں ایڈمیشن لیا اس سلسلے میں اُسکو دوسرے شہر جانا پڑا وہاں وہ ہوسٹل میں رہی ہوسٹل میں اُسکو چند ایسی لڑکیاں ملیں جو بڑی سنجیدہ اور خوش رہا کرتیں تھیں کبھی بھی کسی سے بھی وہ بات نہیں کرتیں تھی۔ارم نے نوٹ کیا کہ ہر لڑکی تو کیا بلکے وارڈن

تک ان لڑکیوں سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تھی اور اُن سے کوئی بھی گفت وشنید کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔

یہ ایسی لڑکیاں تھیں جو گھریلو پریشانیوں اور ناچاکیوں سے گھبرا کر سگریٹ نوشی کی عادی ہو چکی تھیں ایک دن ارم مطالعے میں مشغول تھی کہ اچانک وارڈن نے اُن لڑکیوں کو ڈانٹنا شروع کر دیا ارم جانتی تھی کہ غلطی کسی اور کی ہے قصور کسی اور کا اور سزا کسی اور کو ارم اُس دن بڑی لب بستہ رہی وہ کسی سے بھی ہم کلام ہونا نہیں چاہتی تھی اُسکی روم میٹ اُسکی یہ کیفیت دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی۔

نیلم ارم کیا بات ہے؟ تمہاری طبیعت صحیح نہیں لگ رہی۔

ارم نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

نیلم پھر تم کو کیا ہوا؟ کیوں پریشان ہو۔

ارم میں اِن دونوں لڑکیوں کی وجہ سے پریشان ہوں ہر کوئی اُنکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے سب کا رویہ اُنکے ساتھ اچھا نہیں ہے۔

نیلم وہ لڑکیاں بدتمیز اور بدتہذیب ہیں اسلیئے ایسی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔

ارم نہیں یار! کوئی بھی انسان پیدائشی طور پر بُرا نہیں ہوتا اُسکو وقت اور حالات ایسا کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

نیلم پھر تم کیا چاہتی ہو!

ارم میں اِن لڑکیوں کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔

نیلم مگر وہ کیسے

ارم اس سوال کا جواب میں نہیں جانتی بلکے اتنا جانتی ہوں کہ کوشش کرنے سے سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔

نیلم اچھا اس موضوع کو چھوڑو اور آؤ کچھ کھا پی کر آتے ہیں مجھے بڑے

زوروں کی بھوک لگی ہے۔

ارم اچھا جی! چلو چلیں۔

ارم اور نیلم کی دوستی بی۔ ایس۔ سی میں ہوئی نیلم اکیلی رہنے والی لڑکی تھی ہر لڑکی نیلم کو خود غرض مطلبی سمجھا کرتی تھی۔ مگر ارم نے ہمیشہ اُسکی مدد کی اس رویے کی وجہ سے نیلم اور ارم کی دوستی ہو گئی اور نیلم کو جب بھی کوئی پریشانی ہوتی تو ارم کو یہ اپنی شرن گاہ سمجھتی تھی۔ ان دونوں کی شرارتیں سارے ہوسٹل میں مشہور ہیں پہلے تو سب لڑکیوں کو اُن پر غصہ آتا اور بعد میں وہ بھی بہت ہنسا کرتیں تھیں۔ ایک دفعہ آدھی رات کے وقت ان دونوں کو نیند نہیں آ رہی تھی۔

ارم نیلم یار مجھے نیند نہیں آ رہی۔

نیلم میرا بھی یہی حال ہے۔

ارم چلو باہر چکر لگاتے ہیں۔

نیلم بہتر ہے۔

کچھ دیر بعد ارم کو شرارت سوجھی اُس نے نیلم سے کہا؟

ارم تم یہاں رُوپوش سے ہو جاؤ میں نے ایک کام کرنا ہے۔

نیلم کیا کام

ارم تم کو پتہ چل جائے گا

ارم نے ایک روم میٹ کے دروازے کو کھٹکھٹایا اُس کمرے میں اُسکی ہوسٹل فیلو نجمہ تھی وہ بہت سیدھی سادھی لڑکی تھی مگر اُس کی ایک عادت بہت عجیب تھی وہ سمجھتی تھی کہ ہر انسان کی مشکل وقت میں مدد کرنی چاہیے۔ ارم کے دروازہ کھٹکھٹانے پر نجمہ باہر نکلی۔

نجمہ کیا بات ہے! ارم (کیونکہ وہ سمجھتی تھی کہ ہر لڑکی اپنے گھر سے دور ہے اُسکو کوئی مشکل نہ پڑ گئی ہو۔ کیونکہ ہوسٹل کا یہ اُصول ہے کہ (اگر کوئی مسئلہ کسی کو بھی ہو تو سب اُسکا خیال رکھتی) تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

تعارف:۔

عظمیٰ یوسف کلینیکل سیکالوجسٹ ہیں انھوں نے ایم۔بی۔اے بھی کیا ہے انھوں نے بہت سے کورز پروگرام بھی جیتے ہیں۔جن میں سے پی۔ٹی۔وی کے پروگرام پرکھ اور سیرت کورز اہم ہیں۔

پیش لفظ

"داستانِ غم اور ایک اُمید" کو میں نے آپ لوگوں کے لیے لکھا ہے۔کیونکہ ہماری زندگی میں اتنی افراتفری اور پریشانیاں آچکی ہیں کہ ہم صحیح اور غیر صحیح کی پہچان بھول چکے ہیں ۔زندگی ہمیں دو طرح کے راستے بتاتی ہے۔ایک اچھائی کا اور ایک بُرائی کا۔

ہم کو ان دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستے کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ہم چاہیں تو اچھے راستے کا انتخاب کر سکتے ہیں۔جو ہمیشہ روشن ہوتا ہے۔اچھائی کے راستے پر چلتے ہوئے اگر شروع میں مشکلات بھی آئیں تو آخر میں آسانیاں ضرور آتیں ہیں۔

بُرائی کا راستہ تاریک ہوتا ہے۔اور اس راستے میں شروع میں جتنی بھی کامیابیاں ملیں آخر میں ناکامیاں ضرور ملتیں ہیں۔تاریکی کے راستے پر چلتے ہوئے ایک وقت ایسا آتا ہے۔جب انسان اُس موڑ پر واپس آجانا چاہتے ہیں جہاں سے اُس نے اپنی زندگی کا آغاز سفر کیا تھا۔

تب صرف اور صرف ایک چیز ہی ہماری رہنمائی کر سکتی ہے۔ایک ایسی آواز جو مشکل وقت میں ہماری مدد کر سکے۔جو انسان بُرائی کے راستے کو چھوڑ کر اچھائی کی طرف آنا چاہتے ہیں ۔ہدایت کی ضرورت بھی اس کو ہوتی ہے۔جو اسکی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(اللہ کی طرف)

ہم ایسے لوگ ہیں جو ماضی کی یادوں سے جوڑے رہنا پسند کرتے ہیں ۔لیکن مستقبل

اور حال کو بہتر بنانے کے بارے میں نہیں سوچتے ماضی کے دُھندلکے میں چھپے ہوئے نقوش ہی ہمیں مستقبل کی منزل دکھا سکتے ہیں ۔ماضی میں کی ہوئی غلطیوں سے سبق سیکھنا ضروری ہے۔مگر ماضی میں رہنا عقل مندی نہیں ہے ہم لوگوں نے زندگی کو مذاق بنا رکھا ہے۔

ہم وہی کرتے اور سوچتے ہیں جو ہمیں اچھا لگتا ہے ہم لوگ نہ تو عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی رشتے نبھاتے ہیں ۔ہمارے ارد گرد یتیموں بیواؤں اور ناداروں کی بھرمار ہے۔ہم لوگ نیکی اور بھلائی کے کاموں کو پروان چڑھانا بسرا بیٹ کر چکے ہیں۔

یہ چند ایسے لوگوں کی کہانی ہے جو صرف اپنے لیے خوشیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں وہ دوسروں کی زندگیوں سے بھی کھیلنے سے باز نہیں آتے آج سے بہت سال پہلے ڈپٹی نذیر احمد نے ایک ناول مراۃ العروس لکھا تھا۔جس میں اکبری اور اصغری کے کردار پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

اکبری بڑی بہن تھی مگر اُس نے اپنی کم عقلی کی وجہ سے سب کچھ ختم کر دیتی ہے ۔اصغری چھوٹی بہن تھی مگر اُس نے اپنی دانش مندی کی وجہ سے بہت کچھ بناتی ہے ناول اُس دور کا بہت مشہور ناول تھا۔یہ کردار آجکل کے دور میں بھی موجود ہے مگر آجکل اکبری کے کردار سے تعلق رکھنے والی عورتیں اور بھی زیادہ خطرناک ہو چکی ہیں۔کہنے کو ہم سب مسلمان ہیں ہم سب صرف اپنے لیے ہی زندہ رہتے ہیں اور اپنے لیے ہی خوشیاں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں چاہے تو یہ خوشیاں اپنے بڑوں کو دکھ دے کر، اپنے چھوٹوں سے نفرت کر کے،یا اپنے ارد گرد کے لوگوں کو نقصان پہنچا کر حاصل کر جائیں۔

ایسے لوگوں کے چاروں طرف آگ ہی آگ ہوتی ہے۔اور یہ لوگ اس آگ میں جلتے رہتے ہیں یہ آگ حسد کی آگ بھی ہوتی ہے جو بعد میں پچھتاوں کا جنم بن کر رہ جاتی ہے۔مگر پھر بھی یہ لوگ نفرتیں بانٹنے سے باز نہیں آتے۔ان لوگوں کے پاس نہ تو فرار کا راستہ ہوتا ہے اور نہ ہی نجات کی راہ ہوتی ہے۔کہ وہ اس آگ سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

ارم　ہاں! بس نیند نہیں آ رہی ہے۔

نجمہ　تمہیں بھوک تو نہیں لگ رہی۔

ارم　نہیں یار

نجمہ　اچھا پھر کیا بات ہے تمہیں نیند کیوں نہیں آ رہی

ارم　نجمہ میں نے آپ سے ایک بات پوچھنی تھی۔

نجمہ　ہاں پوچھو

ارم　تم غصے ہو جاؤ گی۔

نجمہ　تم بتاؤ! میں غصے نہیں ہوں گی۔

ارم　نجمہ! ویسے تم بہت اچھی ہو۔

مگر پھر بھی ہم انسان ہیں غصہ تو آ سکتا ہے۔

نجمہ　میں نے کہا نا مجھے غصہ نہیں آئے گا تم بتاؤ

ارم نے نجمہ کو آدھا گھنٹہ باتوں لگائے رکھا جب نجمہ غصے میں آ گئی تو ارم نے کہا۔

ارم　نجمہ مجھے نیند اسلیئے نہیں آ رہی ہے کہ میں تم سے پوچھنا چاہتی تھی کہ تم سو رہی تھی یا جاگ رہی تھی اس بات پر نجمہ کو غصہ آ گیا۔

نجمہ　روم بند تھا

ارم　ہاں

نجمہ　لائٹ آن تھی

ارم　نہیں مگر پھر بھی ہم ہمسائے ہیں ہم پر فرض ہے ایک دوسرے کا خیال رکھنا تم وقت پر سو جایا کرو زیادہ دیر تک جاگتے رہنا ٹھیک نہیں۔

نجمہ یہ بات سن کر ارم کے پیچھے بھاگی رات کے وقت دوڑنے کی آواز بہت زیادہ ہوتی ہے نیچے سے وارڈن کی آواز آئی کہ یہ رات کے وقت کس کو دوڑ پڑ گیا ہے سب یہ آواز سن کر اپنے اپنے کمروں میں چلی گی۔

اگلے دن ناشتے کے وقت نجمہ سب کو بتا رہی تھی کہ رات کو ارم نے کیا کیا۔ سب لڑکیوں نے ہنسنا شروع کر دیا ارم جب ناشتہ لینے کے لیے آئی تو نجمہ نے بڑے معصوم سے انداز میں کہا۔

نجمہ　ارم اب تم ایسا تو نہیں کرو گی۔

ارم　نہیں یہ تو مذاق تھا اب میں ایسا نہیں کروں اب تو کچھ اور ہی کروں گی۔

یہ بات سن کر سب لڑکیاں ہنسنے لگیں اسی طرح ارم کی ایک اور ہوسٹل فیلو تھی۔ پانچ وقت کی نمازی، سمجھدار، اور اچھی لڑکی تھی۔ ہر ایک کا خیال رکھتی تھی۔ بڑوں کا ادب کرتی اور چھوٹوں سے نرمی سے بات کرنے کی عادی تھی۔ مگر اس میں ایک خرابی تھی کہ وہ اکیلے رہنے سے ڈرتی تھی۔

اسکا نام نگہت تھا۔ ایک دفعہ اسکی روم میٹ گھر گئی ہوئی تھیں۔

نگہت　آج میں اکیلی ہوں کہ میں تم لوگوں کے پاس آ کر سو سکتی ہوں۔

ارم کیوں نہیں آخر اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں تم اس طرح کرو کہ اپنی چارپائی لے آؤ۔ اور سو جاؤ

اتفاق سے اُس روز ارم کی سب روم میٹ وہیں پر تھیں۔ نگہت کو ایک اور بری عادت تھی رات کو خراٹے لینے کی اُس رات ارم اور ارم کی روم میٹ سمجھ گئیں کہ نگہت کی روم میٹ اُس سے تنگ کیوں ہیں ارم کو خود اُس دن نیند نہیں آ رہی تھی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی جب وہ بیٹھی تو اُس نے دیکھا کہ اُسکی روم میٹ بھی بیٹھ گئی ہیں اور سر پر ہاتھ رکھا ہوا ہے۔

نیلم　اب کیا کریں

ارم　اٹھو اسکو چارپائی سمیت باہر رکھ دیتے ہیں (سب نے اسکی بات سے اتفاق کیا، ارم نے دروازہ کھولا اور باقی سب نے چارپائی اُٹھالی۔ کیونکہ نگہت جسمانی طور پر کمزور تھی اس لیے آسانی سے اٹھالی۔ اسکو کمرے سے باہر رکھ دیا۔

ارم　رات کے وقت کسی کو باتھ روم جانا پڑے تو چارپائی رکاوٹ پیدا کرے

گی۔

صفیہ   کیا کریں

ارم   اسطرح کرتے ہیں کہ چارپائی اُٹھا کر اس باتھ روم میں رکھ دیتے ہیں۔

نیلم   رات کے وقت کسی لڑکی کو باتھ روم جانا پڑا!

ارم   اس طرف کے باتھ روم کی لائٹ خراب ہے۔

نسرین   ٹھیک ہے

اِن لوگوں نے چارپائی باتھ روم میں رکھ کر اسکی چیزیں بھی رکھ دیں۔نگہت کو جب رات کو بدبو اور مچھروں نے تنگ کیا تو وہ بیٹھ گئی اس نے ارم اور اُسکی روم میٹ سے بات چیت کرنا بند کردی۔اس واقع کا فائدہ نگہت کی روم میٹ کو ہوا۔کہ نگہت نے دو تکیے لے کر سونا شروع کردیا ایک سر کے نیچے اور ایک سر کے اوپر

فاطمہ   (نگہت کی روم میٹ) کہ میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں اب ہم لوگوں نے آرام سے سونا شروع کردیا ہے۔

ارم   یہ تو اچھی بات ہے مگر نگہت نے ہم سے بولنا بند کردیا ہے خیر اُسکو منالیں گے۔

کچھ عرصے بعد نگہت نے بھی بولنا شروع کردیا۔اور جب بھی وہ اس واقعہ کو یاد کرتی ہنسنا شروع کردیتی۔

اسی طرح ارم کلاس میں بھی ایک اچھی سٹوڈنٹ اور ایک اچھی مقررہ کے طور پر سامنے آئی۔ایک دفعہ ٹیچرز نے کچھ لڑکیاں "Select" کیں۔ان میں ارم، حمیرا، ہیرا تھی۔اور سب کو یقین تھا کہ ارم یہ تقریر کا مقابلہ جیت نہیں سکے گی۔

جب وہ دن آیا تو ہیرا اور حمیرا اچھی پرفارمنس نہ دیکھا سکیں ٹیچرز فکرمند ہوگئیں کیونکہ ارم کے بارے ٹیچرز کی رائے تھی کہ یہ کبھی بھی سنجیدگی سے کام نہیں لیتی۔ارم نے جب تقریر کی تو سب حیران رہ گئے ٹیچرز نے خوش ہو کر اُسکو شاباش دی۔

چند دن بعد ارم وارڈن سے گپ شپ کر رہی تھی ارم نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اُن لڑکیوں کے بارے میں پوچھا۔

ارم   میڈم! ان لڑکیوں کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔

مس   کن لڑکیوں کے ساتھ

ارم   یہ علینا اور فاطمہ کے ساتھ، سب لڑکیاں ان سے نفرت کرتیں اور اُنکی شکایتیں لگاتی ہیں۔

مس   ہاں یہ تو ہے علینا کے ابو وفات پاچکے ہیں اسکی امی کی اُس کے ماما، نانی نے زبردستی کہیں اور شادی کردی۔پہلے تو علینا کے ابو اُسکو اُسکی ماں سے ملنے دیتے تھے مگر اب وہ اُسکی ماں کو بھی اُس سے ملنے نہیں دیتے۔تعطیلات میں اُسکی نانی اُسکو اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔

ارم   اور فاطمہ

مس   فاطمہ بیچاری کے ماں باپ کے درمیان علیحدگی ہوچکی تھی۔اور نہ صرف علیحدگی ہوئی بلکے انھوں نے دوسری شادیاں بھی کرلیں ارم یہ سب سن کر خاموش ہوگئی اور کمرے میں آکر لیٹ گئی۔صفیہ، نسرین، نیلم سب کمرے میں آئیں۔

صفیہ   ارم تمہیں آجکل کیا ہوگیا ہے۔نہ تو تم بات کرتی ہو نہ ہمارے ساتھ کھیلتی ہو۔

ارم   ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

نیلم   یہ آجکل علینا اور فاطمہ کے بارے میں سوچ رہی ہے۔

ارم   ہاں یہ بات تو ہے میں آجکل بہت پریشان ہوں کیوں کہ ان لڑکیوں کی کہانی میری کہانی سے ملتی جلتی ہے۔میرا بچپن بڑی مشکلات میں گزرا ہے۔

نسرین   کیا مطلب ارم! تم تو ہمیں دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی لگتی ہو کیونکہ تمہیں ہم نے کبھی پریشان نہیں دیکھا۔

☆☆☆☆

باب نمبر 2:

ارم:۔ ہنستے ہوئے کہتی ہے کہ یار
زندگی کے ہر موڑ پر ہر کوئی پہنے ہوئے ہے اک نقاب
نئے دوستوں کو جاننا آسان نہیں ہوتا۔ عظمیٰ یوسف

میرا تعلق ایسے گھرانے سے ہے جو کبھی بڑے خوشحال لوگ تھے اور ان میں پیار، محبت بھی بہت تھا۔ یہ ان دو بھائیوں اور دو بہنوں کی کہانی ہے جن کا بچپن بہت خوبصورت تھا یہ سب مل جل کر رہتے تھے گھر کے کام کاج بھی مل جل کر کرتے تھے۔ ان بھائیوں کے نام عبداللہ اور محمد احسان اور بہنوں کا رضیہ اور عابدہ تھا۔

عبداللہ بہت نیک اور پرہیزگار انسان تھے۔ اور محمد احسان بھی اچھے انسان تھے سب لوگ اِن بھائیوں کی مثال دیا کرتے تھے۔ اور اُن کی بہنیں بھی دردِ دل رکھنے والی عورتیں تھیں۔ وہ کسی کی پریشانی، دکھ اور تکلیف کو اپنی پریشانی، دکھ اور تکلیف سمجھتی تھیں۔

وہ ہر ایک کو خوش دیکھنا چاہتی تھی وقت گزرتا رہا اور جب ان سب نے جوانی کی دہلیز میں پہلا قدم رکھا۔ تو اُنکے ماں باپ کو اُنکی شادیوں کی فکر ہوئی پاکستان بننے کے بعد انکے ماں باپ کے لیے بہت سی مشکلات آئیں۔ مگر اُس دور میں لوگوں کے دلوں میں نفرتیں تو موجود تھیں مگر اِن نفرتوں کو ذاتی دشمنی میں نہیں بدلتے تھے۔ انکے ماں باپ نے ان چاروں کی شادیاں کر دیں۔ مگر بعد میں دونوں بھائی نے الگ الگ رہنا شروع کر دیا۔

☆☆☆

باب نمبر 3:۔

عبداللہ کے کپڑے کی دکان تھی۔ جس میں دن بدن اسکو منافع ہو رہا تھا۔ عبداللہ کا خاندان ایک مثالی خاندان تھا۔ سب لوگ اس گھرانے کی مثال دیا کرتے تھے عبداللہ کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی تھی عبداللہ نے بڑی محنت سے اِن سب کو تعلیم دی۔ انکا گھر ڈیڑھ

منزل مکان ہے نچلی منزل پر تین کمرے، سامنے باورچی خانہ اور غسل خانہ ہے۔

گلی کے سرے پر بیٹھک ہے۔ جہاں پر صوفے، ڈیکوریشن پیس، شیشے کی میزیں، اور کونے میں چینی کے بڑے بڑے گلدان نظر آرہے تھے۔ بیٹھک میں قالین اور پردے بھی موجود ہیں صحن زیادہ بڑا نہیں تھا اور فرش اینٹوں کا بنا ہوا تھا۔ حمیرا عبداللہ کی چھوٹی بیٹی تھی وہ فرش کو بُرشوں سے رگڑ رگڑ دھویا کرتی تھی۔ اینٹیں سرخ سرخ نکل آتیں تو فرش بہت اچھا لگا کرتا تھا دو کمرے سائیڈ پر تھے۔

ایک کمرہ سامنے تھا۔ بائیں طرف سیڑھیاں تھیں اور چھت پر دو کمرے بنائے تھے جہاں پر فالتو سامان رکھا جاتا تھا۔

اس گھر میں عبداللہ اور انکی بیوی، بچے رہا کرتے تھے۔ جاوید سب سے بڑا بھائی تھا اور عمیر سب سے چھوٹا جاوید کی شادی کی تیاری کرنے لگے۔

رضیہ (جاوید کی پھوپھی) زینب (عبداللہ کی بیوی) کو آواز دیتی ہوئی اندر آئی شیر بانو (کام کرنے والی) آواز سن کر نیچے آئی۔ جب شیر بانو سامنے آئی تو اُسکے پائنچے بھیگے ہوئے تھے۔ اور کالے کالے پیروں پر جمی میل پانی پڑنے سے اُبھر آئی تھی۔

شیر بانو جی

رضیہ زینب بھابھی کہاں ہیں۔

شیر بانو اوپر ہیں

شیر بانو عبداللہ بھائی گھر ہیں۔

رضیہ جی پتہ نہیں

رضیہ اچھا ٹھیک ہے۔

شیر بانو اوپر جانے لگی اور رضیہ اُسکے پیچھے پیچھے آ گئی۔ شیر بانو اوپر آئی اپنے کام میں منہمک ہو گئی۔ جب رضیہ اُوپر پہنچی تو شیر بانو صحن دھو رہی تھی پانی نل سے تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اُوپر دو کمرے تھے جہاں پر فالتو سامان رکھا ہوا تھا کمرے بھی صاف ستھرے تھے اور

چھت بھی۔

رضیہ   اسلام وعلیکم بھابھی!

زینب   وعلیکم اسلام

رضیہ   کیسی ہیں بھابھی

زینب   ٹھیک ہوں آپ کیسی ہو!

رضیہ   Hundred% صحیح ہوں۔

زینب   بیٹھ جاؤ

رضیہ   بھابھی! میں عابدہ بہن کی طرف گئی تھی میں نے سوچا کہ آپ کی طرف بھی ہوتی جاؤں۔

زینب   بہت اچھا لگا

رضیہ   جاوید کی منگنی کی تیاریاں کہاں تک پہنچی یا ابھی تک چل رہی ہیں۔

زینب   یہ کام وقت لے کر ختم ہوتے ہیں

رضیہ   عابدہ بہن تو اپنی بیٹی کو اچھی خاصی چیزیں دیں گی اتنی دیر میں حمیر چائے کی ٹرے لے آئی میز پر برتن لگائے۔ سبز چائے ہمارے گھر میں بڑے شوق سے پی جاتی ہے۔ حمیرا سبز چائے بڑے اچھے طریقے سے بناتی ہے۔

زینب نے چائے مٹی کے پیالوں میں ڈالی۔ حمیرا بڑے تجسس سے پھپھو رضیہ کی باتیں سن رہی تھی۔ رضیہ ان کو منگنی کی تیاری اور ایک ایک چیز کے متعلق بتا رہی تھی۔

عابدہ بہن نے بیٹی کی منگنی پر اتنا کچھ تیار کیا ہے۔ پتا نہیں شادی پر کیا کچھ تیار کریں گی زینب نے پوچھا بھابھی آپ نے کیا کچھ بنایا ہے۔

زینب   (حمیرا سے) جاؤ بھابھی کے لیے جو جوڑ ابنایا ہے۔ وہ لے کر آؤ

حمیرا   نیچے آئی۔ اور جوڑا لے کر اوپر آئی۔

رضیہ   واہ بھابھی کتنا خوبصورت جوڑا ہے۔

زینب   یہ حمیرا نے اپنی بھابھی کے لیے پسند کیا ہے۔

رضیہ   بھابھی! اسکی چمک دمک ہی بتاتی ہے کہ کتنا قیمتی ہے اور بھابھی کیا بنایا ہے۔ اسطرح کرتے ہیں دونوں بہنیں نیچے چلتی ہیں وہاں پر دیکھتے ہیں۔

رضیہ   بہت اچھا بھابھی

زینب   پانچ جوڑے منگنی کے لیے لئے ہیں

رضیہ   اچھا ہے بھابھی

زینب   یہ دو ساڑھیاں، حمیرا کو آواز دیتے ہوئے۔ جاؤ زیور لے کر آؤ۔

حمیرا   اچھا امی جی

زینب   بارہ تولے کی چوڑیاں ہیں۔ اور ایک کندن کا سیٹ ہے۔

رضیہ   اللہ واقعی عابدہ کی بیٹی بڑی خوش نصیب ہے

زینب   ہاں مٹھائی سو من جائے اور بدھ بھی سو من، کھویا بادام، چھوہارے میوے تو بھائی جان لے بھی آئے ہیں۔ یعنی آپ بھی بڑے دھوم دھڑے سے جائیں گے۔ انشا اللہ منگنی کرنے۔

رضیہ   بھابھی منگنی پر اتنا کچھ شادی پر کیا کچھ کریں گی۔

زینب   اللہ مالک ہے۔ میرے گھر پہلا پہلا کام ہے اللہ ہر جگہ ہر ایک کو خوشیاں نصیب فرمائے۔

رضیہ   آمین بھابھی۔ شادی کا ارادہ کب تک ہے

زینب   سال ڈیڑھ سال تو لگ جائے گا۔ جاوید ابھی ابھی ملازم ہوا ہے

رضیہ   بھابھی آپ بڑی خوش قسمت ہیں لڑکا ہیرا ہے اور لڑکی بھی۔ اللہ دونوں کی قسمت اچھی کرے۔ آمین

حمیرا   (دوسرے کمرے میں جاتے ہوئے) انور بھائی اب ایک سال کے اندر اندر ہمیں بہت سے کام کرنے ہیں۔

انور آپ کی بات کا مفہوم کیا ہے۔

حمیرا امی جان پھوپھی سے کہہ رہی ہیں کہ جاوید بھائی کی شادی ایک یا ڈیڑھ سال تک کر دیں گے۔

انور اس کا مطلب ہے کہ ہمیں خوب مزہ آئے گا۔

حمیرا چند دنوں میں ہم منگنی کرنے عابدہ پھپھو کے گھر جائیں گے۔

اشرف واو بھی واہ اب تو خوب مزہ آئے گا

زینب اور عبداللہ نے منگنی کا دن طے کر لیا اور یہ سب شور وغل، ہنگامہ کرتے ہوئے منگنی کرنے گئے وہاں پر خاندان کے سب لوگ آئے ہوئے تھے سب سے زیادہ خوشی حمیرا کو ہو رہی تھی کیونکہ حمیرا اور زیبی اچھی دوست بھی تھیں۔ وقت گزرتا رہا۔ آخر وہ دن بھی آ گیا۔ جاوید کی شادی کرنی تھی۔

گھر مہمانوں سے بھر گیا تھا۔ ایک پھپھو اور دو خالہ مع بچوں سمیت تین چار دن پہلے گھر آ گئی تھیں۔ حمیرا اور اسکی کزن سارا دن صحن میں دری ڈال کر جوڑے سی رہی تھیں۔

موسم بہت اچھا تھا نہ زیادہ سردی تھی نہ زیادہ گرمی اسلئے کھلے آسمان تلے ہنسی مذاق، گانا بجانا، بہت اچھا لگتا یہ سب لڑکیاں رات کو فارغ ہو کر چھت پر چلی جاتیں ڈھولک پے بیٹھ جاتی۔

کبھی تو ایسا ہوتا کہ دو گروپ بن جاتے ایک گروپ گانا گاتا، گانے کے ختم ہوتے ہی دوسرے گروپ جوابی گانا گاتا۔ گانا گانے میں تھوڑی سی بھی دیر ہو جاتی، تو جیتنے والا گروپ اوئے اوئے کے نعرے لگاتا۔

آج جاوید کی مایوں کی رسم ہونا تھی۔ مہمان آ گئے تھے لڑکے اور لڑکیاں چھت پر ڈھولک لے کر بیٹھی تھی۔ اور بزرگ نیچے والے صحن میں جمع ہوئے اور ہم سب چھت پر دری بچھا لیتے لڑکے اور لڑکیاں گانا گاتے ہوئے زیادہ شور کرتی۔ تو نیچے صحن میں بیٹھے ہوئے بزرگ ڈانٹ دیتے۔ شور مت کرو آرام سے گاؤ بجاؤ۔

عورتیں بھڑکیلے لباسوں میں تھیں سب نے خوبصورت لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ زیوروں سے ہر عورت لدی پڑی تھی کسی نے غرارہ پہنا تھا لڑکیوں نے بھی خوبصورت لباس پہن رکھے تھے کسی نے سادہ سوٹ پر کام والا دوپٹہ لے رکھا تھا۔ اور کسی نے کام والے سوٹ پہن رکھے تھے۔ انور، اشرف اور فیض ہر کام بھاگ بھاگ کر رہے تھے۔ اس دن سب بڑے خوش تھے۔

حمیرا اور ندا مہندی کے تھال اٹھائے آ گئیں۔ لڑکیوں نے تھالوں میں مہندی سجائی تھی رنگ برنگے کاغذ، گوٹے کناری اور سنہری لڑیاں مہندی کے تھالوں سے لٹک رہی تھی۔ ہر تھال میں موم بتیاں روشن تھیں۔

پھر جاوید کو مایوں بٹھایا گیا۔ ممانیاں، پھپھیاں خالہ لوگ سب باری باری مہندی کی رسومات پوری کرنے لگی۔ عبداللہ نے فیض کو آواز دی فیض رسم دیکھ رہا تھا وہ نیچے آیا وہ اپنے ابو کے پاس بیٹھ گیا۔

عبداللہ سارے انتظامات ہو گئے ہیں۔ مجھے بڑی فکر ہو رہی ہے۔

فیض ابو جی! سب کام مکمل ہو گئے۔

عبداللہ برات کو لے کر جانے کے انتظامات

فیض جی ابا جی! آپ پریشان نہ ہوں

فیض جی ضیافت نکاح کے بھی فیض، اشرف، عمیر اور انور سب نے مل کر اس ذمہ داری کو اچھے طریقے سے نبھایا۔

عبداللہ حیران رہ گیا جاوید کی شادی بڑی شان وشوکت سے ہوئی سب کی آؤ بھگت کی شادی کے بعد میں بھی اس بات کے چرچے ہونے لگے۔

زیبی نے شروع دنوں میں بہت اچھا وقت گزارا۔ مگر بعد میں انھوں نے عجیب وغریب باتیں شروع کر دیں۔ بدتمیزی بھی کرتی تھی۔

جاوید زیبی یہ بات تم نے اس طرح کیوں کی

زیبی　　میری مرضی

جاوید　　زیبی تم ہر بات کو رائی کا پہاڑ کیوں بنا دیتی ہو۔

زیبی　　وہ میرے ماں باپ ہیں۔ انکا خیال رکھنا ہم پر فرض ہے

زیبی نے جب دیکھا کہ اُسکے سارے حربے کار آمد ثابت نہیں ہوئے۔ تو اُس نے اپنے منہ پر مُہر بلب لگا لیا۔ گھر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگی۔ عبداللہ کے بڑے بیٹے کی شادی کے بعد یہ لوگ سب اکٹھے رہتے تھے۔ جاوید نے اپنے ماں باپ کا ساتھ دیا اور اپنی بیوی کو قدم قدم پر سمجھایا۔ شروع شروع میں زیبی ہر بات کا بتنگڑ بنا دیا کرتی ہے۔ مگر بعد میں وہ سمجھ گئی کہ یہاں پر دال نہیں گلنے والی۔

جاوید　　اسلام و علیکم

زینب　　وعلیکم اسلام

جاوید　　ابو جی کہاں ہیں؟

زینب　　وہ ابھی اپنے ایک دوست کے ساتھ باہر گئے ہیں۔

جاوید　　امی جان مجھے چھوٹوں کے بارے میں ضروری بات کرنی ہے۔

زینب　　اللہ خیر کرے۔ سب ٹھیک ہے نا

جاوید　　امی جی آپ چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر پریشان ہو جاتی ہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔

زینب　　اچھا کیا بات ہے

جاوید　　امی میرا ایک دوست ہے اُس نے مجھے صلاح دی ہے۔ فیض کے متعلق کہ وہ پڑھائی میں اچھا ہے تو اُسے آگے پڑھنا دیا جائے۔ اور اسے ایم۔ اے کر لینے دیا جائے۔ اُس نے اشرف سے وابستہ بات یہ کی ہے کہ اُسے ڈپلومہ میں ایڈمیشن دے دیا جائے اگر وہ پڑھنا نہیں چاہتا جیسے کہ تم میرا اسمہ لگتے ہو۔ میرے پاس اس مسئلے کا ایک حل ہے۔ وہ یہ کہ اسکو باہر بھیجنے کا۔

زینب　　جاوید مجھے اِن باتوں کا کچھ بھی اندازہ نہیں ہے۔ تم اپنے باپ سے بات کرنا

جاوید　　وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر امی جان آپکی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے کہ میرے چھوٹے بہن بھائی بھی کامیاب ہو جائیں۔

زینب　　میری دعائیں ہمیشہ تم سب کے ساتھ رہیں گئیں۔ یہ کہتے ہوئے زینب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

جاوید　　امی جان! آپ فکرمند نہ ہوا کریں۔ انشا اللہ اللہ ہمارے حق میں بہتر کرے گا۔

زینب　　انشا اللہ

جاوید　　اچھا جی! یہ بتایئے کہ ابو جی گھر واپس کب تک آئیں گے۔

زینب　　عصر کی نماز تک آ جائیں گے۔

جاوید　　اچھا جی! میں ابو جی سے شام میں مل لوں گا۔

زینب　　تم کپڑے تبدیل کر کے کھانا کھا لو۔ اور آرام کرو شام کو اپنے ابو سے اس سلسلے میں بات کر لینا۔

جاوید　　بہت بہتر امی جی

زینب　　میں بھی نماز پڑھ لوں یہ کہتے ہوئے زینب اپنے کمرے میں چلی گئی

جاوید نے شام کے وقت اپنے ابو سے بات کی۔

جاوید　　ابو جی! آپ نے اتنی دیر لگا دی۔ کیا بات تھی امی جان اور باقی سب بھی فکرمند ہو رہے تھے۔

عبداللہ　　وہ میرا دوست مل گیا تھا۔ اُس سے گپ شپ شروع ہو گئی تھی۔

زینب　　شکر ہے خدا کا، کہ آپ خیریت سے ہیں، اتنی دیر کہاں لگا دی۔

عبداللہ　　میں ٹھیک ہوں۔ پریشان مت ہوا کرو۔ (حمیرا پانی تو پلا دو)

حمیرا   اچھا ابو جی

فیض   باجی! ہم سب آپ کے بغیر اداس ہو جاتے ہیں۔ کیوں نہ فکر مند ہوں آخر آپ ہمارے ابو ہیں۔

عبداللہ   مجھے معاف کر دو مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آئندہ احتیاط کروں گا

فیض   ابو جی! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔

عبداللہ   میں بھی مذاق ہی کر رہا تھا۔

اتنی دیر میں حمیرا پانی لے کر آئی کہنے لگی ابو جی! چائے پئیں گے۔ چائے بناؤ

عبداللہ   نیکی اور پوچھ پوچھ

حمیرا   امی جی! آپ اور بھائی جان چائے پئیں گے۔

زینب   ہاں بھئی سب پئیں گے بنالو اور ساتھ کچھ کھانے کو لے آؤ۔

فیض   ابو جی! مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے

عبداللہ   کس بارے میں

زینب   فیض اور اشرف کے بارے میں

عبداللہ   کیا بات

جاوید   ابو جی میرا دوست قاسم ملا تھا۔

عبداللہ   تو پھر

جاوید   اُس سے میں نے فیض اور اشرف کے بارے میں رائے لی ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ فیض پڑھائی میں اچھا ہے۔ اسکو آگے پڑھنے دیا جائے اور اشرف کو باہر بھیجنے کا کہا ہے۔

عبداللہ   سوچ بچار کے بعد میں تمہاری بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ مگر اشرف کو باہر بھیجنے کے لیے پیسوں کا بندوبست کیسے ہوگا۔

جاوید   آپ یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں میں کچھ نہ کچھ کرلوں گا۔

عبداللہ   یہ تو ہے۔ اشرف کا اگر باہر کا کام بن جائے تو بہتر ہے اسکی شرارتوں کی وجہ سے میں تنگ آچکا ہوں۔ کبھی کسی کا نقصان کر دیتا ہے اور کبھی کسی کا۔ بس مجھے پیسوں کی فکر ہے۔

جاوید   انشا اللہ پیسوں کا بندوبست ہو جائے گا۔

عبداللہ   اللہ کرے

جاوید   آپ بس ہمارے لیے دعا کرتے رہا کریں۔ کہ اللہ ہماری مشکل آسان کرے۔ نماز کا وقت ہونے والا ہے میں نماز پڑھ کر آتا ہوں۔

حمیرا   ابو جی! چائے تیار ہے چائے پی کر جائے گا۔

عبداللہ   ہاں جلدی سے چائے لاؤ۔ میں چائے پی کر نماز پڑھنے جاؤں۔

حمیرا چائے کی ٹرے لی آئی۔ سبز چائے سب بڑے شوق سے پیا کرتے تھے۔ عبداللہ چائے پی کر باہر چلے گئے۔ جاوید اپنے کمرے میں چلا گیا حمیرا نے گندے برتن اٹھائے۔ اسی اثناء میں جاوید کا دوست آیا۔

رحیم نے دروازہ کھٹکھٹایا

جاوید   کون ہے۔

رحیم   میں رحیم ہوں۔

جاوید   (دروازہ کھولتے ہوئے) شکر ہے خدا کا جو تم کو بھی میری یاد آ گئی۔

رحیم   ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تم لوگوں کو بھول جاؤں۔

جاوید   آؤ اندر، ایک کپ چائے ہو جائے۔

رحیم   نہیں یار! مجھے قاسم سے ملنے جانا ہے۔ میں نے سوچا کہ تم بھی ساتھ چلو۔ اب تو زندگی اتنی مصروف ہو گئی ہے۔ کہ ایک دوسرے سے ملنے کے لیئے وقت نکالنا پڑتا ہے۔

جاوید   ہاں یہ بات تو ہے۔ چلیں قاسم سے ملنے

رحیم — ہاں چلو!

جاوید — ایک منٹ میں امی کو بتا کر آتا ہوں۔

رحیم — ارے یار! بچے چاہے جتنے بڑے کیوں نہ ہو جائیں ماں، باپ کے لیے بچے ہی رہتے ہیں۔ اچھا تم ایک منٹ کے لیے رکو، میں ابھی آیا۔

رحیم اور جاوید قاسم سے ملنے چلے گئے۔ جاوید نے قاسم سے کہا کہ میں فیض اور اشرف کے بارے میں بات کی تھی۔

قاسم — وہ کیا کہتے ہیں۔

جاوید — وہ فیض کے بارے میں سن کر بہت خوش ہوئے۔ مگر اشرف کے بارے میں نہیں۔

قاسم — وہ کیوں۔ انکو اشرف کے بارے میں جو مشورہ دیا تھا۔ وہ پسند نہیں آیا

جاوید — انکو پریشانی ہے۔ اشرف کو باہر بھیجنے کی

قاسم — کیا مطلب

جاوید — وہ پیسوں کے معاملے میں پریشان ہیں اتنے روپوں کا انتظام کیسے ہوگا۔

قاسم — تم نے کیا کہا۔

جاوید — آپ فکرمند نہ ہو، ہم سب مل کر کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔

رحیم — ہاں کیوں نہیں یار! آخر دوست ہی دوست کے کام آتا ہے۔

جاوید — اسی لیے میں تم سے بات کرتا ہوں۔ کہ تم لوگ روپوں کے انتظام میں میری مدد کرو۔

رحیم — تم فکر مت کرو۔ ہم پیسوں کے انتظامات میں ہی نہیں بلکے تمہارے بھائی کو باہر بھیجنے کے انتظامات میں بھی تمہاری مدد کریں گے۔

جاوید — شکریہ یار

قاسم — اس میں احسان والی کون سی بات ہے۔

جاوید — وہ تم لوگ میرے لیے اتنا کچھ کر رہے ہو۔

رحیم — اچھا بھی اب ہم چلتے ہیں۔ ورنہ شکریہ کا لفظ سن سن کر میرے کان پک جائیں گے۔

جاوید — قاسم یار! تم اب ہم کو اجازت دو ہم اب چلتے ہیں۔

قاسم — فکر مت کرنا، میں کچھ کرتا ہوں، آخر تمہارے بھائی میرے بھی بھائی ہیں۔

جاوید — (سر ہلاتے ہوئے) ٹھیک ہے۔

☆☆☆

باب نمبر 4:

محمد احسان بھی ایک اچھا آدمی تھا۔ انکا گھر نہیں تھا وہ کرایے کے گھر میں رہتے تھے انکے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ محمد احسان کو غلط اور جھوٹی بات سننا بالکل پسند نہیں تھا انکی کمائی زیادہ نہیں تھا کیونکہ وہ محنتی آدمی نہیں تھا۔ کم کمائی کی وجہ سے وہ ہر وقت گھر میں فساد بھرپا کیے رکھتا ہے۔ بیوی بچوں پر ہاتھ اُٹھانے سے باز نہیں آتا تھا۔

محمد احسان کے غصے کی وجہ سے چاروں بچوں پر بہت بُرا اثر پڑ رہا تھا۔ بڑا لڑکا راجو بُرے لڑکوں کی صحبت اختیار کر چکا تھا۔ راجو بھی گھر کی کوئی چیز اٹھا کر لے جاتا اور کبھی کوئی چیز اٹھا کر لے جاتا اُس نے گھر کا ماحول خراب کر رکھا تھا۔

راجو سے چھوٹی بہن نادیہ تھی وہ ہر ایک سے غصے سے ہم کلام ہوتی تھی۔ راجو کی بُری حرکتوں کی وجہ سے ان لوگوں کو گھر تبدیل کرنا پڑا تا یہ لوگ اپنے نانو کے گھر آئے۔ انکے نانو میں بڑا اتفاق تھا انکے تین ماموں تھے سب بھائی پورے دن کی کاروائی ایک دوسرے کو بتاتے۔ اور مل جل کر کھانا کھاتے انکی بیگمات بھی مل کر کام کرتیں انکے گھر ہانڈی ایک ہی پکائی جاتی تھی۔

امجد — اسلام وعلیکم

رفیق وعلیکم اسلام

امجد رفیق بھائی، عامر بھائی ابھی تک گھر نہیں آئے۔

رفیق اللہ خیر کرے۔اُس نے آج کام کے سلسلے میں لاہور جانا تھا۔

امجد اللہ بہتر کرے۔

رفیق اچھا تم بتاؤ کہ آج کا دن کیسا گزرا پڑھانا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔سر درد شروع ہو جاتا ہے۔

امجد ہاں یہ بات تو ہے۔پڑھنا بھی مشکل کام ہے اور پڑھانا بھی
آپ کا کام کیسا چل رہا ہے۔

رفیق بس یار! ٹھیک ہی ہے یہ کہتے ہوئے رفیق باورچی خانے میں پانی پینے چلا گیا۔

عامر اسلام وعلیکم (باہر سے اندر داخل ہوتے ہوئے)

امجد وعلیکم اسلام

رفیق اسلام وعلیکم (کچن سے نکلتے ہوئے)

عامر وعلیکم اسلام

رفیق جی ہاں بھائی جان! پرسوں تک مال آجائے گا۔

رفیق اور امجد دونوں یک زبان ہو کر بولے۔شکر ہے خدا کا

امجد کیا مسئلہ تھا۔وہ دکان کا سامان کیوں نہیں بھیج رہے تھے۔

عامر جس آدمی کے ہاتھ پیسے بھیجے تھے اُس نے لیٹ کر دیا۔

رفیق یعنی اس نے پیسے وقت پر نہیں دیئے یہ تو بہت بُری بات ہے۔

امجد اور رفیق سکول ٹیچر تھے۔اور عامر کی دکان تھی جب راجو کی بُری حرکتوں کی وجہ سے محمد احسان اور اسکی باقی فیملی کو گھر چھوڑ کر جانا پڑا امجد نے اپنی بہن رقیہ (محمد احسان کی بیوی) سے کہا کہ تم سب ہمارے گھر چلے چلو۔وہاں کا اچھا ماحول دیکھیں گے تو بہتر ہو

جائیں گے ہم سب انکا خیال رکھیں گے۔

رقیہ میں راجو کے باپ سے بات کروں گی۔

امجد تم غمگین مت ہو ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔

رقیہ آپ لوگوں کی وجہ سے تھوڑا سا حوصلہ ہوتا ہے۔

امجد اواسی کو ختم کرو بھائی محمد احسان سے بات کر کے بتا دینا۔

رقیہ بہت بہتر بھائی جان

امجد اچھا اب میں چلتا ہوں کل پھر چکر لگاؤں گا۔

رقیہ اچھا بھائی

آج امجد بھائی ملنے کے لیے آئے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ روز کے گھر بدلنا اچھی بات نہیں ہے۔

محمد احسان پھر کیا کریں۔

رقیہ بھائی کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر چلے چلو۔

محمد احسان یہ بات مجھے پسند نہیں

رقیہ مگر اب کیا کیا جا سکتا ہے۔

محمد احسان تمہاری جو مرضی، میں کیا کر سکتا ہوں۔چلے چلو

رقیہ میں بات کر لوں گی۔چند دنوں میں ہم وہاں پر چلے جائیں گے۔

محمد احسان ٹھیک ہے۔

اسطرح رقیہ اپنی فیملی سمیت اپنے بھائیوں کے گھر آ گئی نادیہ بھی اپنے بھائی کی طرح بچپن سے ہی بہت تیز اور ہوشیار لڑکی تھی۔وہ ہر ایک کو تنگ کرتی اگر کوئی بھی کسی بھی چیز سے روکتا کہ یہ کام اس طرح نہ کرو تو وہ اُسکو غصے سے جواب دیتی رقیہ نادیہ راجو دونوں کی طرف سے بہت متفکر رہا کرتی تھی۔وہ دونوں کی سمجھاتی رہتی۔

رقیہ نادیہ یہ حرکت تم نے کیوں کی تمہاری اور راجو کی حرکتوں کی وجہ سے ہمیں

شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

نادیہ		اماں آپ تو ہر وقت ذہنی رہتی ہیں میں کچھ بھی نہیں کرتی۔ آپ کو وہم ہو گیا ہے۔

رقیہ		نادیہ یہ میرے وسوسے نہیں ہے بلکہ تم اور تمہارا بھائی راجو دونوں حد سے زیادہ بدتمیز ہو چکے ہو۔

نادیہ		خفگی سے پیر زمین پر پٹکتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔

رقیہ		(اونچی آواز سے) اگر تم دونوں باز نہیں آئے تو ہمیں یہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا۔ وقت گزرتا رہا مگر یہ دونوں اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ نادیہ کو اپنے ماموں کا اتفاق دیکھ کر کچھ ہوتا اُس نے سوچا کہ امی بھی کہتی ہیں کہ ہمیں یہ گھر چھوڑنا پڑے گا۔ تو اس مسئلے کا ایک حل یہ ہے کہ ایک ماموں کو دوسرے ماموں کے خلاف کر دیا جائے۔

نادیہ		راجو! یہ ہمارے ماموں کس طرح کے ہیں۔

راجو		ان لوگوں کے درمیان کبھی جھگڑا نہیں ہوا۔

راجو		ہاں یہ بات تو ہے۔

نادیہ		ایک دن اماں کہہ رہی تھی کہ اگر ہم دونوں نے اپنی حرکتیں بند نہ کیں تو ہمیں یہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا۔

راجو		ہم تو کچھ بھی نہیں کرتے۔ مگر پتا نہیں امی کو کیا ہو گیا ہے ہر وقت ہم میں سے نقص نکالتی رہتی ہیں۔

نادیہ		ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہیے جہاں تک عامر ماموں کی بات ہے وہ تو اپنا الگ گھر بنوا رہے ہیں مگر امجد اور رفیق ماموں یہیں پر براجمان ہیں۔

راجو		پھر کیا کریں۔

نادیہ		سب سے پہلے ان کے درمیان سلوک کو ختم کرنا چاہیے۔

راجو		وہ کیسے۔

نادیہ		تم دیکھتے جاؤ۔ کہ میں کیا کرتی ہوں۔

نادیہ ایک منصوبہ بنایا اور راجو کو بھی اس بات سے آگاہ نہ کیا۔ یہ امجد کی بیوی آسیہ کے پاس گئی۔

نادیہ		ممانی جان اسلام وعلیکم

آسیہ		وعلیکم اسلام

نادیہ		ممانی جان کوئی کام ہو تو بتائیے۔

آسیہ		واہ جی واہ! آج سورج کہاں سے نکلا ہے۔ ہماری نادیہ بیٹی کام کاج میں دلچسپی لے رہی ہیں۔

نادیہ		ممانی جان! میں نے سوچا ہے کہ میں اب شرارتیں نہیں کروں گی۔ اور اچھی بچی بن کر دکھاؤں گی۔

آسیہ		شاباش نادیہ! یہ تو اچھی بات ہے کہ تم اپنے آپ کو بدل رہی ہو۔

نادیہ		ممانی جان وقت کے ساتھ ساتھ انسان میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ وہ انسان ہی کیا جو اپنے آپ کو بدل نہ سکے۔ اچھا ممانی جان! ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے میں نماز پڑھ کر آپ کے پاس آؤں گی۔

آسیہ		ہاں کیوں

نادیہ دن میں کئی بار آسیہ ممانی کے پاس جانے لگی۔ ایک دن نادیہ نے آسیہ کی قمیض اٹھا کر گھر سے باہر مٹی میں دبا کر آگئی جب آسیہ نے اپنی قمیض ڈھونڈنے لگی تو وہ پریشان ہوئی۔ اس نے نادیہ سے پوچھا

نادیہ		ممانی جان آپ تو رخسانہ ممانی اور مسرت ممانی پر بڑا اعتبار کرتی ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں۔

آسیہ		کیا مطلب ہے تمہارا

نادیہ		ممانی جان! میں نے ان دونوں کو آپ کے خلاف باتیں کرتے سنا ہے۔

آسیہ　　کیسی گفتگو کر رہی تھیں۔

نادیہ　　رخسانہ ممانی مسرت ممانی سے کہہ رہی تھی۔ کہ امجد ہر جگہ اپنی بات منواتا ہے امجد کو کیا ضرورت تھی کہ رقیہ اور اسکی فیملی کو گھر لانے کی۔ لگتا ہے کہ یہ ان سب کا پلان ہے کہ ہمیں اس گھر سے نکالنا چاہتے ہیں۔

آسیہ　　اچھا

نادیہ　　ممانی جان! ہماری غلطیوں کی وجہ سے ہمارے ماں، باپ کو گھر تبدیل کرنے پڑے۔ آخر مشکل وقت میں اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں۔

آسیہ　　ہاں یہ تو ہے۔

نادیہ　　ممانی جان! آپ اتنی اچھی ہیں

اور ان لوگوں کی باتیں مجھ کو اچھی نہیں لگتی جو آپ کے متعلق کرتیں ہیں۔ اور مجھے تو لگتا ہے کہ جو قمیض آپکی گم ہوئی ہیں وہ انہی نے چوری کی ہے۔ کیا کہہ رہی ہو مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا کہ ان لوگوں نے قمیض کا کیا کرنا تھا۔

نادیہ　　ممانی جان! آپ بہت سادھی اور سیدھی ہیں۔ آپ کی قمیض پر جادو ٹونا کریں گی۔

آسیہ　　یعنی اب وہ اس طرح کے کاموں کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔ وہ مجھے کسی قابل رہنے نہیں دینا چاہتی یہ سن کر آسیہ کو غصہ آیا اس نے کہا کہ تم آرزدہ ہو میں دیکھ لوں گی۔ نادیہ نے حربہ اپنی دوسری اور تیسری ممانی کے ساتھ کرنا شروع کر دیا اسطرح نادیہ کی تینوں ممانیاں ایک دوسرے کے خلاف ہو گئی۔

ایک دن عامر کی بیوی رخسانہ سے نادیہ نے کیا کہا کہ پتا نہیں آسیہ ممانی کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ آپ دونوں ممانیوں کو گھر سے نکالنے کی بات کر رہی ہیں۔

ایک دن امجد اپنے بیوی بچوں سمیت گھر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ نادیہ نے اپنی ممانی رخسانہ سے کہا ممانی جان! یہ اچھا موقع ہے کہ آج آسیہ ممانی کو سبق سکھایا جائے۔

رخسانہ　　وہ کیسے

نادیہ　　آج امجد ماموں اور آسیہ ممانی گھر پہ نہیں ہیں ان کا سامان باہر پھینک دیتے ہیں کیونکہ امجد ماموں اور آسیہ ممانی اس گھر پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اسلیئے عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں۔

رخسانہ　　ٹھیک ہے ایک منٹ مسرت سے مشورہ کر لیا جائے۔

نادیہ　　آپکی مرضی

رخسانہ نے مسرت سے مشورہ کیا اور اسکو ساری بات بتائی۔

رخسانہ　　آسیہ پتا نہیں اپنے آپکو کیا سمجھتی ہے۔

مسرت　　کیا ہوا اب

رخسانہ　　وہ ہماری خلاف باتیں کرتی ہے۔ وہ آج ہمارے خلاف کچھ کروانے کا سوچ رہی ہے۔

مسرت　　کیا مطلب

رخسانہ　　وہ اس گھر پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ اسلیئے وہ لوگ ہمارے خلاف پلان بنا رہے ہیں۔

مسرت　　پھر کیا کریں۔

رخسانہ　　آج وہ گھر پر نہیں ہیں۔ کیوں نہ انکا سامان گھر سے باہر پھینک دیا جائے آسیہ بھی چاہتی ہے کہ ہم اس گھر سے نکل جائیں۔

مسرت　　آسیہ کیا یہ گھر پیچھے سے لے کر آئی ہے۔

رخسانہ　　تو تم کیا کہتی ہو۔ ان کو سبق سکھائیں

مسرت　　ہاں کیوں نہیں۔

نادیہ، رخسانہ اور مسرت نے مل کر امجد اور اسکی فیملی کا سامان گھر سے باہر پھینک دیا۔ اور ان سب نے مل کر انکی تمام چیزیں توڑ دیں۔ رات کے وقت رخسانہ اور مسرت نے

عامر اور رفیق کو سارے حالات سے آگاہ کیا۔ نادیہ نے بھی اس میں بھرپور ساتھ دیا۔ نادیہ کے ماں باپ بھی ان لوگوں کے ساتھ کے ہوئے تھے۔ عامر اور رفیق نے جب حالات و واقعات سے آگاہ ہوئے تو وہ طیش میں آ گئے۔

"غصے میں برائی اچھائی نہیں سُوجھتی"

امجد جب اپنی فیملی کے ساتھ گھر آئے۔ تو اپنا سامان اسطرح بکھرے ہوئے دیکھا تو بہت آزردہ ہوئے امجد کے چار بچے تھے امجد نے اپنے بھائیوں سے بات کی تو انھوں نے انکو گھر میں داخل بھی نہ ہونے دیا اور دھمکیاں بھی دیں۔

امجد سکول ٹیچر تھا۔ وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر اپنے ایک دوست کے گھر چلے گئے ان باتوں کا امجد نے اتنا اثر لیا کہ انکو ہائیڈ اٹیک ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد انکی وفات ہو گئی۔ نادیہ کو اس کارنامے کی بڑی خوشی ہوئی۔ نادیہ راجو کے پاس آئی۔

نادیہ دیکھا راجو میری ذرا سی محنت سے ایک کانٹا تو نکل گیا۔

راجو واقعی تم تو بڑی کمینی نکلی ہو کہ اب ان دونوں کا کیا کرنا ہے۔

نادیہ عامر ماموں کا گھر بننے کی بات ہے۔ جس روز گھر تیار ہو گیا۔

راجو رفیق ماموں

نادیہ انکا خیال ہمیں اپنے دل سے نکال دینا چاہیے۔

رقیہ نادیہ یہ تم نے کیا کہا۔

نادیہ امی آپ تو ہر وقت مجھ پر شک کے حملے کرتی رہتی ہیں۔

رقیہ میں تم پر اپنا خدشہ ظاہر نہیں کرتی بلکے یقین کرتی ہو کہ تم بہت بدذات لڑکی ہو میں اپنے نصیب پر روتی ہوں کہ تم جیسی اور راجو جیسا بدذات اور بدکردار انسان میرے گھر میں ہیں۔

نادیہ امی آپ تو ایسے ہی آپے سے باہر ہو رہی ہیں۔

رقیہ ہاں میں تو پاگل ہوں تم دونوں میرے لیے مشکلات پیدا کر رہے

ہو۔ ارے جس انسان کی وجہ سے ہم کو پناہ ملی آج تم لوگوں نے انکے ساتھ ایسا سلوک کیا خیر اب دیکھو کہ میں تم دونوں کا کیا کرتی ہوں۔

رقیہ نے محمد احسان کو ساری بات بتائی کہ میرے امجد بھائی کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ نادیہ کا ہی کیا دھرا تھا۔

رقیہ نادیہ کے ابو! دیکھا کہ نادیہ اور راجو کیسی حرکتیں کر رہے ہیں۔

محمد احسان ہاں مجھے بھی نادیہ اور راجو پر ہی گمان گزرتا ہے کہ امجد اور انکی فیملی کے ساتھ جو کچھ ہوا اس میں ان دونوں کا ہاتھ ہے۔

رقیہ مجھے شک نہیں یقین ہے کیونکہ رخسانہ اور مسرت کی باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ آپ بتائیں کہ کیا کرنا چاہیے

محمد احسان مجھے نہیں پتا

رقیہ کیا مطلب ہے آپکا

محمد احسان میرا مطلب ہے کہ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا کرنا چاہیے۔

رقیہ میرا خیال ہے کہ انکے بارے میں فیصلہ کر لینا چاہیے۔

محمد احسان کیسا فیصلہ

رقیہ نادیہ کی شادی کا فیصلہ،

محمد احسان یہ تو اچھی بات ہے مگر یہ کیسے ممکن ہے۔

رقیہ مشکل تو ہے

محمد احسان نادیہ سے شادی کون کرے گا میں نے سوچا ہے کہ آپ اس سلسلے میں اپنے بھائی سے بات کریں۔ وہ ہماری مدد ضرور کریں گے۔

محمد احسان عبداللہ بھائی ہماری مدد کیسے کریں گے کیا وہ انکی حرکتوں کے بارے میں سب جانتے ہیں۔

رقیہ یہ تو ہے مگر ایک بار بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

محمد احسان تمہاری مرضی یہی ہے کہ تو میں کل جاؤ گا بھائی جان سے ملنے کے لیے ان کے گھر جاؤں گا۔

رقیہ راجو کا کیا کریں۔

محمد احسان پہلے نادیہ کا مسئلہ حل ہو جائے پھر راجو کا بھی کچھ کرتے ہیں۔

رقیہ یاد آیا! عبداللہ اپنے بیٹے کو باہر بھیجنے کی کوشش کر رہے ہے۔ آپ بھی راجو کی بات کرڈالیں۔

محمد احسان ایک وقت میں ایک کام ٹھیک رہے گا۔ ویسے میں موقع غنیمت جانتے ہوئے بھائی جان سے بات کرتے ہیں کہ راجو کے بارے میں مجھے کوئی مشورہ دیں۔

رقیہ جیسے آپ بہتر سمجھیں۔

اگلے دن محمد احسان اپنے بھائی عبداللہ سے ملنے اسی دکان پر چلا گیا۔

محمد احسان اسلام وعلیکم

عبداللہ وعلیکم اسلام

محمد احسان کیا حال چال ہے۔

عبداللہ ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ آج میرے بھائی کو میری یاد کیسے آگئی۔

محمد احسان میں بھی ٹھیک ہوں آپ سے ملے ہوئے بہت دن گزر گئے تھے۔ اسلئے ملنے چلا آیا۔

عبداللہ آؤ بیٹھو تو سہی اور بولو چائے پیو گے یا پانی

محمد احسان میں چائے پیوگا۔ مگر گھر جا کر

عبداللہ تمہاری یہی منشاء ہے

محمد احسان بھائی جان آپکے گھر جا کر دراصل مجھے حمیرا بیٹی کے ہاتھ کی چائے بہت پسند ہے۔

عبداللہ چلو پھر گھر جا کر باتیں کرتے ہیں تم بیٹھو میں چائے بنواتا ہوں (حمیرا کو

آواز دیتے ہوئے) حمیرا۔۔۔حمیرا

حمیرا جی ابو جی! ابھی آئی۔ (محمد احسان کو دیکھتے ہوئے) چچا جان اسلام وعلیکم

محمد احسان وعلیکم اسلام! میری بیٹی کیسی ہے۔

حمیرا بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں چچا جان! چچی جان اور نادیہ کیسی ہیں کبھی انکو بھی ادھر لے آیا کریں۔

محمد احسان رقیہ بھی کہہ رہی تھی۔ وہ ضرور آئے گی آپ جاؤ میرے اور بھائی جان کے لیے اچھی سی چائے بنا کر لاؤ۔

حمیرا اچھا چچا جان! ابھی لاتی ہوں

محمد احسان بھائی جان بھابھی کہاں پر ہیں۔ نظر نہیں آرہی

عبداللہ انھوں نے کسی کی مزاج پُرسی کو جانا تھا ابھی آجائیں گی۔

محمد احسان اچھا، بھائی جان میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے۔

عبداللہ کیا ہوا! کیوں اتنے غمگین ہو۔

محمد احسان بھائی جان! میں نادیہ اور راجو کی حرکتوں کی وجہ سے تنگ ہوں ہاں بھئی تمہارے برادری وفات پر بہت سے لوگ ان دونوں کو امجد کی موت کا باعث بنا رہے تھے۔

محمد احسان بھائی جان! وہی بات ہوئی بد سے بدنام بُرا۔ وہ یہ سب کیسے کر سکتے ہیں۔

عبداللہ ہاں میں بھی یہی سوچتا تھا کہ ابھی انکی اتنی زیادہ عمر بھی نہیں ہے کہ اتنے بڑے کام کرسکیں۔

محمد احسان بھائی جان! آخر بھائی ہی بھائی کی مدد کرتا ہے۔ میں بھی یہی باتیں سن کر آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میری مدد کرسکیں میں بہت پریشان ہوں۔

عبداللہ اللہ خیر کرے! کیا بات ہے جس سے تم اداس رہتے ہو تم ان بچوں کی فکر نہ کیا کروں ٹھیک ہو جائیں گے۔

محمد احسان بھائی جان! جب میں گھر آتا ہوں انکے بارے میں شکوہ شکایات ہی سننے کو ملتی ہیں کہ یہ انھوں نے یہ کر دیا، آج یہ کر دیا۔

عبداللہ تو پھر میرے بھائی نے اس مسئلے پر کتنا دھیان دیا۔ کہ کیا کرنا چاہیے۔

محمد احسان میں چاہتا ہوں کہ نادیہ کی ازدواجی زندگی سے منسلک کر دیا جائے۔ جب اس پر ذمہ داریاں پڑیں گئیں۔ تو خود بخود حالات سے سمجھوتہ کرنا سیکھ جائے گی۔

عبداللہ ہاں بھی بات تو تمہاری دل کو لگتی ہے۔

محمد احسان کوئی رشتہ نظر میں ہے۔ نادیہ کے لیے۔

عبداللہ اس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ تو تم لوگ بہتر جانتے ہو۔

محمد احسان بھائی جان! ایک بات کرو آپ ناراض تو نہیں ہوں گے۔

عبداللہ کیا بات

محمد احسان میں چاہتا ہوں کہ نادیہ اور انور کی بات پکی کر دی جائے۔ یہ دونوں ہم عمر بھی ہیں۔

عبداللہ وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر انور، اشرف، فیض اور دونوں سے چھوٹا ہے۔ میں ان دونوں کو چھوڑ کر انور کے متعلق کیسے سوچ سکتا ہوں سب سے بڑھ کر میرے گھر والے راضی ہوں۔ تو میں تم کو کچھ بتا سکتا ہوں۔

اتنے میں حمیرا چائے بنا کر لے آئی۔ سب چائے پینے لگ گئے۔

محمد احسان بھائی جان! آپ ایک بار بھابھی سے بات تو کیجئے گا۔ مجھے خوشی ہو گی اگر آپ میری بات مان جائیں گے۔

عبداللہ اچھا تم اس بات کو اپنے سر پر سوار نہ کرو۔ مجھے کچھ وقت دو میں کچھ کرتا ہوں۔

محمد احسان اچھا بھائی جان! میں چلتا ہوں۔ اللہ حافظ

عبداللہ رب رکھا

عبداللہ رات کو زینب اور فیض سے بات کرتے ہے۔

عبداللہ آج محمد احسان ملنے آیا تھا

زینب اچھا! کیا حال چال ہے اور آپ کی بھابھی اور بچے کیسے ہیں۔

عبداللہ ٹھیک ہے۔ مگر تم طنزیہ لہجے میں کیوں پوچھ رہی ہو۔ وہ تو یہی بات ہوئی ٹھیک نہیں ٹھیکے کا کام، ٹھیکا دے کر مت کھو دام

زینب نہیں نہیں! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

آپ بتائیں کیا بات ہے۔

عبداللہ وہ نادیہ اور راجو کی وجہ سے پریشان ہے۔

زینب تو پھر (بات کاٹتے ہوئے)

عبداللہ تو پھر یہ کہ وہ نادیہ کے لیے انور کی بات کرنے آیا تھا یہ دونوں ہم عمر بھی ہیں۔

زینب کیا! میرا مطلب ہے کہ نادیہ بہت شرارتی ہے۔ پتا نہیں یہ رشتہ ٹھیک بھی ہوگا یا نہیں۔ اور سب سے بڑی بات انور ابھی کرتا کچھ نہیں ہے۔

عبداللہ ہاں یہ بات تو میں نے بھی کہی تھی تم سب بھی سوچ سمجھ لو۔ باقی اللہ بہتر کرے گا۔

زینب اگر آپ جاوید سے ایک بار پوچھ لیں۔

عبداللہ ہاں صبح اس سلسلے میں اس سے تذکرہ کروں گا۔

عبداللہ نے ناشتے کے وقت جاوید سے بات کی۔

جاوید ابو جی! میں تو یہی کہوں گا کہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔ کیا ایسی عورتیں بعد میں بدل جاتیں ہیں۔

عبداللہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اگر ہم سب اسکو سمجھیں گے تو مجھے یقین ہے کہ وہ سنبھل جائے گی۔

جاوید　　خیر ابو جی! یہ بھی تو سوچیں انور ابھی کرتا کچھ بھی نہیں۔

عبداللہ　　صرف منگنی کر لیتے ہیں آخر میرا بھائی ہے۔میں اسکو آرزدہ نہیں دیکھ سکتا۔

جاوید　　ابو جی! انور کسی قابل ہو جائے تب تک وہ انتظار نہیں کر سکتے۔

عبداللہ　　وہ شادی کی بات تو نہیں کر رہے۔

صرف انور اور نادیہ کی گومائی کر دی جائے یہ کہہ کر عبداللہ کام پر چلا گیا بات کا چُو کا آدمی اور ڈال کا چُوکا بندر (پھر سنبھلتا نہیں)

زینب　　ہاں بھی انکے لیے بات رہ جائے وقت بے شک نکل جائے۔اچھا تم پریشان مت ہو اللہ بہتر کرے گا۔ہو سکتا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ نادیہ اپنی بُری عادتیں چھوڑ دے۔جاؤ تم اپنا کام کرو۔

جاوید　　اچھا امی جی!

رات کو کھانے پر عبداللہ نے جاوید سے کہا۔

عبداللہ　　ہاں بھئی! مجھے یہ بتاؤ کہ فیض اور اشرف کے کام کا کیا بنا۔

جاوید　　فیض کے ایڈمیشن کے سلسلے میں نے ایک آدمی سے بات کی ہے۔اس نے ایڈمیشن فارم بھی جمع کروا دیے ہیں۔

عبداللہ　　یہ تو بہت مناسب کام ہو گیا۔اس آدمی نے بڑی بھاگ دوڑ کی ہو گی کیونکہ فیض کی سیکنڈ ڈویژن ہے۔واقعی

''اچھا وہ جو اچھا کرے'' اور

جاوید　　جی ابو جی! اشرف کو باہر بھیجنے کے لیے پیسوں کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

عبداللہ　　یہ تو اچھی بات ہے۔مگر جاوید اشرف کے معاملے میں وہ اتنی مدد کیوں کر رہا ہے۔

جاوید　　ابو جی! وہ اپنے بھائی کے لیے ہی کوشش کر رہا ہے۔اس کا کہنا ہے کہ

میرے بھائی کو سہارا ہو جائے گا۔

عبداللہ　　پیسوں کا بندوبست ہو جائے گا۔

جاوید　　جی ابو جی! پیسوں کا بندوبست کافی حد تک پورا ہو گیا ہے۔

عبداللہ　　جاوید بیٹا! تسلی بخش کام ہو تو پھر کرنا

جاوید　　ابو جی! آپ فکرمند نہ ہوں میں اسکے ساتھ خود بھی بھاگ دوڑ کر رہا ہوں وہ انور کے بارے میں آپ نے کیا فیصلہ کیا۔

عبداللہ　　میں تو یہی چاہتا ہوں کہ انور کی منگنی کر دی جائے۔

جاوید　　ابو جی! انور ابھی اپنے پیروں پر کھڑا ابھی نہیں ہوا کہ اتنی بڑی ذمہ داری ڈال دی۔آپ پہلے انور کے مستقبل کے بارے میں سوچیں۔

عبداللہ　　میں نے یہی فیصلہ کیا ہے۔کہ انور کا ذہن پڑھائی میں اتنا اچھا نہیں ہے کہ اسکو دکان خرید کر دے دی جائے۔

اسطرح اسکا مستقبل محفوظ ہو جائے گا۔

جاوید　　بہت بہتر! دکان ابو جی کپڑے کی دکان ڈال کر دینا چاہتے ہیں۔

عبداللہ　　ہاں بھئی! میں چاہتا ہوں کہ یہاں کی مارکیٹ میں اپنی دوکان ہے۔شہر میں اس کو دوکان ڈال کر دی جائے۔اسطرح منافع زیادہ ہو گا۔

تم لوگ سگائی کی تیاریاں شروع کر دو میں کل محمد احسان کی طرف جاؤں گا۔

اسطرح انور کی نسبت نادیہ سے طے ہو گئی۔وقت گزرتا رہا۔اور جاوید نے اپنے بھائی اشرف کو باہر بھیجنے کے مکمل انتظامات کر لیے اسی اثناء میں فیض نے بھی ایم۔اے کی ڈگری پاس کر لی۔انور بڑے اشتیاق سے کام میں دلچسپی لے رہا تھا۔

محمد احسان　　اسلام وعلیکم

عبداللہ　　وعلیکم اسلام۔کیا حال چال ہے۔

محمد احسان　　ٹھیک ہوں۔بھائی جان میں نادیہ اور انور کی بات کرنے آیا ہوں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

عبداللہ ہاں میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اب یہ فریضہ ادا کر دیا جائے۔

محمد احسان اسکا مطلب میں ہاں سمجھوں

عبداللہ ہاں بھی کیوں نہیں۔مگر ایک دفعہ جاوید اور اسکی امی سے پوچھ لوں۔

محمد احسان ٹھیک ہے بھائی جان

عبداللہ اور احسان کچھ دیر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔محمد احسان گھر چلا گیا۔عبداللہ نے رات کے وقت زینب اور جاوید سے بات کی۔سب راضی ہو گئے۔عبداللہ اپنی بیوی کو لے کر محمد احسان کے گھر گیا۔اور گھ بندھن کی تاریخ طے کر دی۔انور کے شادی بھی جاوید کی طرح دھوم دھام سے ہوئی۔سب بہت خوش تھے۔

محمد احسان نے شادی سے پہلے لوگوں سے قرض لے کر راجو کو دکان ڈال دی۔مگر وہ دکان پر زیادہ وقت نہیں بیٹھتا تھا۔ہٹی پر اگر کوئی اسکا خیر اندیش آ جاتا۔تو وہ ان کے ساتھ چلا جاتا۔محمد احسان بہت افسردہ تھا۔ایک دن رقیہ نے پوچھا

رقیہ میں شعور نہیں رکھتی یہ لڑکا حد سے زیادہ بد بخت ہے۔جو کسی کی بھی بات نہیں سنتا۔

محمد احسان واقعی "بد بدی سے نہ جائے تو نیک نیتی سے جائے"۔کئی لوگوں نے راجو کے ذہین کو تبدیل کرنے کی کوشش اور اس کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔مگر یہ کم بخت نہیں سمجھتا۔خیر میں نے اسکا ایک حل سوچا ہے۔

رقیہ وہ کیا۔

محمد احسان اگر تم اپنے بھائیوں سے بات کرو۔تو اس کے باہر جانے کا بندوبست کر سکتے ہیں۔

رقیہ وہ امجد بھائی ہی تھے جو ہماری مدد کرتے تھے۔انکے اور انکی فیملی کے ساتھ دیا اور راجو نے جو کیا۔وہ بجا کام نہیں کیا۔اب ہماری مدد کون کرے گا۔

محمد احسان عامر اور رفیق۔وہ تو ہمارے ساتھ معاونت سے پیش آ سکتے ہیں۔

رقیہ یہ کیسے ممکن ہے۔ہم ان پر پہلے ہی بوجھ بھار ہیں۔بوجھ کیا چکی کا پاٹ ہے پتہ نہیں۔وہ ہماری مدد کرتے بھی ہیں یا نہیں۔

محمد احسان انھوں نے ہمارا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔کیا مطلب ہے تمھارا

رقیہ ہم انکے گھر رہتے ہیں۔بے شک ہم اپنا کھاتے ہے اپنا لگاتے ہیں۔بلوں میں بھی حصہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔وہ رفیق بھائی ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ بہن سے روپے لینے میں اپنی توہین محسوس کرتے ہیں۔ایک امجد بھائی تھے۔جو اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ایک عامر بھائی ہیں۔جنکو ہمارا یہاں پر رہنا پسند نہیں ہے۔وہ ہماری مدد کیوں کریں گے۔رفیق بھائی سکول ٹیچر ہیں۔انکی ضروریات زندگی بڑھ چکی ہے۔وہ ہمارا ساتھ دیتے ہیں یا نہیں۔

محمد احسان یہ تم بلکل صحیح کہہ رہے ہو۔ہم لوگوں کو راجو کی بری حرکتوں کی وجہ سے کئی گھر تبدیل کرنے پڑے۔امجد بھائی ہمارا ساتھ نہ دیتے تو ہمیں سر چھپانے کی جگہ بھی نا ملتی۔کیونکہ کوئی بھی کو ہم کو کرائے پر گھر نہیں دے رہا تھا۔

رقیہ امجد بھائی اور بھابھی بہت ہی اچھی طبعیت کے لوگ تھے۔مگر یہ سب کیا ہو گیا اچانک ہی سب کچھ ختم ہو گیا۔ان میرے بھائیوں کے درمیان جو اتنا اتفاق تھا۔یہ سب ایک دوسرے کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھاتے تھے۔اور یہ لوگ ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھنا چاہتے۔پھر کیا کریں اس راجو کا۔اگر راجو نے اپنی حرکتوں یا عادتیں نا بدلی تو ان کا برا اثر پڑے گا۔

رقیہ وہی تو مجھے بھی سمجھ میں نہیں آ رہا۔کہ ایک طرف آپکے بھائی ہیں۔مگر وہاں پر ہماری بیٹی ہے اور ایک طرف میرے بھائی ہیں جن کے گھر ہم خود رہتے ہیں۔ان دونوں جگہوں سے پیسے مانگنا ٹھیک نہیں ہے۔

محمد احسان تو پھر

رقیہ اللہ ہماری مدد ضرور کرے گا۔کوئی حل نکل آئے گا۔

محمد احسان پھر بھی تم بھی کوشش کریں میں بھی کوشش کرتا ہوں کہ روپوں کا بندوبست ہو جائے۔

رقیہ اگر میں بات کہوں تو آپ غصے میں تو نہیں ائیں گے۔

محمد احسان نہیں کیا بات ہے۔ بتاؤ تم

رقیہ آپ اپنی بہن عابدہ سے بات کریں۔ تو وہ اس مسئلے میں ہماری مدد کر سکتی ہیں۔

محمد احسان وہ کیسے۔

رقیہ راجو کے لیے کچھ رقم دے دیں ہم عابدہ کو رقم واپس کر دیں گے۔

محمد احسان وہ میری بہن ہے ۔ اسکی ذمہ داری پوری ہو چکی ہیں مگر پتہ نہیں وہ میری مدد کرتی ہیں یا نہیں۔

رقیہ پھر بھی بات کرنے سے ہی پتا چلے گا۔

محمد احسان کسی روز ہو آؤں گا یہ اویس احمد اور روبینہ کہاں پر ہیں۔ ان لوگوں نے پڑھنا ہے یا راجو کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔

رقیہ اویس پڑھائی میں اچھا جا رہا ہے۔ مگر احمد کو پڑھنا مشکل لگ رہا ہے وہ کہتا ہے کہ میں جو کچھ بھی یاد کرتا ہوں اگلے دن بھول جاتا ہوں۔

محمد احسان اسکی کیا منشاء ہے

رقیہ وہ کام سیکھنا چاہتا ہے۔ اگر اسکو دکان میں راجو کے ساتھ بیٹھا دیا جائے تو کیسا رہے گا اسکا ان کاموں میں ذہن بھی چلتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس طرح کرنے سے دکان بھی اچھی خاصی چلنے لگ جائے۔ دکان کا کرایہ دے کر بھی اچھی خاصی بچت ہو جایا کرے۔

محمد احسان اسطرح ہمارے مالی حالات بھی بہتر ہو جائیں گے۔ احمد کو کل سے دکان پر بھیج دینا تاکہ میں اسکو کام سمجھا دوں۔ اور میں اپنے کام پر توجہ دوں۔

رقیہ ٹھیک ہے

اگلے دن رقیہ نے احمد کو دکان پر جانے کے لیے اس سے بات کی

رقیہ احمد بیٹا! اب تم بڑے ہو گئے ہو مگر تم پڑھائی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ تمہارے بڑے بھائی کی وجہ سے ہم سب اس حالت کو پہنچ گئے ہیں مجھے ایک بات بتاؤ کہ یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔

احمد امی جان! میں جانتا ہوں کہ ہم پر بڑا مشکل وقت ہے۔ میں آپ کا ابو کا ہاتھ بٹانا چاہتا ہوں۔ تاکہ ہمارا بھی گھر ہو خوشیاں ہوں

رقیہ میں تمہارے ابو سے بات کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تم راجو کے ساتھ دکان کا کام سنبھال لو ہر کام کو کرنے کے لیے لگن اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔

احمد امی جان! میں کل سے دکان پر جاؤں گا۔ اور کام دیکھوں گا آپ دعا کیجئے گا کہ دکان کا کام میری سمجھ میں آ جائے۔

رقیہ میری مناجات ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تمہیں ہر مقصد میں کامیاب کریں۔

احمد بہت بہتر امی جان! اب میں نماز پڑھ لوں۔

رقیہ پانچ وقت کی نماز پڑھا کرو۔ اس سے دل کو سکون ملتا ہے۔

اگلے دن رقیہ نے احمد کو دکان پر بھیج دیا۔ اس نے بہت جلد کام سیکھ لیا اسطرح محمد احسان اور احمد کی محنت سے دکان سے اچھا خاصا منافع ہونے لگا۔ اسی دوران محمد احسان اور رقیہ نے عابدہ سے بات کی وہ انکی مالی امداد کرے۔

☆☆☆☆

باب نمبر 5:۔

عابدہ محمد احسان اور عبداللہ کی بہن تھی۔ وہ دردِ دل رکھنے والی عورت تھی۔ اسکا

خدا پر پورا یقین تھا اسکا ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہر مشکل وقت میں مدد کرتا ہے۔ اور اُس سے جو کچھ مانگو وہ ضرور ملتا ہے اسکی شادی ایک امیر گھرانے میں ہوئی ۔وہ بہت پُر سکون زندگی بسر کر رہی تھی اسکی ایک ہی بیٹی تھی جس سے وہ بہت پیار کرتی تھی ۔اسکا نام زیبی تھا۔

اسکی بیٹی کی شادی عبداللہ کے بیٹے جاوید سے ہوگئی ۔ایک دفعہ عابدہ کے پاس محلے کی ایک عورت آئی ۔وہ بہت آرزدہ تھی۔

طلعت اسلام وعلیکم

عابدہ وعلیکم اسلام

طلعت کیسی ہو عابدہ بہن

عابدہ شکر ہے خدا کا۔تم سناؤ

طلعت ٹھیک ہوں۔

عابدہ ہاں وہ تو میں دیکھ رہی ہوں

طلعت عابدہ بہن بیٹی کیسی ہے

عابدہ ٹھیک ہے۔طلعت کچھ لوگی چائے یا پانی

طلعت نہیں بہن اسکی ضرورت نہیں

عابدہ ارے کیوں ضرورت نہیں ہے

طلعت وہ میرا دل نہیں کر رہا ہے

عابدہ دیکھا میں نہ کہہ رہی تھی کہ تم پریشان ہو۔

طلعت کیا بتاؤ۔اب تو کچھ کرنے یا زندہ رہنے کو دل ہی نہیں کرتا

عابدہ فیض احمد فیض نے کیا خوب کہا ہے:

جو ہم پر گُزری سو گزری مگر شبِ ہجراں ہمارے اشک تیری، عاقبت سوار چلے
اللہ خیر کرے کیا ہوا۔

طلعت آجکل ہر رشتہ مطلبی ہو گیا ہے۔

عابدہ خیر تو ہے۔

طلعت تم تو جانتی ہو کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے

اسکی بیوی میرے ساتھ صحیح سلوک نہیں کرتی عابدہ بہن ہم تو اپنے بڑوں کی بڑی عزت کیا کرتے تھے مگر ہمارے چھوٹے تو ہماری بزرگی کا بھی خیال نہیں رکھتے۔

عابدہ ہاں بھئی آجکل یہ مسئلہ ہر گھر کا ایک معمول بن گیا ہے۔

طلعت میں بہت پریشان ہوں

عابدہ آخر کیوں کیا ہوا

طلعت عابدہ بہن کل میں نے اپنی بہو سے کھانا مانگا۔مجھے بہت سخت بھوک لگی تھی میری بہو نے کھانا مانگنے پر مجھے بہت بُرا بھلا کہا۔کہ میری بس ہوگئی۔

عابدہ تم نے نوی سے بات کی

طلعت کی تھی مگر اس نے اپنی بیوی کو کچھ نہیں کہا۔مجھے ڈر لگتا ہے کہ میرا کیا ہوگا

عابدہ اللہ پر بھروسہ رکھو۔میری ایک بات یاد رکھو۔ہمیں انسان تکلیف نہیں دیتے ان سے وابستہ اُمیدیں تکلیف دیتی ہیں۔

طلعت میں سوچتی ہوں کہ زندگی کیا ہے ہم سوچتے کچھ ہیں اور ملتا کچھ ہے۔

عابدہ کچھ لوگوں کے نزدیک زندگی فرا تفری کا نام ہے ۔کچھ کے نزدیک خوشیوں کا کچھ کے نزدیک نفرتوں کا۔

طلعت وہ کیسے

عابدہ اس دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنکے پاس اپنوں کے لیے کیا اپنے لیے بھی وقت نہیں ہے۔کچھ لوگ اس حد تک دوسروں سے نفرت کرتے ہیں کہ اسکا فائدہ نہ انکی ذات کو ہوتا ہے ۔اور نہ ہی کسی اور کو۔کچھ لوگوں کے نزدیک خوشیوں کا دوسرا نام ہے یہ صرف وہی سوچتے ہیں نا۔ان کی وجہ سے کتنے لوگ خوش ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

طلعت ہاں، بہن کہتی تو ٹھیک ہو۔ یہ کون سا کام مشکل کام ہے۔

عابدہ خوش رہنا اور خوشیاں تقسیم کرنا

طلعت میں کچھ سمجھی نہیں۔

عابدہ وہ اسطرح کہ ہم خود تو خوش رہ سکتے ہیں۔ دوسروں کو دکھ دے کر بھی ہمیں روحانی تسکین ملتی ہے مگر اپنی ذات، اپنی خواہشات اور خوابوں کو بھی داؤ پر لگا کر دوسروں میں خوشیاں تقسیم کرنا مشکل ہے۔ اس میں اکثر اپنی ذات کی نفی بھی کرنا پڑتا ہے۔ مگر آجکل کی نسل اپنی بات کا خیال نہیں رکھتی کیونکہ یہ لوگ اللہ کی ذات پر بھروسہ نہیں رکھتے۔

طلعت میں کیا کروں

عابدہ تم آرزدہ نہ ہو۔ جہاں تک تمہارے کھانے کا مسئلہ ہے۔ دونوں بہنیں اکٹھے کھانا کھایا کریں گے۔ ساتھ میں میری تنہائی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

طلعت اچھا نہیں لگتا

عابدہ آخر اچھا کیوں لگے گا۔

طلعت ہم محلے دار ہیں آخر کب تک میں آپ کو تنگ کروں گی۔

عابدہ اس میں تنگ کرنے والی کیا بات ہے

ہمارے درمیان کوئی خونی رشتہ نہ سہی۔ مگر ایک رشتے ہے انسانیت کا رشتہ اور میں اس رشتہ کی قدر کرتی ہوں۔

طلعت پھر بھی

عابدہ نہیں بھی اب میں تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گی۔

تم اپنی مجبوریوں کے قصے ضرور لکھنا وضاحتوں سے
جو میری آنکھوں میں جل بجھی ہیں وہ خواہشیں بھی شمار کرنا

(نوشی گیلانی)

عابدہ کیونکہ دردِدل رکھنے والی عورت تھی۔ اور یہ پہلی دفعہ نہیں تھا بلکہ پہلے بھی وہ کئی لوگوں کی مدد کر چکی تھی۔ عابدہ کے کافی اصرار پر طلعت مان گئی۔

طلعت اچھا بھی میں ہاری آپ جیتی میں آجایا کروں گی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

عابدہ بُری عادت اس میں شکریہ والی کیا بات ہے۔ یہ تو میرا فرض ہے

اسی اثناء میں عابدہ کی بیٹی ملنے کے لیے آئی زہبی نے جب اپنی ماں کا رویہ اُس عورت کے ساتھ اسطرح کا دیکھا۔ طلعت نے زہبی کو دیکھا تو اجازت لے کر چلی گئی۔

زہبی اسلام وعلیکم

عابدہ وعلیکم اسلام

زہبی امی جان! یہ سب کیا ہے

زہبی امی جو بھی آتا ہے۔ آپ اس کے ساتھ اتنی نرم دلی سے پیش کیوں آتی ہیں۔

عابدہ دیکھو بیٹی ان لوگوں کا بھی ہم پر حق ہے۔

زہبی انکی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے۔ جو آپ اسطرح کا رویہ اختیار کر رہی ہیں۔

عابدہ اگر اللہ نے ہمیں اس قابل بنایا ہے۔ تو ہمیں انکی مدد کرنے میں ہچکچانا نہیں چاہیے۔

زہبی پھر بھی مجھے ایسے لگتا ہے جیسے آپ نے ان لوگوں کے لیے بیت المال کا خزانہ کھول رکھا ہے۔

عابدہ تم تو بات کا بتنگڑ بنا رہی ہو۔ طلعت آجکل بہت غمگین ہے کسی کے مشکل وقت میں مدد کرنا بُری بات نہیں ہے۔

زہبی امی جان! آپ کا اسکے ساتھ کیا رشتہ ہے۔

عابدہ انسانیت کا

زیبی آجکل اس رشتے کی قدر کون کرتا ہے۔ یہ دنیا مطلبی ہے اپنا کام نکلنے کے بعد یہ لوگ کسی کے بھی نہیں بنتے۔

عابدہ کیا مطلب ہے تمہارا۔

زیبی امی جان! آجکل صرف اور صرف ایک رشتے کی قدر کی جاتی ہے۔

عابدہ وہ کون سا

زیبی دولت کی بنیاد پر بنائے گئے رشتے

عابدہ میری ایک بات یاد رکھنا کہ یہ رشتے کمزور رشتے ہوتے ہیں۔ جو ذرا سی ٹھوکر لگنے سے ٹوٹ جاتے ہیں۔

زیبی آجکل وہی انسان کامیاب تصور کیا جاتا ہے۔ جسکے پاس دولت ہے۔

عابدہ اچھا ان باتوں کو چھوڑ دو مجھے یہ بتاؤ کہ میرے بھائی جان، بھابھی اور باقی سب ٹھیک ہے۔

زیبی جی ہاں آپکے بھائی اور بھابھی ٹھیک ہیں

عابدہ تمہارا لہجہ اسطرح کیوں ہے۔ اپنے لہجے کو ٹھیک کرو ہر ایک کے ساتھ غصے سے بات کرنا۔

زیبی کچھ نہیں امی

عابدہ ہاں میں جانتی ہوں کہ تم بھی دوسروں کی طرح الگ ہونا چاہتی ہو۔ اسلیئے سب سے اُکتا کر رہتی ہو۔

عادت ہی بنالی ہے تم نے منیر اپنی جس
شہر میں بھی رہنا اُکتائے ہوئے رہنا

(منیر نیازی)

زیبی ہاں امی! میں ان دوسروں کی طرح سب کی مدد نہیں کر سکتی۔

عابدہ دیکھ لینا زیبی ایک دن تمہیں بہت افسوس ہوگا۔ کیونکہ بڑوں کی وجہ سے

گھر میں رونق ہوتی ہے۔ اور انسان بہت سی تکلیف، دکھ سے محفوظ رہتا ہے۔

عابدہ ہر ایک کی مدد کرتی تھی۔ زیبی اپنے گھر چلی گئی مگر اس نے کبھی بھی اپنی ماں کی باتوں کا اثر نہ لیا۔

ایک دن محمد احسان اور رقیہ عابدہ سے ملنے کے لیے آئے

محمد احسان اسلام وعلیکم

عابدہ وعلیکم اسلام! بھائی جان بھابھی کہاں ہیں۔

محمد احسان وہ آرہی ہے

عابدہ بھائی جان چائے یا پانی پئیں گے۔

محمد احسان ہاں کیوں نہیں۔

رقیہ میرے بغیر ہی چائے پی جائے گی۔

اسلام وعلیکم عابدہ بہن

عابدہ وعلیکم اسلام۔ آپ کہاں رہ گئی تھی

رقیہ شاہدہ مل گئی تھی راستے میں اسلیئے اچھا آپ بیٹھیے میں چائے کا کہہ کر آتی ہوں (واپس آئی) آج میں حیران ہو کہ آپ کو میری یاد کیسے آگئی۔ مجھے تو خوشی ہو رہی ہے آج آپ میرے گھر آئے ہیں۔

رقیہ وقت ہی نہیں ملتا۔ بچوں کی وجہ سے کہیں بھی جانے کو دل ہی نہیں کرتا۔

عابدہ بھابھی۔ آپ نادیہ کی سنائیں وہ خوش ہے نا۔ اور باقی بھی خوش ہے نا۔

رقیہ ہاں سب راضی باضی ہیں

محمد احسان ہاں بھی سب کچھ ٹھیک ہے ہم تمہارے پاس ایک ضروری کام سے آئے ہیں۔

عابدہ کیا بات خیریت تو ہے۔

محمد احسان عابدہ تم تو جانتی ہو کہ راجو کیا کرتا پھرتا ہے۔ ہم تو اسکی شرارتوں سے تنگ

آ چکے ہیں۔

رقیہ ہم نے بڑی کوشش کی۔مگر اس مسئلے کا کوئی حل نہ نکل سکا۔

عابدہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔آپ نے اسکو دکان بھی ڈال کر دی ہے۔

محمد احسان وہ دکان پر زیادہ دیر تک نہیں رہتا اس نے بُرے دوستوں کی جان نہیں چھوڑی۔

عابدہ بھائی جان! آپ نے کیا سوچا

محمد احسان اس سلسلے میں ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔کہ تم ہماری مدد کرو

عابدہ میں اس سلسلے میں آپکی مدد کیسے کر سکتی ہوں۔

محمد احسان ہم چاہتے ہیں کہ راجو باہر کے ملک چلا جائے۔

عابدہ کیا بات ہے

محمد احسان پیسوں کا انتظام نہیں ہو رہا ہے۔عابدہ تم ہماری مدد کرو۔راجو کے باہر جانے کے بعد ہم تمہارے پیسے لوٹا دیں گے۔

عابدہ بھائی جان! آپ نے غیروں والی بات کی ہے۔راجو آپکا ہی نہیں میرا بھی کچھ لگتا ہے۔آپ بھائی جان فکر نہ کریں میں اس سلسلے میں آپکی مدد ضرور کروں گی بس مجھے کچھ وقت چاہیے۔

محمد احسان عابدہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔یہ پیسوں کے ساتھ ساتھ عزت کا معاملہ بھی ہے۔

عابدہ وہ کیسے

محمد احسان دیکھو! محسن بھائی سے پوچھ لو۔کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کل کو ہماری وجہ سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے۔

عابدہ آپ فکر مند نہ ہوں میں نے زینی کی شادی کے بعد یہ بات محسن سے کی تھی کہ اب میں پیسے جمع کروں گی۔جن کو اشد ضرورت ہوتی ہے اور انکے کئی کام ان کی وجہ

سے رک جاتے ہیں۔

رقیہ محسن بھائی نے کیا کہا

عابدہ انھوں نے کیا کہنا تھا۔وہ راضی ہو گئے۔

محمد احسان یہ تو خوشی والی بات ہے۔

اسی اثناء میں چائے کی ٹرے آ گئی۔اور عابدہ نے محمد احسان اور رقیہ کو سبز چائے پلائی۔وہ بہت خوش ہوئی۔وہ دونوں شکریہ ادا کرتے ہوئے چلے گئے۔کچھ عرصے بعد عابدہ نے رقم انتظام کیا۔اسطرح کئی لوگوں کی مدد کی وجہ سے راجو باہر چلا گیا۔شروع میں وہاں جا کر راجو بھی بڑا تنگ رہا۔مگر آہستہ آہستہ وہاں پر وہ سیٹ ہو گیا۔

احمر نے دکان کا کام اچھا خاصا بڑھا لیا۔رقیہ نے احمر اور اویس کو اپنی پھوپھو کے پاس جانے سے کبھی نا روکا۔احمر اور اویس زیادہ تر وقت عابدہ پھوپھو کے طرف جانے لگے۔ان دونوں کو عابدہ ہر وقت اچھی باتیں سکھاتی تھی۔کیونکہ احمر اور اویس اکثر اپنی پھوپھی سے ملنے چلے جاتے تھے۔ایک دن احمر نے عابدہ پھوپھو سے پوچھا

احمر اپ نے ہمارا مشکل وقت میں بہت ساتھ دیا۔پیسوں کے انتظامات میں بھی ہماری مدد کی۔آجکل کے لوگ تو صرف تماشا دیکھتے ہیں۔مشکل وقت میں کوئی کسی کے کام نہیں آتا۔بلکہ اُسکا تمسخر اُڑاتے ہیں۔

عابدہ ایک بات یاد رکھنا آجکل تو ایسا ہی ہو رہا ہے۔مگر اخلاق اور رویے کی قیمت کچھ بھی نہیں دینی پڑتی۔مگر اس سے سب کچھ خریدا جا سکتا ہے۔اسطرح رویوں سے سب کچھ خریدا جا سکتا ہے۔مگر رشتے نہیں میں نے رشتوں کو مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے۔ایک بات یاد رکھنا کہ رشتوں میں مضبوطی اخلاق اور رویوں کی مدد سے ہوتی ہے۔

احمر پھوپھوجی! آپ کے دور میں رشتوں کی اہمیت کا احساس موجود تھا۔

عابدہ یہ واقعات تو ہر دور کا حصہ رہے ہیں۔

اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ راجو کی کوئی خبر آئی۔وہ کیسا ہے وہاں پر اُسکو کوئی کام ملا ہے یا

نہیں۔

اویس نہیں کام تو ابھی تک نہیں ملا۔ مگر اب وہ خوش ہے کیونکہ اسکا دل بھی لگ گیا ہے۔ کیونکہ راستے میں اسے یہاں سے جانے والوں میں دوست بھی مل گئے تھے۔ وہ وہاں پر سیٹ ہو گیا ہے۔

عابدہ یہ ٹھیک ہے۔ کہ وہ وہاں پر سیٹ ہو گیا ہے۔ اسکو کام بھی مل جائے گا بس وہ کوشش جاری رکھے۔

اویس آپ میرے لیے بھی دعا کرتی رہا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی پڑھائی میں کامیاب کرے۔

عابدہ کیوں نہیں بھی میں تو ہمیشہ تم سب کے لیے دعا مانگتی ہوں۔

احمد اچھا پھوپھو جی! اب ہم چلتے ہیں۔ گھر میں کچھ کام ہے

عابدہ ہاں بیٹا! وقت پر گھر پہنچ جاؤ۔ ماں راستہ دیکھ رہی ہوگی۔ کہ کب تم لوگ واپس آتے ہو۔

احمد جی پھوپھو! خدا حافظ

عابدہ اللہ کے سُپرد

احمد اور اویس گھر آ گئے۔ اور انھوں نے اپنے اپنے کاموں میں زیادہ سے زیادہ محنت شروع کر دی۔ وقت گزرتا رہا اور راجو کو بھی کام مل گیا اویس کو میٹرک کرنے کے بعد باہر بلانے کے لیے رقم کا بھی انتظام کیا۔ کیونکہ راجو جتنا بھی کماتا تھا۔ اسکو بچت نہیں ہوتی تھی اویس بھی باہر چلا گیا۔ اویس کے باہر جانے سے گھر کے حالات اور بھی بہتر ہو گئے۔

محمد احسان اور رقیہ نے روپوں جمع کیے۔ اور چھوٹا سا پلاٹ لے کر گھر بنا دیا۔

محمد احسان اللہ کا شکر ہے۔ کہ اللہ نے ہمیں چھوٹا سا گھر بنا دیا ہے۔ اب کہ راجو پاکستان آئے تو اسکی شادی کر دی جائے۔

رقیہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں ایک گھر سے نواز دیا مگر راجو

کے سلسلے میں کون رشتہ دے گا۔

محمد احسان کیا مطلب

رقیہ راجو کے ماضی کے بارے میں سب لوگ جانتے ہیں۔

محمد احسان بات تو ہے۔ اللہ بہتر کرے گا۔ اسکو آنے تو دو

وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
غم نہ کر، زندگی پڑی ہے ابھی
(ناصر کاظمی)

باب نمبر 6:

رضیہ محمد احسان اور عبداللہ کی بہن تھی۔ جو بہت سادہ اور اچھے اخلاق کی مالک تھیں۔ وہ ہر ایک کو خوش دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ درد دل رکھنے والی عورتیں تھیں۔ ہر ایک کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھتی تھیں۔ ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ انکے رویے کی وجہ سے سب انکی بہت عزت کرتے۔

رضیہ کا اعتماد اللہ تعالیٰ پر بہت زیادہ تھا وہ ہر ایک کو درس دیتی تھی کہ کبھی کوئی ایسا کام نہ کرو جس سے کسی کو تکلیف اور دکھ ملے۔ حقوق اللہ معاف ہو جائیں گے۔ مگر حقوق العباد نہیں کسی کے لیے بُرا نہ سوچوں کیونکہ دوسروں کے لیے بُرا سوچنے سے انسان اپنے ہی بنائے ہوئے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اس دُنیا میں دوسروں کے لیے بُرا سوچنے والے لوگ آرام دہ زندگی بسر کرلیں گے۔ اور انکی فیملی بھی۔

مگر اگلے جہاں جا کر ہر بات کا اور ہر سوال کا جواب دینا پڑے گا۔ وہ اکثر کہتی تھی کہ ہمیں اپنی زندگی اور سانسوں کا کچھ پتہ نہیں کہ کب ختم ہو جائے۔

لوگ ایسی باتوں کو کہاں سننا پسند کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو جب اپنی زندگی کو بھروسہ نہیں ہے۔ کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل سے حسد، بغض، کو ختم کریں۔

کیونکہ یہ شیطان کا کام ہے۔

جو ہمارے دلوں میں دوسروں سے حسد کرنے اور بُری بُری باتیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

رضیہ شادی کے بعد کچھ عرصے کے لیے ہی خوش رہ سکی۔ کیونکہ اسکی شادی اسکے کزن کے ساتھ ہوئی۔ جو سگریٹ نوشی کا عادی تھا اور کماتا بھی زیادہ نہیں تھا۔ مگر رضیہ کی ماں نے زبردستی اسکی شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دی۔

رضیہ کی پوری زندگی دکھوں میں گزار رہی تھی۔ وہ سلائی کا کام کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی تھی۔ اسکا خاوند عبدالعزیز بہت سخت دل انسان تھا۔ وہ گنتی کے کچھ پیسے گھر میں دیا کرتا تھا۔ وہ سگریٹ نوشی کا عادی نہ رکھتے۔ تو ان سب کی شامت آجاتی۔

رضیہ نے بڑی تنگدستی میں وقت گزار رہی تھی۔ کبھی کبھار گھر میں دو وقت کا کھانا بھی نہیں ہوتا تھا۔

"غریبوں نے روزے رکھے دن بڑے ہو گئے"

اس مشکل وقت کا رضیہ اور اسکی فیملی بڑی ہمت سے مقابلہ کر رہی تھی۔ ایک دن رضیہ سب کو ناشتہ بنا کر دے رہی تھی اسکے بچے سکول جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔

رضیہ بچوں کی فیس دینی ہے

عبدالعزیز میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ یہ سب میری ذمہ داری نہیں ہیں۔ تم ان سب کو سکول سے اٹھا لو۔

رضیہ بچے پڑھ لکھ کر کامیاب ہو جائیں گے اور ایک نہ ایک دن ہمارے لیے آسانیاں پیدا ہو جائیں گئیں۔

عبدالعزیز یہ سب کرنے کے لیے میں ڈاکے ڈالوں، چوریاں کروں۔ تم لوگ یہی چاہتے ہو۔

رضیہ میری بات کا یہ مفہوم نہیں تھا۔

عبدالعزیز میرے پاس اس فضول خرچی کے لیے پیسے نہیں ہیں

عبدالعزیز گھر سے باہر چلا گیا رضیہ بعد میں بہت روئی۔ اس کھٹ پٹ کی وجہ سے رضیہ کے بڑے بچوں نے پڑھائی چھوڑ دی۔ ایک دن رضیہ کے بڑے بیٹے نے کہا۔

احمر امی! میں مزید پڑھنا نہیں چاہتا

رضیہ کیوں احمر

احمر امی آپ اور ابو کے تنازعے دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ میں نے سوچا ہے کہ میں پڑھائی چھوڑ کر کام سیکھ لوں۔ اور جب گھر کے حالات بہتر ہوں گے تو تعلیم حاصل کر لوں گا۔

رضیہ (روتے ہوئے) احمر بیٹا! میں چاہتی ہوں کہ جس طرح بھی ہو۔ تم لوگوں کی تعلیم مکمل ہو جائے۔

تمہارا باپ جو بھی کرتا ہے میرے ساتھ ہی کرتا ہے تم لوگ پڑھتے جاؤ۔

احمر امی! ابھی مجھے اپنی فیملی کا سہارا بننا ہے۔ جب میرے چھوٹے بہن بھائی کامیاب ہو جائیں گے تو میں اپنی تعلیم مکمل کر لوں گا۔

احمر نے بڑی ضد کے بعد رضیہ کو راضی کر لیا اسی طرح رضیہ کی بڑی بیٹی آمنہ نے ماں کے ساتھ سلائی کڑھائی کے کاموں میں مدد کرنا شروع کر دی۔ رضیہ کو اس بات کا بہت دکھ تھا۔ جب وہ اپنے بچوں کے ہاتھوں میں کتاب کی بجائے لوگوں کے کپڑے اور اوزار دیکھتی۔ رضیہ کا گھر نہیں تھا۔ یہ لوگ کرایے کے گھر میں رہتے تھے رضیہ اور اسکے بڑے بچوں نے پیسے جمع کرنے شروع کر دیے۔ ایک دن عبداللہ اپنی بہن رضیہ سے ملنے کے لیے آیا۔

رضیہ اسلام وعلیکم

عبداللہ وعلیکم اسلام

رضیہ گھر میں سب ٹھیک ہیں بھابھی اور بچے

عبداللہ ہاں اللہ کا شکر ہے

رضیہ آپ چائے پیئیں گے یا پانی

عبداللہ نہیں! تم سناؤ

رضیہ بھائی جان! میں بہت زیادہ سراسیمہ حالت میں ہوں۔

عبداللہ اللہ خیر کرے! کیا ہوا۔

رضیہ ہماری بے بسی نے میرے بچوں کی پڑھائی چھین لی۔ مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ جب میں انکے ہاتھوں نہیں میں کتابوں کی بجائے دوسری چیزیں دیکھتی ہوں۔ اور گھر کا کرایہ اور دوسری ضروریات اتنی زیادہ ہیں وہ سب کرایہ اور بل دے دیتے ہیں۔ اور ہمارے پاس کچھ نہیں رہتا۔

عبداللہ (کچھ سوچنے کے بعد) میری نظر میں ایک پلاٹ ہے۔ شروع میں تھوڑی بہت رقم دینی پڑے گی۔ اور بعد میں قسطیں دے کر پلاٹ لیا جا سکتا ہے۔

رضیہ بھائی جان! میں گھر والوں سے اس بارے میں پوچھوں گی۔

آمنہ (رضیہ کی بڑی بیٹی) اسلام وعلیکم ماموں جان

عبداللہ وعلیکم اسلام

آمنہ ماموں جان! ممانی جان اور حمیرا کا کیا حال چال ہے۔

عبداللہ سب ٹھیک ہے۔ ہاں وہ تمہارا بہت پوچھتی ہیں۔ جب وقت ملے تب بیٹا چکر لگا لیا کرو۔

آمنہ ماموں جان! میرا بھی ان لوگوں سے ملنے کو بہت دل کرتا ہے۔ مگر اب میں کسی روز وقت نکال کر اُن سے ملنے آؤں گی۔

عبداللہ آمنہ بیٹی! اچھی سی چائے بنا کر لاؤ۔

آمنہ جی ماموں جان! ابھی لے کر آتی ہوں۔

عبداللہ رضیہ یہ بچوں کے لیے کپڑے اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر آیا ہوں۔

رضیہ بھائی جان! یہ سب کس لیے

عبداللہ یہ تمہاری بھابھی نے بھیجے ہیں۔ اور یہ سب تم نے رکھنا ہیں۔ میں اگر یہ واپس لے کر گیا۔ تو میری اچھی خاصی کلاس ہو جائے گی۔

رضیہ نہیں بھائی جان! بھابھی تو بہت اچھی ہیں۔

عبداللہ اچھا جی

رضیہ بھائی جان! آپ بھی قابلِ قبول ہیں۔

عبداللہ واہ جی واہ! میرے لیے ایسے الفاظ----

رضیہ (بات کاٹتے ہوئے) بھائی جان! ناراض نہ ہوں میں تو مذاق کر رہی تھی۔ آپ میرے لیے دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا کرے۔ اور ہمارے لیے آسانیاں پیدا کرے۔

عبداللہ تم اداس نہ رہا کرو۔ اور اپنی صحت کا خاص خیال رکھو۔

رضیہ بھائی جان! بچے ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اشرف سیٹ ہو گیا یا نہیں۔

عبداللہ سب تندرست ہیں اشرف کو کام مل گیا ہے۔

رضیہ یہ تو اچھی بات ہے۔ میں خود بھی چکر لگاؤں گی۔

عبداللہ کیوں نہیں! اچھا میں چلتا ہوں۔

رضیہ بھائی جان! سب کو میرا اسلام دیجئے گا۔

عبداللہ چند دنوں میں پلاٹ کا پتہ کر کے تم کو بتا دوں گا تم بھی بھائی عبدالعزیز سے پوچھ لینا۔

رضیہ بہت بہتر

عبداللہ رب رکھا

رضیہ اللہ حافظ بھائی جان

☆☆☆☆

شام کو عبدالعزیز (رضیہ کا خاوند) گھر آیا

رضیہ آج بھائی جان آئے تھے

عبدالعزیز: کون سے

رضیہ عبداللہ بھائی جان

عبدالعزیز: ہاں کیا کہتے تھے۔ خیر تو تھی جو وہ آئے

رضیہ وہ بچوں کے لیے چیزیں لے کر آئے تھے۔

عبدالعزیز: وہ کس لیے یہ سب کچھ لے کر آتے تھے ابھی نہ تو عید تھی۔ اور نہ انکے گھر کوئی خوشی۔

رضیہ بھابھی نے اپنی خوشی سے چیزیں بھیجی ہیں

عبدالعزیز: اور کیا کہہ رہے تھے

رضیہ انھوں نے ایک جگہ کا بتایا ہے۔ اور اسکو خریدنے میں ہماری مدد کریں گے۔

عبدالعزیز: (بات کاٹتے ہوئے) کیا مطلب! وہ ہمیں پیسے دیں گے۔

رضیہ ہاں! اور کچھ رقم میں نے بھی جمع کر رکھی ہے۔

عبدالعزیز: سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا۔ کیونکہ میں تمہارے لیے پیسے جمع نہیں کر سکتا۔

رضیہ اچھا! آپ چائے پئیں گے

عبدالعزیز: ہاں! میرے سر میں بہت درد ہے۔

رضیہ سر درد کی گولی لا دوں

عبدالعزیز: ہاں! لا دو۔

کچھ دن بعد رضیہ احمر کے ساتھ عبداللہ کے گھر گئی۔

رضیہ اسلام وعلیکم

عبداللہ وعلیکم اسلام

رضیہ بھائی جان! بھابھی کہاں ہیں

عبداللہ وہ حمیرا کو لے کر بازار گئی ہیں۔ ابھی آجائیں گی۔

رضیہ بھائی جان! میں نے (احمر کے ابو سے بات کی وہ کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے مگر پیسوں کا مسئلہ رہے گا

عبداللہ تم فکر نہ کرو۔ ہم مل کر اس مسئلے کا حل نکال لیں گے۔

احمر ماموں جان (کچھ رقم تو میں نے جمع کر رکھی ہے۔ مگر رقم اتنی نہیں ہے کہ ایک پلاٹ خرید سکیں۔

عبداللہ اللہ بہتر کرے گا۔ احمر تم جمعہ کو آجانا ہم دونوں اسکی طرف جائیں گے۔

احمر جی اچھا جی

اسی اثناء میں زینب اور حمیرا گھر آئیں سب ہنسی مذاق کرنے لگے۔ حمیرا نے سب کے لیے چائے بنائی۔ اسطرح رضیہ نے اپنے بھائی کی مدد سے وہ پلاٹ خرید لیا۔

آہستہ آہستہ رضیہ نے اس پلاٹ پر دو کمرے، اور ایک باورچی خانہ اور غسل خانہ بنایا وہاں پر اپنی فیملی کے ساتھ چلی گئی۔ رضیہ کے پانچ بچے تھے

احمر اور آمنہ نے گھریلو مسائل کی وجہ سے پڑھائی چھوڑ دی۔ مگر احمر نے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی تعلیم و تربیت پر خوب خرچ کرنے کا سوچا۔

احمر امی جان! شکر ہے خدا کا۔ جس نے ہمیں یہ گھر عطا کیا

رضیہ یہ بات تو ہے۔ میں تو ہر سانس کے ساتھ خدا کا شکر ادا کرتی ہوں۔

احمر امی جان! میں چاہتا ہوں کہ ماموں جان سے لیے گئے پیسے آہستہ آہستہ اُتار دوں۔

رضیہ میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ بھائی جان اور بھابھی تو کسی قسم کی بات نہیں کریں گے۔ مگر آجکل بچے کہاں چھوڑتے ہیں۔

احمر امی جان! آپ فکر مند نہ ہوں۔ میں اس بات کی نوبت ہی نہیں آنے دوں گا۔

میری اور میری بہن کی پڑھائی گھریلو مسائل کی وجہ سے چھوٹ گئی۔ مگر میں چھوٹوں کا ساتھ دوں گا۔

رضیہ (آنکھوں میں آنسو آگئے) احمر کا ماتھا چومتے ہوئے۔ چھوٹے بھی پڑھ لکھ جائیں اور تم بھی

احمر امی جان! آپ کی ساری پریشانیاں اب میری پریشانیاں ہیں۔ میری ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔

ابھی مجھے انکو پورا کرنا ہے۔ پھر میں اپنے بارے میں سوچوں گا

امی جان! ابو جان تو ہمیں اپنی ذمہ داری نہیں کہتے۔ مگر چھوٹے میری ذمہ داری ہیں۔

رضیہ یہ سب سن کر رضیہ آب دیدہ ہوگئی۔ آنسو ایک نہیں کلیجہ ٹوک ٹوک کی طرح حالت ہوگئی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا کہ میری دعائیں ہمیشہ تم لوگوں کے ساتھ ہیں۔

احمر احمر نے جب اپنی ماں کی حالت دیکھی۔ انکی حالت بھی آب جسم کی طرح ہوگئی۔ امی جان! آپ یہ چاہتی ہیں کہ ہم سب بہن بھائی پڑھ لکھ جائیں تو یہ مشکل بات نہیں ہے۔ جب گھر کے حالات بہتر ہو جائیں گے تو میں پرائیویٹ تعلیم حاصل کروں گا۔

رضیہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

احمر آجکل کے دور میں کون سی مشکل بات ہے۔ آپ صرف اور صرف اپنی صحت کا خاص خیال رکھیں۔

رضیہ یہ سب سن کر ہشاش بشاش ہوگئی۔ اور احمر کی بلائیں لینے لگی اللہ تمہاری مدد کرے۔ اور ہر مشکل وقت کو تمہارے لیے آسان بنا دے۔

کچھ عرصے بعد احمر نے اپنے دوستوں کی مدد سے ایک دکان کرایے پر لے لی۔ احمر

نے کام کے معاملے میں دن رات ایک کر دیا۔ ایک دن آگیا جب احمر کی محنت رنگ لائی۔ اسکے پاس اتنی رقم آگئی کہ اس نے اپنی دکان خریدی۔ اور دکان کے ساتھ کئی اور بھی کام کرنا شروع کر دیئے۔ واقعی اگر انسان عہد کر لے تو ہر مشکل کام کو آسان بنا سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ کام ایسا ہو جس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچتی ہو۔

آہستہ آہستہ احمر نے اپنی دکان کو دو، تین منزلوں پر مشتمل کر لیا۔ احمر کی وجہ سے گھر کے حالات میں بہتری آنے لگ گئی۔ احمر نے آمنہ کو بھی پڑھانا شروع کر دیا۔

احمر میں سوچ رہا ہوں۔ کہ میں نے کچھ کمیٹیاں ڈالی ہیں اللہ کا شکر ہے کہ دو کمیٹیاں اگلے مہینے میں مل جائیں گے۔

رضیہ یہ تم اتنے اعتماد سے کیسے کہہ سکتے ہو

احمر میری اس مہینے کمیٹیاں نکل آئیں تھی۔ مگر پیسے اگلے مہینے تک وہ شخص دے دے گا۔

رضیہ کیوں بھئی اتنی لیٹ۔۔۔

احمر امی جان! میری پیاری امی جی اسکو ضرورت تھی۔ کسی کے مشکل وقت میں مدد کرنی چاہیے نا۔

رضیہ ہاں بھئی

احمر امی جی! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ چھوٹوں کے ساتھ ساتھ آمنہ بھی پڑھائی مکمل کر رہی ہے۔

رضیہ یہ تو صحیح ہے۔ مگر وہ گھر رہ کر پڑھتی ہے اور لوگوں کی لڑکیاں کالج جاتی ہیں

احمر امی جی! تعلیم تو تعلیم ہوتی ہے بے شک اسے پرائیویٹ حاصل کیا جائے یا ریگولر طریقے سے حاصل کیا جائے۔

اسی اثناء میں آمنہ کمرے سے باہر آئی

احمر آمنہ پڑھائی کیسی جا رہی ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM

آمنہ — کچھ نہ پوچھو! اتنے سال پڑھائی چھوڑ کر دوبارہ پڑھنا مشکل ہے۔
لیکن میں ہمت نہیں ہاروں گی

اہمر — شاباش! جب انسان نیت کرے تو کامیاب ضرور ہوجاتا ہے۔

اسطرح اہمر دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا رہا سارے خاندان والے اِن بچوں پر فخر کرتے رہے۔ جو غربی میں اِن کو پوچھتے بھی نہیں تھے۔ آمنہ اور اسکے بہن بھائیوں نے تعلیم مکمل کر لی آمنہ نے ایم۔اے کرلیا۔ اہمر نے اپنے ایک بھائی کو ڈاکٹر اور ایک کو انجینئر بنایا۔ اور سب سے چھوٹی بی۔ایس۔سی کر رہی تھی۔ جب سب سے چھوٹی کا رزلٹ آیا۔ اب ان پُرمسرت لمحات سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کہ آج اہمر کا خواب کافی حد تک پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔

رضیہ — آج میں بہت خوش ہوں کہ سب کامیاب ہوگئے مگر جب میں تمہاری طرف دیکھتی ہوں۔ تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ کہ تم پڑھ لکھ نہیں سکے۔

اہمر — امی جان! یہ سب میرے بہن بھائی ہیں۔ چھوٹے بہن بھائی اولاد کی طرح ہوتے ہیں یہ سب کامیاب نہیں بلکہ میں کامیاب ہوا ہوں۔
میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں

رضیہ — ہاں کہو۔

اہمر — امی جی! میں چاہتا ہوں کہ میری دونوں بہنوں کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوں۔ آپ رشتہ ڈھونڈنا شروع کردیں۔

اس سلسلے میں رضیہ نے عبدالعزیز سے بات کی۔ اور اپنے بھائی عبداللہ سے بھی

رضیہ — آمنہ کے لیے فیض کا رشتہ کیسا رہے گا۔ وہ پڑھا لکھا اور سمجھ دار انسان ہے۔

اہمر — امی جان! آپ کی بات سو آنے درست ہے۔ آمنہ بہت خوش رہے گی

رضیہ — تو پھر میں بھائی جان سے بات کرتی ہوں کہ وہ بھابھی سے بات کریں

اہمر — مجھے کچھ کام ہے۔ میں ذرا باہر ہو کر آتا ہوں

رضیہ — جلدی گھر آنا۔ بھائی جان کی طرف جانا ہے۔

اہمر — اچھا امی جی۔۔

☆☆☆☆

رضیہ اہمر کے ساتھ عبداللہ کے گھر گئی۔ اس سلسلے میں عبداللہ سے بات کی۔ کیونکہ رضیہ چاہتی تھی کہ آمنہ کی شادی خاندان میں ہی کروں۔

رضیہ — میں چاہتی ہوں کہ فیض کو میں اپنا بیٹا بنالوں۔

عبداللہ — کیا مطلب

رضیہ — آمنہ کے لیے میں فیض کا رشتہ لینا چاہتی ہوں۔ آمنہ نے بھی ایم۔اے کرلیا ہے اور فیض نے بھی آمنہ کی شادی فیض سے طے پائی جائے۔

عبداللہ — میں اس سلسلے میں زینب سے بات کروں گا۔ اور ویسے میرا ذاتی خیال یہ ہے۔ کہ یہ بات تم نے اچھی کہی ہے۔

رضیہ اپنے بچوں کے بارے میں عبداللہ کو بتانے لگ گئی۔ کہ بچوں کا آگے سے کیا پلان ہے اہمر بھی اپنے کام کے بارے میں ماموں جان کو بتانے لگ گیا۔ عبداللہ اہمر کو کام کے بارے میں مفید مشورے دینے لگ گیا۔ اسی اثناء میں زینب حمیرا کے ساتھ گھر واپس آگئی۔ رضیہ کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اسطرح سب ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرنے لگے۔ اور حمیرا سب کیلئے چائے بنانے چلی گئی۔ سب سبز چائے بڑے شوق سے پیتے تھے۔ رضیہ اور اہمر گھر واپس آگئے۔ رضیہ کے جانے کے بعد عبداللہ نے زینب سے بات کی۔

زینب فوراً راضی ہوگئی۔ آج رات موسلا دھار بارش ہوئی۔ مطلع اب بھی ابر آلود تھا۔ گہرے نیلے ہرمئی، اور سفید سفید بادل ہواؤں کے دوش پر اُڑتے پھر رہے تھے۔ کسی وقت ہلکی ہلکی پھوار بھی پڑ رہی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ عبداللہ رضیہ سے ملنے گھر آیا۔ اور ساتھ زینب بھی آئی۔ اسطرح آمنہ کی شادی فیض سے طے پائی۔ سب لوگ ہنسی

خوشی رہنے لگے۔ آمنہ طبیعت کی بہت اچھی لڑکی تھی۔ فیض اور آمنہ کی بو لو بڑے شان وشوکت سے ہوا۔ احمر نے اپنی بہن کو دُنیا کی ہر وہ چیز دی جو اس نے کبھی بھی سوچا نہیں تھا۔

آمنہ نے بھی اپنی اچھی عادات کی باعث سب کو اپنا قائل بنالیا۔ اس نے سب کے دل جیتنے کی کوشش کی۔ آمنہ ہمیشہ اپنے سے زیادہ اپنے اردگرد کے لوگوں کا خیال رکھتی تھی۔

زینب بھی آمنہ کو اپنے دکھ سکھ کا ساتھی سمجھتی تھی۔ اور یہی کہتی تھی۔ کہ اللہ نے مجھے دو بیٹیوں سے نوازا ہے۔ ایک حمیرا اور دوسری آمنہ۔ مگر آمنہ کی تعریفوں سے نادیہ اور زینی بڑا حسد محسوس کرتی تھی۔ وقت گزرتا رہا۔ ان دونوں کا حسد دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ اگر آمنہ کبھی اچھے کپڑے پہن لیتی تو اس کو ٹوک دیتی۔

نادیہ ہر وقت ہنگامہ بھرپا کیے رکھتی۔ نادیہ روزانہ انور کے کان بھرتی۔ کہ آمنہ نے امی پر جادو کر رکھا ہے۔ اسلیئے وہ ہر وقت اسکی تعریف کرتی ہیں۔ انور ہر وقت سمجھاتا کہ فیض بھی سارا دن گھر پر نہیں ہوتا۔ آمنہ کا کسی کے ساتھ جھگڑا نہیں ہوتا وہ بہت سمجھ دار اور گھر گرہستی سمجھنے لگی۔ مگر تم ہر وقت اسکے پیری رہتی ہو۔

وقت گزرتا رہا۔ اشرف اور حمیرا کی شادی بھی کر دی گئی۔ عمیر سب سے چھوٹا تھا اور لاڈلا بھی بہت تھا۔ وہ بہت ہی شرارتی لڑکا تھا۔

ہر وقت سب کے ساتھ شرارتیں کر کے خوش رہتا تھا۔ ایک دن اسکا جھگڑا اسکے ایک دوست کے ساتھ ہو گیا۔ عمیر نے اس لڑکے کی خوب پٹائی کی وہ لڑکا کسی امیر گھرانے کا تھا اس نے عمیر کا نام تھانے میں لکھوا دیا۔

عمیر کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ تھانے جانا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ عمیر کے باقی بھائیوں نے بھی اسکے ساتھ رویہ اچھا نہ رکھا۔ عمیر کو ہر وقت ڈانٹتے رہتے جس وجہ سے وہ ذہنی طور پر بہت پریشان رہتا تھا۔

فیض ہر وقت منع کرتا کہ عمیر کے ساتھ ہر وقت ایک جیسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اسکو پیار سے سمجھانا چاہیے۔ کہ وہ سمجھداروں والی حرکت کرے مگر کوئی بھی فیض کی بات پر عمل نہیں

کرتا تھا۔ اور عمیر کی حالت دن بدن خراب ہونے لگ گئی تھی۔

اس اثناء میں فیض کی تبدیلی کسی دوسرے شہر میں ہو گئی۔ وہ وہاں پر اپنی بیوی کو لے کر چلا گیا۔ بعد میں نادیہ نے زینب اور عبداللہ کا جینا حرام کر دیا۔ زینب اکثر فیض کی طرف چلی جاتی کیونکہ آمنہ ایک اچھی لڑکی تھی وہ ان دونوں کی خدمت اپنے ماں باپ کی طرح کرتی فیض ایماندار آدمی تھا۔ وہ رزقِ حلال کمانے کی کوشش کرتا اس چکر میں وہ اپنے باقی بھائیوں سے پیچھے رہ گیا۔ ادھر عبداللہ نے فیصلہ کیا کہ وہ حج کرنے جائیں گے۔

عبداللہ میں سوچ رہا ہوں کہ اس دفعہ درخواست دے دوں تاکہ ہم حج کرنے جا سکیں۔

زینب (سبزی بنا رہی تھی) صحت وتندرستی کے ساتھ ہی یہ کام ہو جائے۔ زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔ یہ فریضہ بھی ادا ہو جائے۔

عبداللہ اللہ بہتر کرے گا۔ میں نے انور فیض، جاوید سب سے بات کی ہے۔ کہ میں حج کرنے جانا چاہتا ہوں۔

زینب کیا کہا انھوں نے

عبداللہ جاوید اور فیض بھی بہت خوش ہیں۔ اور انھوں نے کچھ پیسے بھی دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جاوید کہہ رہا تھا کہ ہم سب اپنی اپنی تنخواہ کا آدھا آدھا حصہ دیں گے۔

زینب اچھا

عبداللہ تم فکرمند نہ ہو۔ اگر یہ سب بھی میری مدد نہ کریں۔ تو بھی میرے پاس اتنا ہے کہ ہم خود اپنے خرچے پر حج کرنے جا سکتے ہیں۔

زینب (خوش ہوتے ہوئے) اللہ کا شکر ہے

عبداللہ ہاں بھئی میں نے کچھ رقم جمع کر رکھی ہے۔

زینب مجھے تو یہ فکر تھی کہ کہیں انکی بیویاں انکو کچھ اور نہ کہہ دیں

عبداللہ وہ جو بھی کرنا چاہتے ہیں۔ کریں ہم اپنے خرچے پر حج کرنے جائیں

گے۔ اسطرح عبد۔اللہ نے درخواست جمع کروائی۔اس سال عبداللہ اور زینب حج کرنے گئے۔فیض اور جاوید نے وعدے کے مطابق رقم بھیجی۔ اشرف نے بھی۔لیکن انور نے معذرت کرلی۔

خیر جب عبداللہ اور زینب حج کرکے واپس ائے۔تو یہ سب کے لیے کچھ لے کر ائے۔زینب نے گھر پہنچ کر شکرانے کے نفل ادا کیے۔ماں باپ جب حج کرنے گئے تھے۔تو انور نے پیچھے سے کافی نقصان کروایا۔دکان سے کپڑا سستے داموں پر بیچ دیا۔اسی طرح نادیہ اور مسرت نے گھر کی کافی چیزیں فروخت کر ڈالی اور لوگوں سے ادھار بھی لے لیا۔فیض اپنی فیملی کے ساتھ اپنے گھر واپس چلا گیا۔جاوید نے بھی اپنا گھر بنایا تھا۔

جب عبداللہ اور زینب گھر ائے۔تو یہ سب دیکھ کر بہت غمگین ہوئے۔زینب کے بھی ہوش اڑ گئے۔

عبداللہ   جاوید! یہ سب کیوں ہوا ہم نے کتنی محنت سے سب کچھ بنایا تھا۔

جاوید   ابو جی! ہماری کون سنتا ہے۔ ہم تو صرف سمجھا سکتے ہیں۔مگر کچھ کر نہیں سکتے۔

عبداللہ   ان لوگوں نے گھر کے سامان کے ساتھ جو کچھ کیا۔ ان لوگوں نے پیسے لے کر ہمیں مشکل میں ڈل دیا ہے۔

جاوید   ابو جی! آپ فکر مند نہ ہوں۔ان دونوں کی وجہ سے جو آپ پر قرض چڑھ گیا ہے۔ہم اُتارنے کی کوشش کریں گے۔

فیض   جی ابو جی! بھائی جان بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

عبداللہ نے قرض اُتار دیا۔اور دوبارہ پیسے جمع کرنے شروع کر دیے۔پانچ سال بعد دوبارہ حج کرنے گئے۔اللہ تعالیٰ نے عبداللہ اور اور زینب کا بہت ساتھ دیا۔انور اور اسکی بیوی نادیہ اشرف اور اسکی بیوی انیلہ سے ہر کوئی تنگ تھا۔مگر باقی سب اپنی عزت کو تحفظ دینے کے لیے خاموش رہنے میں اپنی بہتری سمجھے تھے۔

انیلہ خود کہا کرتی تھی کہ میں مطلب کی سگی ہوں۔عمیر کے متعلق عبداللہ اور زینب بہت پریشان رہتے تھے۔کیونکہ وہ عجیب وغریب حرکتیں کرتا تھا۔حج سے واپس آنے پر عابدہ ملنے کے لیے آئی۔

عابدہ   بھابھی جی! سفر کیسا رہا۔

زینب   بہت اچھا مزہ بھی آیا

عابدہ   بھابھی جان! میں مانتی ہوں کہ میری بیٹی نے آپکا اُسطرح کا ساتھ نہیں دیا۔جسطرح دینا چاہیے تھا۔میں کہتی ہوں کہ عمیر کی شادی کر دی جائے۔ہوسکتا ہے کہ اسکی حالت بہتر ہوجائے۔

زینب   تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔تمہارے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ یہ مشورہ دے چکے ہیں۔میں عمیر کے ابو سے بات کروں گی تم سناؤ کیسا وقت گزر رہا ہے۔

عابدہ   آپکی دعائیں ہیں بھابھی جی

دونوں کافی دیر تک آپس میں باتیں کرتیں رہیں عابدہ کے جانے کے بعد زینب نے عبداللہ سے عمیر کی بات کی۔

زینب   آج عابدہ آئی تھی ملنے کے لیے

عبداللہ   ٹھیک تو ہے نا کیا کہہ رہی تھی۔

زینب   وہ عمیر کے متعلق بات کر رہی تھی کہ اب اسکی شادی کر دینی چاہیے۔اسکی حالت بہتر ہونے کے امکانات ہیں۔

عبداللہ   میں کل جاوید اور فیض سے بات کروں گا۔

زینب   کل انکو یہاں پر بلائیں گے اور اُن سے بات کریں گے۔

عبداللہ   ٹھیک ہے۔

عبداللہ نے اگلے دن جاوید اور فیض سے بات کی۔ اور انکو کہا کہ رشتہ ڈھونڈو۔ عبداللہ نے اور زیادہ محنت سے کام کرنا شروع کر دیا۔عمیر کیے لیے ایک رشتہ مل گیا۔انھوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے عمیر کی کیفیت کے بارے میں ان سے چھپایا تھا۔

شادی کی تیاریاں بڑے جوش وخروش سے کرنے لگے۔عمیر کی شادی پر سب ہی بہت خوش تھے۔شادی کے بعد جب لڑکی والوں کو پتا چلا کہ عمیر کی ذہنی حالت درست نہیں ہے۔شادی کے چند مہینوں بعد وہ لڑکی واپس جانا چاہتی تھی۔

عبداللہ یاسمین! ہم سے واقعی بہت بڑی غلطی ہوئی۔جو تمہارے گھر والوں سے عمیر کی ذہنی کیفیت کے بارے میں چھپایا۔مگر تم بیٹا جانے کے بات نہ کرو۔ہم اپنے حصے کی جائیداد اور دکان اسکے علاوہ اور بھی جو کچھ جمع کیا ہوا ہے۔وہ سب کچھ میں تمہارے نام کردیتا ہوں۔

یاسمین ابو جی! یہ جو کچھ ہوا۔میری قسمت تھی۔مگر میں اس جیسے انسان کے ساتھ۔وقت نہیں گزار سکتی۔دولت سکون اور خوشیاں نہیں دیتی۔میں نے جائیداد کے ساتھ نہیں انسان کے ساتھ زندگی بسر کرنی تھی۔ابو جی۔زندگی میں نشیب وفراز آتے رہتے ہیں۔ان مسائل کو حل کرنے کے لیے مشوروں کی ضرورت ہوتی ہے۔مجھے ہو سکے تو معاف کر دیجیے گا۔

عبداللہ یہ بات سن کر خاموش ہو گیا۔کیونکہ یاسمین کہہ بھی ٹھیک رہی تھی۔دوسری بات یہ تھی کہ عبداللہ اور زینب کے پاس اسکی باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔اسطرح چار ماہ بعد عمیر کے بیوی اسکو چھوڑ کر چلی گئی۔

عمیر کی ذہنی حالت شادی کے بعد بھی درست نہیں ہوئی تھی۔

فیض نے جب دیکھا کہ گھر کے حالات درست نہیں ہو رہے ہیں۔اور اب ماں گھر کے کام کاج خود نہیں کر سکتی تو وہ اپنی نوکری چھوڑ کر اپنی بیوی اور بچوں سمیت گھر واپس آگیا۔نادیہ کو یہ بات بہت بُری لگی۔نادیہ اور مسرت کو صرف جائیداد کا رونا تھا۔

نادیہ آمنہ واپس کیوں آئی ہے۔

انیلہ وہ ساس اور سُسر کی خدمت کے لیے یہاں آئی ہے۔

نادیہ مجھے ڈر ہے۔کہ امی اور ابو دونوں خوش ہو کر اپنا مکان انکے نام نہ لگا دیں۔اور جائیداد میں سے بھی زیادہ سے زیادہ حصہ نہ دیں دیں۔

انیلہ لیکن ہمارے ہوتے ہوئے ایسا نہیں ہو سکتا۔

نادیہ ہمیں چاہیے کہ ہم اتفاق سے رہیں اور زبی کو بھی اپنے ساتھ رکھیں۔کیونکہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ جتنا قریب رہیں گے اتنا ہی اچھا ہوگا۔اور میں تو اس مکان کی وجہ سے جگہ چھوڑ کر نہیں جا رہی۔

انیلہ پتا نہیں کہ ہمیں ابھی کیا کچھ کرنا پڑے گا۔

نادیہ یہ سب کچھ ہمارا اپنا ہے۔وہ کیا سمجھتی ہے کہ خدمت کرنے سے جائیداد اسکو مل جائے گی۔میں آمنہ کو اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گی۔

انیلہ وہ کیسے ہم شور اور ہنگامہ برپا کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں۔

نادیہ میں نے سنا ہے کہ ایک آدمی ہے جس سے جس کام کے تعویذ کروائے جائیں۔وہ کام ہو جاتا ہے۔

انیلہ پیسے کتنے لیتا ہے۔

نادیہ پیسوں کا کیا ہے۔ایک بار یہ مکان ہمارے ہاتھ میں آجائے تو پھر پیسے ہی پیسے۔کرنے دو اس آمنہ کو ساس اور سسر کی خدمت

انیلہ اور نادیہ دونوں بہت خوش تھیں۔انھوں نے اپنی اس بات میں زبی کو شامل کر لیا۔آمنہ بیچاری نہ صرف اپنے کام کرتی۔بلکے ساس، سُسر اور دیور کے بھی سارے کام کرتی۔زینب اور عبداللہ کسی بھی کام کا کہتے تو سب انکار کر دیتی۔

ایک دن زینب نے اپنے دانت دکھانے کے لیے ڈاکٹر کے پاس جانا تھا۔عبداللہ نے سب کو کہا۔کہ تم ہمارے ساتھ چلو کیونکہ میرے لیے لے کر جانا مشکل ہے۔کیونکہ زینب کو زیادہ چلنے میں دقت ہوتی ہے۔

عبداللہ نادیہ بیٹا اگر تم اپنی ماں کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلی جاؤ۔اسکے دانتوں

میں بہت درد ہے۔اسکو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں اکیلے لے کر جا سکو۔

انیلہ   ہاں بھئی بہت اچھے۔جب کوئی فیصلہ کرنا ہوتا ہے تو فیض اور جاوید اور جب کوئی اسطرح کام ہو۔تو انیلہ اور نادیہ

نادیہ   ہاں بھئی ہم تو نوکر ہیں۔جب کہیں لے کر جانے ہو تو انیلہ اور نادیہ پیسے خرچ کریں۔اپنی بہو آمنہ سے کہیں۔پتہ چلے

عبداللہ   آمنہ انکار تو نہیں کرے گی۔مگر وہ سارا دن اور ساری رات کام کرتی ہے۔اور آج اسکی اپنی طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔اسلیئے میں نے تم لوگوں کو کہا تھا۔خیر کوئی بات نہیں ہے۔

عبداللہ کے جانے کے بعد انیلہ اور نادیہ نے کہا بڑا آیا۔بابا یہ ہمیں ساتھ جانے کے لیے رقم دے تو پھر جا سکتے ہیں۔

عبداللہ   چلو تم کو میں دوائی لے دو

زینب   انیلہ،نادیہ نے انکار کر دیا۔مجھے سمجھ میں نہیں آتا۔آخر یہ دونوں کیا چاہتی ہیں۔

عبداللہ   ہم صرف دعا کر سکتے ہیں۔کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔

عبداللہ اور زینب ڈاکٹر کے پاس جانے لگے۔

آمنہ بھی ان کے ساتھ جانے لگی۔ان دونوں نے آمنہ کو سمجھایا کہ تم کو بخار تھا۔تم آرام کرو۔آمنہ نہیں میں ٹھیک ہوں میں نے دوائی کھائی تھی۔

عبداللہ اور زینب کے اصرار کرنے کے باوجود آمنہ ساتھ چلی گئی۔

زینب آمنہ کو کسی بات سے منع کرتی تو وہ مان جاتی۔مگر نادیہ اور انیلہ ماننے کی بجائے زیادہ نخرے دیکھاتی۔ایک دفعہ زینب نے کچھ چیزیں انیلہ کو دیں کہ یہ کسی کی امانت ہیں دھیان سے سنبھال لوں۔

کئی دن بعد عبداللہ نے وہ چیزیں واپس لینے کو کہا زینب نے انیلہ سے کہا کہ وہ تمام چیزیں لے آؤ۔

انیلہ آخر ان چیزوں میں کیا تھا۔

زینب   ہمیں نہیں پتا اس آدمی نے یہ چیزیں ہماری ودیعت میں دی تھی۔ہم اس میں خیانت نہیں کر سکتے۔

انیلہ   میں ابھی لا دیتی ہوں (غصے سے جاتے ہوئے)

زینب   ارے یہ کیا انیلہ ان کو تو میں نے گن کر رکھا تھا۔ان میں دو نوٹ کم ہیں

انیلہ   ہاں ہاں ہم تو آپ کو چور ہی لگیں گی۔

زینب   ہو سکتا ہے کہ تم نے یہ چیزیں کئی اور رکھ دیں ہوں

انیلہ   ہاں بھئی میری تو یادداشت ہی نہیں ہے۔

انیلہ کی عادت تھی کہ جب بھی اسکا کسی سے جھگڑا ہوتا تو کسی کو بھی اسکے پاس جانے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ایک دن زینب انیلہ کی بیٹی کو کھانے پینے کی چیزیں دے رہی تھی کہ انیلہ نے دیکھ لیا انیلہ نے بچی کو ڈانٹا۔

انیلہ   تم کیا سمجھتی ہو! کہ تم میرے ساتھ جو دل چاہے کرو۔اور میں آبرو کو تمہارے پاس آنے دوں۔

زینب   آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔میرا مطلب یہ تھا کہ کہیں رکھ کر بھول نہ گئی ہو۔

انیلہ   میں اتنی پاگل نہیں ہو۔کہ بھول جاؤں غرض کہ انیلہ نے زینب کے ساتھ اتنی گستاخی کی کہ زینب کا دل بھر آیا۔وہ کمرے سے باہر آئی اور رونے لگی کیوں کہ کبھی بھی کسی نے بھی اسکے ساتھ اس لہجے میں بات نہیں کی تھی۔اس وقت اچانک عابدہ نمودار ہوئی۔اس کو جب حقیقت کا پتا چلا۔تب اس نے بھی انیلہ کو سمجھنے کی بہت کوشش کی۔انیلہ نے عابدہ سے بھی بدتمیزی شروع کر دی۔جب زینی تک یہ بات پہنچی تو اس نے اپنی ماں کو عقل دینے

کی کوشش کی۔ کہ آپ تو اپنی بھابھی اور بھائی میں کوئی غلطی نہیں لگے گی۔ آپ اپنے مشورے اپنے پاس رکھا کریں۔ وہاں پر آتی ہیں۔

تو صرف ملنے کے لیے۔

اسطرح زینب اور عبداللہ کوئی بھی بات کہے تو یہ دونوں نہ مانتی اور آمنہ کی طبعیت ٹھیک نہ بھی ہوئی۔ تو بھی وہ ہر وقت ہر کام کے لیے آمادہ رہتی تھی۔ اس بات سے خوش ہو کر سب آمنہ کو دعائیں دیتے۔

انیلہ، نادیہ اکثر آمنہ سے لڑتی کہ تم یہ سب کچھ جائیداد حاصل کرنے کے لیے کر رہی ہو۔ تو وہ صاف انکار کر دیتی اور کہتی کہ ماں، باپ سے بڑھ کر اس دنیا میں اور کوئی دولت نہیں ہے۔ ہمارے دلوں میں رشتوں کے لیے احساس موجود ہوا چاہیے۔ کیونکہ دولت پوری زندگی کام نہیں آتی۔ مگر انیلہ اور نادیہ اسکو بُرا بھلا کہتیں۔

وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ زینب کی طبعیت ٹھیک نہ رہنے لگی۔ زینب کی نظر کا مسئلہ بھی بن گیا۔ انور نادیہ، انیلہ نے زینب کو کھانے کو بھی کچھ نہ دیا۔ اور آمنہ اگر زینب کی مرضی کا کھانا پکائی۔ تو اُسکو وہ اچھی خاصی سناتی۔ اور اس کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتی۔ مگر آمنہ ہمیشہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتی۔

آمنہ چھپ کر کوئی نہ کوئی چیز کسی نہ کسی بہانے سے دیتی۔ زینب اکثر کہتی کہ آمنہ تم میرے پاس رہا کرو۔ میں چاہتی ہوں کہ جب میرا آخری وقت آئے تو تم میرے پاس ہو۔

آمنہ رونے لگتی اور کہتی کہ امی یہ بات نہ کریں۔ اگر آپ کو کچھ ہوگا تو یہ لوگ میرا اور میرے بچوں کا جینا حرام کر دیں گے۔

زینب تسلی دیتے ہوئے کہتی کہ آمنہ کچھ بھی ہو تم اس گھر کو چھوڑ کر مت جانا۔ کیونکہ یہ لوگ تم کو کچھ بھی نہیں دے گے۔

آمنہ کہتی کہ مجھے یہ سب کچھ نہیں چاہیے۔ یہ سب چیزیں مصنوعی ہیں کیونکہ بناوٹی چیزوں کو میں پسند نہیں کرتی۔

زینب گھبراؤ نہیں میری دعا ہمیشہ تم سب کے ساتھ ہوں گی۔

زینب کی حالت دن بدن بگڑتی چلی گئی اور وہ ایک دن اللہ کو پیاری ہوگئی۔

☆☆☆☆

باب نمبر 7:۔

رقیہ نے راجو کے لیے رشتہ ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی مگر ہر جگہ سے صاف انکار ہو جاتا ہے۔ پھر رقیہ نے رشتے کروانے والی کی طرف رجوع کیا۔

پروین   اسلام وعلیکم

رقیہ   وعلیکم اسلام

پروین   جی مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی شادی کرنی ہے۔

رقیہ   جی بہن جی

پروین   جی آپ کے بیٹے کا نام اور وہ کہاں رہتا ہے۔

رقیہ   اُسکا نام راجو ہے۔ اُسے ہم نے باہر کے ملک بھیجا ہے۔

پروین   میرے پاس ایک رشتہ ہے۔ لڑکی بہت غریب خاندان کی ہے مگر اچھے لوگ ہیں اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں بات آگے بڑھاؤ۔

رقیہ   یہ تو اچھی خبر ہے۔ پھر بھی مجھے کچھ وقت چاہیے راجو کے ابو سے بات کرنے کی۔

پروین   اچھا بہن میں بہت جلد آؤں گی۔ آپ پوچھ رکھیے گا۔

رقیہ   آپ چار یا پانچ دنوں تک آجائے گا۔

رقیہ نے رات کو محمد احسان سے رشتے کی بات کی کہ پروین (رشتے کروانے والی) آئی تھی۔ وہ ایک رشتے کا بتا رہی تھی کیا کریں۔

محمد احسان نے کہا کہ اس سے پوچھنا تھا کہ ان لوگوں کی برداری کیا ہے۔ اور ذات اور فرقے کے بارے میں پتا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہم ذات سے باہر تو شادی کر سکتے

ہیں۔مگر فرقے سے باہر شادی نہیں کر سکتے۔

بلکہ میں خود بھی ساری معلومات حاصل کروں گا۔

پروین اسلام وعلیکم (اندر آتے ہوئے)

رقیہ وعلیکم اسلام! کیا حال و چال ہے

پروین بالکل ٹھیک ہوں

رقیہ چائے پئیں گی یا پانی

پروین (آواز دیتے ہوئے) روبینہ کو

روبینہ جی امی

رقیہ چائے بنا کر لاؤں۔اور ساتھ میں بسکٹ بھی لاؤں

روبینہ اچھا امی جی

رقیہ اور سنائیں کوئی نئی تازی

پروین کیا نئی بات بتائیں۔آپ بتائیں آپ نے بات کی

رقیہ ہاں کی تھی سب راضی ہیں مگر کچھ اس فیملی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں پھر ہی اُدھر جانا اچھا لگے گا۔

پروین پوچھو بہن

رقیہ انکی ذات برداری کیا ہے۔اور فرقہ کون سا ہے۔

پروین وہ لوہار ہیں۔فرقہ سنی ہے۔

انکی لڑکی کے بھائی نہیں ہیں۔وہ چھ بہنیں ہیں

رقیہ اچھا! آپ اس جمعہ کو آجائے گا۔پھر دیکھنے چلیں گے۔

پروین کون کون جائے گا۔

رقیہ راجو کے ابو اور بہن میرے ساتھ جائیں گے۔

پروین آپ تیار رہیے گا۔میں وقت پر آجاؤں گی۔

جمعہ کے دن سب رشتے دیکھنے کے لیے گئے۔رقیہ اور محمد احسان کو یہ رشتہ بہت پسند آیا۔لڑکی والوں نے کہا کہ ہم چند دنوں بعد آئیں گے۔اور ساتھ اگر لڑکے کی تصویر مل جائے۔

رقیہ کیوں نہیں آپ گھر آئیں گے تو لڑکے کی تصویر بھی لے لیجئے گا۔

محمد احسان ہاں بہن آپ اپنی مکمل تسلی کر لیجئے گا۔

اسطرح چند دنوں بعد لڑکی والے بھی آئے۔اتفاق سے اس دن گھر میں سامان بکھرا ہوا تھا۔راجو نے سامان باہر سے بھیجا تھا۔اور ساتھ خط بھی بھیجا تھا۔خط میں لکھا تھا کے میں کوشش کر رہا ہوں گے میرا ابھی چکر لگے اور کہا تھا کہ جوابی خط بھیجیں۔یہ سب کچھ دیکھ کر لڑکی والوں نے فوراً ہاں کر دی۔

راجو کے پاکستان آنے پر انکی شادی بڑی دھوم دھام سے کر دی گئی۔ثوبیہ بہت اچھی لڑکی تھی۔اس نے بہت جلد سب سے دوستی کر لی۔وہ سب کا بہت خیال رکھتی۔

ثوبیہ نے اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے سب سے دوستی کی۔لیکن ثوبیہ کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ اپنا گھر بنائیں وہ بس اپنی اجارہ داری چاہتی تھی۔اسلیئے اس نے کچھ عرصے بعد گھر میں فساد برپا کرنا شروع کر دیا۔

راجو امی جی! مجھے سمجھ میں آتا کہ شروع میں سب کچھ صحیح تھا مگر ایک دم کیا ہوا۔

رقیہ تم فکر مند نہ ہو۔میں جانتی ہوں کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے اللہ سب ٹھیک کرے گا۔

راجو امی جی! مجھے شک پڑتا ہے کہ یہ آپ کو تنگ اس لیے کرتی ہے کہ یہ اکیلا گھر چاہتی ہے مجھ کو اپنی بیوی پر اعتماد نہیں ہے کہ یہ آپ کا خیال رکھے گی۔

رقیہ تم کیا چاہتے ہو۔

راجو میں اس جھگڑے کو ختم کرنا چاہتا ہوں کہ میرے باہر جانے کا ایک طریقہ یہ بھی کہ میں ثوبیہ کو اسکے میکے چھوڑ دوں۔آپ فکر نہ کریں۔

رقیہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو

راجو امی میں چاہتا ہوں کہ میں اس بلا کو آپ سے دور کردوں۔ ورنہ یہ آپکے لیے مسائل پیدا کردے گی۔

رقیہ تم کیا چاہتے ہو

راجو میں الگ گھر لینا چاہتا ہوں

رقیہ یہ تمہاری بیوی نہیں بلکہ تم چاہتے ہو تم اپنا یہ شوق بھی پورا کرلو۔

راجو آپ ناراض نہ ہو۔ یہ سب میں اپنے اور آپ کے لیے کررہا ہوں

راجو الگ گھر میں رہنے لگا کچھ عرصہ تو اس نے رقم بھیجی۔ وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ اُس نے اویس کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔ ان دونوں بھائیوں نے مل کر خوب پیسے کمایا۔ دس سال وہ اپنا مال و اسباب لے کر گھر واپس آگیا۔ اویس نے پاکستان آنے کے بعد کئی طرح کے کام شروع کیے۔ مگر اسکو نقصان ہونے لگا تو اس نے ایسا کام شروع کیا جس میں اس نے لوگوں سے پیسے لے کر اُن کو باہر بھیجنے کا کام شروع کیا۔

اس کام میں اسکو شروع میں کامیابیاں ملیں مگر بعد میں بہت ناکامیاں ملیں۔ اویس جن لوگوں کو باہر بھیجنے میں ناکام ہوجاتا۔

ان لوگوں کو ان کی رقم واپس نہیں کرتا تھا۔ بلکے اُن کو دھمکیاں دیتا کہ جو ہوسکتا ہے کر کے دیکھ لوں۔

قرض دن بدن بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا قرض داروں نے اتنا تنگ کیا۔ کہ اُس کو گھر چھوڑ کر کہیں اور جانا پڑا۔ گھر والوں کو بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔

قرض داروں نے محمد احسان کو تنگ کرنا شروع کردیا۔ وہ رقم لینے کے آتے محمد احسان کو دھمکیاں دیتے وقت گزارتا رہا۔ ایک دن قرض داروں نے تنگ آ کر محمد احسان اور احمر پر فائرنگ کردی دونوں شدید زخمی ہوگئے۔

احمر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اللہ کو پیارے ہوگئے۔

☆☆☆☆

باب نمبر 8:۔

رضیہ نے آمنہ کی شادی کے بعد یکے بعد دیگرے باقی بچوں کی شادیاں کرنے کا ارادہ کیا۔ رضیہ کو آمنہ کی شادی کے بعد عمارہ کی شادی کی فکر ہوئی۔ عمارہ نے ایم۔ ایس۔ سی کرلی تھی اور مزید کچھ کورسز کرنا چاہتی تھی۔ رضیہ نے رشتے کروانے والی سے بات کی اس نے بڑے رشتے دکھائے مگر راحیلہ ہر دفعہ کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا کردی۔

راحیلہ رقیہ کی خالہ زاد بہن تھی وہ عمارہ کو اپنی بیٹی بنا چاہتی تھی۔ راحیلہ کا بیٹا پڑھا لکھا نہیں تھا۔ ایک دن راحیلہ رضیہ سے ملنے کے لیے آئی۔

راحیلہ رضیہ میں تمہاری بہن ہوں۔ اور مجھے تم اس طرح کہہ رہی ہو۔

رضیہ دیکھو! رضیہ میں کب انکار کررہی ہوں کہ تم میری بہن نہیں ہو۔ مگر راحیلہ میری بیٹی عمارہ احتشام سے عمر میں بھی چھوٹی ہے۔ اور احتشام پڑھا لکھا بھی نہیں ہے۔

راحیلہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کھانی تو روٹی ہی ہے۔

رضیہ کوئی جوڑ بھی تو ہو

راحیلہ ہاں بھی اب تم لوگوں کو روٹی مل گئی ہے۔ اب تم ایسی ہی باتیں کروں گی۔

رضیہ بات کو غلط رنگ مت دو خیر میں احمر سے بات کروں گی۔

راحیلہ پوچھ ضرور لینا۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔

رضیہ تم بات کی بات کیوں نہیں رکھتی بچپن کی حرکات چھوڑ دو۔ تو اچھا ہے۔

راحیلہ مجھے میرے سوال کا جواب چاہیے۔ میں تمہاری ایک بہن ہو۔ اور میرے ساتھ یہ سلوک۔۔۔

رضیہ (نرم پڑتے ہوئے) راحیلہ ہر ایک سے بات کرنے کے کئی طریقے ہوتے ہیں۔ کرخت بولنے سے مسئلوں کا حل نہیں نکلتا۔۔۔

راحیلہ اچھا میں پھر چکر لگاؤں گی

خدا حافظ

رضیہ   بیٹھو تو سہی۔ چائے پی کر جانا

راحیلہ   نہیں شکریہ۔ اللہ حافظ

رضیہ   بہت بہتر

رضیہ نے احمر اور عبدالعزیز کو ساری کاروائی سنائی۔ احمر کو بہت غصہ آیا اس نے کہا کہ جب ہم پر مشکل وقت تھا۔ تو انھوں نے ہمارا مذاق اڑایا۔ اور آج ہم اچھے لگنے لگ گئے ہیں۔ انھوں نے ہمارے ساتھ ہمیشہ جو کچھ کیا ہم بھول نہیں سکتے۔

رضیہ نے کہا۔ وہ پرانی بات ہو چکی ہے ہو سکتا ہے کہ اب یہ لوگ اپنے کیے پر شرمندہ ہوں عبدالعزیز گہری سانس لیتے ہوئے بولا۔ کہ ایسے لوگ کبھی بھی اپنے کیے پر پشیمان نہیں ہوتے۔ بلکہ فخر محسوس کرتے ہیں۔

رضیہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ ہم کو ٹھنڈے ذہن سے سوچ سمجھ کر جواب دینا چاہیے۔

(عبدالعزیز) تمہیں ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہہ دیا نا انکار ہے۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ میرا جواب جو آج ہے۔ وہی دس دن بعد ہوگا۔

راحیلہ کو جب انکار سننا پڑا تو وہ آپے سے باہر گئی اس نے رضیہ کو دھمکی دی۔ اگر عمارہ کا یہاں رشتہ نا ہوا۔ تو میں کہیں اور بھی ہونے نہیں دوں گی راحیلہ اپنے دھن کی پکی تھی۔ وہ جو کہتی تھی کہ کر کے دکھاتی تھی۔

یہ بھی نہیں سوچتی کہ اس میں فائدہ ہوگا یا نقصان لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

عمارہ کے لیے ایک ایسا رشتہ آیا جو امیر ہونے کے ساتھ ساتھ نیک اور پرہیزگار لوگ تھے۔

رضیہ نے احمر سے عمارہ کے رشتے کے بارے میں بات کی۔

رضیہ   احمر! عمارہ کے لیے رشتہ آیا ہے۔

احمر   (رضیہ کے پاس بیٹھتے ہوئے) لڑکا کیا کرتا ہے۔

رضیہ   لڑکا انجینئر ہے۔ اور فیملی بہت اچھی ہے۔

احمر   امی جی! پہلے میں اپنی استمالت کرلوں۔ امی یہ سکندر اور آکاش کہاں ہیں

رضیہ   سکندر ہسپتال گیا ہے۔ اور آکاش کو نوکری کے ساتھ ساتھ ٹیوشن مل گئی ہے۔ اس سلسلے میں گیا ہے۔ ابھی آجائے گا کوئی کام ہے۔

احمر   سکندر مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ باہر جائے۔

رضیہ   کیا کیا! تم کیا کہہ رہے ہو۔

احمر   امی جی! میرے بھائی کا خواب بھی ہے اور شوق بھی۔ اور میں اسکو ضرور پورا کروں گا۔ آپ فکر مند نہ ہوں

رضیہ   میری دعائیں ہمیشہ تم لوگوں کے ساتھ ہیں۔ مگر میں چاہتی ہوں کہ عمارہ کے ساتھ ساتھ اپنی بیٹی لے آؤں۔

احمر   (کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد) امی جی! میری ذمہ داریاں میرے بہن بھائی ہیں۔ اور میں ان کی خوشیاں پوری کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میری خوشیاں آپ سب کی خوشیوں میں ہیں۔ رہی بات ابو جی کی۔ کہ وہ ہمیشہ اپنی دھن کے پکے رہے ہیں اور ہم کو کبھی اپنی ذمہ داری نہیں سمجھا۔

رضیہ   وہ تمہارا باپ ہے۔ اسکی عزت کرنا تم سب پر فرض ہے۔

احمر   (اٹھتے ہوئے) جی امی جی!

میں کام سے باہر جا رہا ہوں۔ شام تک آجاؤں گا۔

رضیہ   اچھا

احمر نے دن رات ایک کر دیئے۔ آخر اسکی محنت اور کوشش رنگ لائی۔ اور سکندر کو شوق کی وجہ سے بھی یہ کامیابی ملی۔ سکندر باہر پڑھنے کے لیے چلا گیا۔ شروع شروع میں

احمر نے ہر ممکن مدد کی۔ مگر بعد میں سکندر نے پڑھائی کے ساتھ ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ ادھر عمارہ کی شادی کے انتظامات کیے جانے لگے۔

رضیہ کو فکر تھی کہ احمر کی بھی شادی کردی جائے۔ اس سلسلے میں اس نے آمنہ سے بات کی کے وہ احمر کو سمجھائیں کہ وہ بات مان جائے۔ کیونکہ یہی وقت تھا۔ اگر یہ وقت نکل گیا تو مشکل ہوجائے گی۔

آمنہ تسلی دیتے ہوئے بولی۔ امی آپ پریشان نہ ہوں۔ میں بھائی کو سمجھاؤں گی۔ بلکے میں ہی نہیں عمارہ اور آکاش سب مل کر بھائی کو راضی کرلیں گے۔

اسطرح عمارہ اور احمر کی شادی اکھٹے ہوئی۔ احمر کی بیوی اچھے اخلاق کی مالک تھی۔ وہ سب کا بہت خیال رکھتی۔ آمنہ جب بھی ملنے جاتی۔ تو سائرہ اسکی آؤ بھگت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتی۔

آمنہ اور سائرہ کی دوستی ہوگئی۔ عمارہ بھی اپنے گھر بہت خوش تھی۔ احمر سکون کا سانس لیتے ہوئے بولا۔ امی جان اللہ کا جتنا شکر ادا کروں۔ اتنا ہی کم ہے۔ اللہ نے ہماری ہر میدان میں مدد کی ہے۔ آج میں اپنی بہنوں کو خوش دیکھتا ہوں تو بہت اچھا لگتا ہے۔ سکندر اور آکاش بھی کامیاب منزل کی طرف گامزن ہیں۔

رضیہ یہ سب تمہاری محنت کی وجہ سے ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ آکاش سیٹ ہوگیا۔ اسکو اچھی جگہ نوکری مل گئی۔ وہ بڑا مطمئن ہوگیا۔ یہ سب ہنسی خوشی رہنے لگے۔

ایک دن احمر گھر واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں سکندر کا خط تھا۔ وہ وہ خط پڑھ کر پریشان ہوگیا۔ اسکو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ گھر والوں کو کیسے بتائے سکندر کی حرکت کے بارے میں۔

احمر چند دن پہلے سکندر کا مراسلہ آیا تھا۔

سائرہ اچھا وہ کیسا ہے۔

احمر پتا نہیں

سائرہ کیا بات ہے۔ خیر تو ہے نا

احمر خیریت ہی تو نہیں ہے۔

سائرہ کیا ہوا آپ بتاتے کیوں نہیں۔

احمر سکندر نے اُدھر شادی کرلی ہے۔

سائرہ یہ اس نے کیا کیا۔ امی یہ بات سنیں گی تو ان پر کیا گزرے گی۔

احمر یہی تو میں سوچ کر فکر مند ہو رہا ہوں

سائرہ آپ فکر نہ کریں امی کا موڈ دیکھ کر بات کریں گے۔ کیونکہ ہمیں یہ بات بتانی پڑے گی۔ اسکے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ ایک نہ ایک دن امی اس بارے میں جان جائے گی۔ اچھا چائے پئیں گے۔

احمر ہاں

سائرہ میں ابھی لائی

احمر بستر پر لیٹ گیا۔ سوچنے لگا کہ کس سے بات کرے۔ ماموں عبداللہ اس قابل نہیں ہیں۔ اور ماموں محمد احسان اب اس دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔ خالہ عابدہ بھی بیمار رہتی ہیں۔ یہ سب کیا کرسکتی ہے۔

احمر اسلام وعلیکم امی جان

رضیہ وعلیکم اسلام! احمر میں کئی دنوں سے تم کو پریشان دیکھ رہی ہوں مجھے بتا کیا بات ہے۔

احمر کچھ نہیں امی جی! بس تھکاوٹ کی وجہ سے ایسا لگتا ہوگا۔ آپ فکر نہ کریں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

رضیہ اللہ کرے۔ اچھا وہ سکندر کا کوئی خط یا فون آیا۔

احمر نہیں

رضیہ اُسے بھی پتہ نہیں کیا ہوگیا ہے۔

کئی دن لگا دیتا ہے۔ آخر بندہ اپنی خیریت تو بتا دیتا ہے۔

مجھے تو رات بھر نیند نہیں آتی

عبدالعزیز: (کمرے میں داخل ہوتے ہوئے) ہاں بھئی کیا باتیں ہو رہی ہیں۔

رضیہ سکندر کے بارے میں پوچھ رہی تھی

عبدالعزیز: ہاں بھئی میں بھی کئی دنوں سے سکندر کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا تھا

احمر سکندر اب کبھی واپس نہیں آئے گا

رضیہ اللہ خیر کرے۔ کیا بات ہے

احمر جی وہ خیریت سے ہے مگر وہ پاکستان نہیں آئے گا

عبدالعزیز: خیر باشد کدھر کرم کیا۔ تم کیا پہیلیاں بُوجھا رہے ہو۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا۔

احمر ابی جی! سکندر نے وہاں پر شادی کر لی ہے۔ وہ آپ سے ایک بار پاکستان آ کر ملنا چاہتا ہے۔

رضیہ کیا

احمر امی۔۔۔ امی آپ ٹھیک ہیں نا

رضیہ ہاں

عبدالعزیز: میری تو کوئی سنتا نہیں تھا۔ میں تو اس بات کے حق میں نہیں تھا کہ وہ باہر پڑھنے کے لیے جائے۔

احمر واقعی ابو جی! یہ میری غلطی ہے۔

رضیہ (طبعیت سنبھلنے پر بولی) احمر بیٹا

احمر جی امی جی!

رضیہ سکندر کو خط لکھ دو کہ اگر ہم سے ملنا چاہتا ہے۔ تو اسکو چھوڑ دے۔ اور اگر نہیں تو پاکستان آ کر ہم سے ملنے کی کوشش نہ کرے۔

احمر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

رضیہ میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں تم نے اپنے بہن بھائیوں کے لیے بہت اچھا سوچا مگر سکندر نے تمہاری محنت کا یہ صلہ دیا۔

احمر امی! مجھے اس بات کا دکھ ہے

کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ اور میں نے جو کچھ کیا اُسکا مجھے اللہ صِلہ دے گا۔

امی میں سمجھتا ہوں۔

کہ جن لوگوں کے ساتھ ان کے ماں باپ کی دعائیں ہوتی ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوئے۔

کافی دیر تک سب اس مسئلے پر بحث کرتے رہے۔ پھر رضیہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ کئی دن تک گھر میں سناٹا رہا۔ کوئی بھی ایک دوسرے سے ٹھیک طرح سے بات نہیں کرتا تھا۔ احمر نے سکندر کو جوابی خط لکھ دیا۔

چند سال بعد آکاش کی بھی شادی کر دی گئی۔ سب ہنسی مذاق کرتے۔ اور خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن سب نے پلان بنایا سیر کرنے کا۔

آکاش اسلام وعلیکم

احمر وعلیکم اسلام

آکاش بھائی جان! آپ سے گفتگو کرنے کا من کر رہا تھا۔

احمر سو بسمہ اللہ! کرو میرے بھائی

آکاش بھائی جان! (اس بار چھٹیوں میں ہم سب مری چلتے ہیں۔

احمر ہاں کیوں نہیں

آکاش بھائی جان! آپ اور بھابھی بھی ساتھ جائیں گے۔

احمر نہیں آکاش! یہاں کام کون دیکھے گا۔

آکاش ہو جائے گا کام بھی زندگی کو انجوائے کرنا بھی لازم ملزوم ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

احمر لیکن آکاش

آکاش نہیں بھائی جان! چلیئے نا

احمر میں نے دکان کا کام شروع کر دیا ہے کام بہت زیادہ ہے تم لوگ امی، ابو کو بھی ساتھ لے جاؤ۔

آکاش جی بھائی جان! میرا دل کر رہا ہے کہ امی، ابو، اور عمارہ کی فیملی اور آمنہ باجی سے بھی کہہ دوں کہ ساتھ چلیں بڑا مزہ آئے گا۔

بھائی جان! اگر آپ بھی ساتھ چلیں گے تو بہت اچھا لگے گا۔

احمر ناراض مت ہو۔ اگلی دفعہ ضرور جاؤں گا۔

آکاش ٹھیک ہے بھائی جان! آپ کی مرضی اسطرح آکاش کی فیملی ،عمارہ ،رضیہ اور عبدالعزیز سب مان گئے۔ مگر آمنہ کو بھی کام آن پڑا۔ کیونکہ اسکی نند بہت بیمار تھی۔ یہ سب مری، گلگت سیر کرنے کے لیے گئے سب بہت خوش تھے۔ روبینہ کی بیٹی اپنی معصوم سی شرارتوں سے سب کا دل بہلاتی تھی۔ رضیہ اور عبدالعزیز دونوں بہت خوش تھے۔

آکاش نے محسوس کیا کہ سکندر بھائی کی وجہ سے امی نے مسکرانا چھوڑ دیا ہے۔ مگر ان دنوں میں ماں، باپ دونوں کو خوش دیکھ کر اسے بڑا سکون مل رہا تھا۔ اس نے احمر کو فون کیا۔

آکاش اسلام وعلیکم

احمر وعلیکم اسلام! امی، ابو اور باقی سب ٹھیک ہیں نا

آکاش جی بھائی جان

احمر مری کا موسم کیسا ہے

آکاش بہت خوب صورت موسم ہے مگر بھائی جان آپکی کمی بڑی محسوس ہو رہی ہے۔

احمر میری جان اس بار کام تھا اگلی بار ضرور جاؤں گا تم لوگ خوب انجوائے کرو۔ اور سب کا خیال رکھنا۔

آکاش آپ فکر نہ کریں۔ انشا اللہ ہم سب بہت جلد ملیں گے۔

بھائی جان عمارہ کی بیٹی شرارتی ہے۔ ہم جو بھی بات کرتے ہیں۔ وہ اسکی نقل کرتی ہیں۔ وہ اتنی پیاری لگتی ہے۔ امی، ابو کے چہروں پر بڑے عرصے بعد مسکراہٹ دیکھی ہے۔

احمر یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ اللہ آمنہ اور عمارہ کے بچوں کو لمبی زندگی دیں۔

آکاش اچھا بھائی جان! میں اب فون رکھتا ہوں۔ آپ اپنا خیال رکھیے گا

احمر تم بھی اپنا اور باقی سب کا خیال رکھنا۔

آکاش اچھا بھائی جان اللہ حافظ

احمر اللہ نگہبان ان سب نے خوب انجوائے کیا مری سے واپس آ رہے تھے راستے میں ایکسیڈینٹ ہوا حادثہ اتنا شدید تھا۔ کہ سب بڑی طرح زخمی ہو گئے۔ جائے حادثہ پر جو لوگ تھے۔ انھوں نے سب کو ہسپتال پہنچایا۔

رضیہ اور عبدالعزیز زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گئے۔ عمارہ اور آکاش اور نگہت (آکاش کی بیوی) بڑی طرح زخمی تھے۔ صرف ان میں عمارہ کی بیٹی تھی۔ جو معمولی زخمی تھی۔ مگر وہ یہ سب کچھ دیکھ کر خوف زدہ ہو چکی تھی۔ جب احمر کو خبر دی گئی۔ یہ خبر سن کر تھوڑی دیر کے لیے احمر سکتے میں آ گیا سائرہ احمر کی کیفیت دیکھ کر پریشان ہوئی۔

سائرہ کیا بات ہے۔ خیریت تو ہے۔ کس کا فون تھا۔

احمر کسی آدمی کا

سائرہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

احمر سب ختم ہو گیا۔

سائرہ اللہ خیر کرے۔ کیا ہوا۔

احمر وہ اکاش کا ایکسڈنٹ اور باقی سب بھی زخمی ہیں۔ یہ بات بتاتے ہوئے۔ احمر نے رونا شروع کر دیا۔

سائرہ (اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے) آپ فکر نہ کریں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس ہسپتال بتایا۔

احمر ہاں بتایا۔

سائرہ چلیں چلتے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ اور ہم دونوں کو ہمت سے کام لینا ہوگا۔

احمر اور سائرہ ہسپتال پہنچے تو وہاں کا منظر دیکھ کر بہت پریشان ہوئے۔ رضیہ اور عبدالعزیز وفات پا چکے ہیں۔ آکاش اسکی بیوی اور عمارہ ایمرجنسی میں ہیں۔ انکی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ عمارہ کی بیٹی بہتر ہے۔ کئی دن وہاں پر گزرانے کے بعد آکاش کو ہوش آیا۔ وہ امی اور ابو کا پوچھنے لگا۔

اسکو جب پتا چلا تو وہ بہت رویا آکاش نے احمر سے معافی مانگی کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی آکاش عمارہ اور نگہت کی حالت بہتر نہ ہو سکی اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

احمر عمارہ کی بیٹی کو گھر لے آئے۔ اسکا نام نینا تھا نینا کے ابو احمر کے پاس آئے۔

نبیل اسلام وعلیکم

احمر وعلیکم اسلام

نبیل بھائی جان جو ہوا تھا وہ ہو گیا۔ اب ہمیں آگے کا سوچنا چاہیے۔

احمر (گہری سانس لیتے ہوئے) تمہاری امانت نینا ہمارے پاس ہے۔ جب چاہو لے جاؤ۔

نبیل نہیں بھائی جان وہ اب آپ کے پاس رہے گی۔

احمر کیا مطلب

نبیل بھائی جان! میرا سعودی عرب جانے کا کام ہو گیا ہے۔ میں نینا کو کیسے سنبھالوں گا۔ سائرہ بھابھی کے ساتھ خوش رہے گی۔ اور وہ بھی اس کا خیال رکھیں گی۔۔

احمر آپ جیسے چاہتے ہیں۔ ویسا ہی ہوگا۔ احمر نے سکندر کو بہت فون کیے۔ مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر احمر نے سکندر کو خط لکھا۔ اور سب کچھ بتا دیا۔ مگر اس نے کوئی جوابی رقعہ نہ بھیجا۔ احمر بہت رویا کرتا تھا۔ ان باتوں کا اسکی صحت پر بہت بُرا اثر پڑ رہا تھا۔

سائرہ ہم کو صبر سے کام لینا ہوگا۔

احمر میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ میرے بھائی کا خون سفید ہو جائے گا۔ اسے اپنے اور پرائے کی پہچان ہی نہیں رہے گی۔ میں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ اور مجھے اس بات کا صلہ ملا۔

سائرہ (اشک شوئی کرتے ہوئے بولی) آپ نے جو کچھ کیا۔ وہ اپکا فعل تھا۔ صلہ صرف اور صرف اللہ سے مانگنا چاہیے۔ اور اگر آپ اپنی صحت کا خیال نہیں رکھے گئے۔ تو نینا کا خیال کون رکھے گا۔ ہمیں ایک بار پھر ہمت سے کام لینا پڑے گا۔ نینا کے لیے۔

احمر ہاں اب عذر رہ گیا ہے۔ زندہ رہنے کا۔ دیکھو اب اس نیکی کا صلہ کیا ملتا ہے۔ ورنہ میرے پاس تو نینا کے علاوہ میری ایک بہن اور ایک بھائی رہ گئے ہیں۔ میر ابھائی خود غرض نکلا۔ نینا کی وجہ سے احمر اور سائرہ نے خوش رہنا سیکھ لیا۔ اور آمنہ جب بھی آتی۔ احمر اور سائرہ کو نینا کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا۔ اور ہر وقت خوش رہتے دیکھتی۔

باب نمبر 9:۔

عابدہ رضیہ کی بہن تھی۔ اسکی بیٹی زیبی صرف اور صرف اپنے بارے میں سوچتی رہتی تھی۔ اسکو کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ عابدہ بہت حساس عورت تھی۔ اور اپنی بہن کے بہت قریب تھی۔ اسکو جب رضیہ اور اسکی فیملی کے ساتھ ہونے والے حادثے کا پتا چلا تو وہ دل برداشتہ ہو گئی۔ بیمار رہنے لگی۔

زیبی بڑی عجیب طبیعت کی مالک تھی۔ وہ سخت دل رکھنے والی عورت تھی۔

زیبی امی آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ جو بھی ہوا آپکی بہن اور اسکی فیملی کے ساتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو۔آپ بلاوجہ ہلکان ہو رہی ہیں۔

عابدہ زیبی خدا کا خوف ہے۔تمہیں ڈر لگتا ہے یا نہیں کہ یہ سب کچھ خدانخواستہ ہم میں سے بھی کسی ایک کے ساتھ ہوسکتا ہے۔

زیبی امی! مجھے ڈر نہیں لگتا۔جو بھی ہوا ہونا ہے خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ پھر ہم لوگوں کو زندگی میں انجوائے کرنا چاہیے۔تا کہ جو لوگ اس دنیا سے چلے گئے۔ان کے ساتھ ہی اپنے آپ کو ختم کر دیا جائے۔

عابدہ تم سے بات کرنا بھی فضول ہے۔عابدہ کی حالت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔عابدہ کو ڈاکٹروں نے بتایا کہ ان کا بائی پاس ہونا ضروری ہے۔بائی پاس ہونے کے باوجود بھی انکی حالت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔ڈاکٹروں نے بتا دیا کہ یہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکیں گی۔

احمر اسلام وعلیکم خالہ جان

عابدہ وعلیکم اسلام

احمر یہ آپ نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے۔

عابدہ میں ٹھیک ہو جاؤں گی میرا بائی پاس ہو چکا ہے۔بس کمزوری ہے تم فکر مند نہ ہو۔اللہ کرم کرے گا۔تم سناؤ نینا کیسی ہے۔اور سائرہ بھی۔

احمر نینا اب بہتر ہے۔سائرہ اسکا بہت خیال رکھتی ہے۔

عابدہ احمر بیٹا۔نبیل کا فون آتا ہے

احمر جی خالہ جان کبھی کبھار آتا ہے

نبیل بھائی باہر جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

عابدہ نینا کا کیا کرنا ہے۔

احمر نینا کو وہ ہمارے پاس رہنے دیں گے۔کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ نینا کا خیال سائرہ سے زیادہ اچھا اور کوئی نہیں رکھ سکتا۔

عابدہ یہ بات تو تم دونوں کے لیے صحیح ہے۔تمہارا پاس بھی رونق ہوگئی ہے۔اور نبیل کے گھر والے اگر انکی دوسری شادی کرنا چاہیے۔تو اسکو نینا کی فکر نہیں ہوگی۔سوتیلی ماں کبھی بھی خیال نہیں رکھتی۔

احمر یہ تو ہے۔خالہ جانی۔امی کے بعد آپ یا ماموں جان ہے۔جنکو دیکھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔کہ ہم اکیلے نہیں ہیں۔

عابدہ اللہ تمہیں خوش رکھے۔بھائی عبداللہ کی طرف چکر لگایا

احمر نہیں خالہ جانی۔کوئی کام ہے

عابدہ نہیں بیٹا کام تو نہیں ہے بھائی جان نے کئی دنوں سے آ نہیں سکے۔اسلیئے فکر ہو رہی تھی۔جب تم کو وقت ملے تو ان سے مل کر آنا۔

احمر اچھا خالہ جان۔آپ متذبذب نہ ہوں۔میں کل ہی جاؤں گا۔اور آپکو انکے بارے میں آکر بتاؤں گا۔

عابدہ اچھا

احمر میں اب چلتا ہوں۔

عابدہ رب رکھا

احمر اللہ نگہبان

عابدہ کا بہت علاج کروایا۔مگر وہ تندرست نہ ہو سکی۔آخر ایک دن وہ بھی اللہ کو پیاری ہوگئی۔احمر، عبداللہ دونوں بہت روئے کیونکہ یکے بعد دیگرے ان کی بہنوں کی موت ہوگئی۔احمر اب بہت خاموش رہنے لگا تھا۔کیونکہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ ساتھ اپنی خالہ کے بھی نزدیک تھا۔مگر نینا کی کی طرف دیکھ کر ہمت کر لیتا۔ زیبی کو اپنی ماں کی وفات کا اتنا اثر نہ ہوا سب سے زیادہ دکھ احمر اور عبداللہ کو ہوا۔سب ان لوگوں کو دلاسا دیتے کہ صبر سے کام لو۔اللہ کو یہی منظور تھا۔

☆☆☆☆

باب نمبر 10:۔

زینب ہمت والی خاتون تھی۔ اسکی رحلت کے بعد عبداللہ بالکل اکیلا رہ گیا۔عمیر کی ذہنی حالت درست نہیں تھی عبداللہ اور عمیر کا خیال رکھنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ اِن دونوں کو کھانا بھی نہیں پوچھتے تھے۔ یہ کیسی اولاد تھی۔ جب بچے چھوٹے ہوئے ہیں۔ تو ماں باپ اپنا حصہ بھی دیتے ہیں۔ مگر جب یہی بچے بڑے ہوتے ہیں۔ تو اِن کا خیال رکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

عبداللہ آمنہ بیٹے

آمنہ جی ابو جی

عبداللہ کھانے میں کیا پکایا ہے۔

آمنہ دال پکائی ہے

عبداللہ بیٹا مجھے دو دن ہو گئے ہیں روٹی کھائے ہوئے۔ اب تو مجھ سے بھوک بھی برداشت نہیں ہوتی۔

آمنہ ابو جی! آپ بیٹھے میں ابھی چپاتی پکا کر لاتی ہوں۔

عبداللہ روٹی کو روئے اور چولہے پیچھے سووے۔ شکریہ بیٹا جی۔ اور عمیر کو بھی

آمنہ آپ فکرمند نہ ہوں۔ میں عمیر کو بھی روٹی بھیج دیتی ہوں۔

عبداللہ آمنہ بیٹا اگر میں ایک بات کہوں تو آپ بُرا تو نہیں مانو گے۔

آمنہ نہیں۔ آپ حکم کریں۔

عبداللہ بیٹا اگر روز کا کھانا آپ پکا دیا کرو۔

آمنہ ابو جی مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر

عبداللہ مگر کیا

آمنہ وہ نادیہ اور مسرت پہلے ہی میری دشمن ہو چکی ہیں۔ وہ میرے لیے بہت سے مسائل پیدا کر دیں گی۔

عبداللہ میں کیا کروں

آمنہ اس مسئلے کا ایک حل یہ بھی ہے۔ کہ آپ ہمت سے کام لیتے ہوئے یہ فیصلہ کر دیں کہ آپ اور عمیر ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ وہ زیادہ ہیں۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔

آمنہ آپ دہشت زدہ نہ ہوں۔ خوف زدہ رہنے سے مسائل حل نہیں ہوتے۔

آمنہ جب بھی عبداللہ اور عمیر کا کوئی نہ کوئی کام کر دیتی تو وہ دونوں نادیہ اور مسرت جھگڑے کے لیے تیار ہو جاتیں۔

نادیہ آمنہ! تم اِن کی بیٹی نہیں ہو، بہو ہو اور بہو بن کر رہو۔

مسرت (بہو باتوں بڑی کرتب)
انکی بیٹی بننے کی کوشش نہ کرو۔

آمنہ بہو رہی کنواری ساس رہی واری، بہو آئی بیاہی پڑ گئی خواری، دیکھو نادیہ، مسرت یہ ضروری تو نہیں ہے کہ میں اور آپ سب ایک جیسے ہوں جائیں۔ ہمیں چاہیے کہ بوڑھے ماں باپ کا خیال رکھیں۔

نادیہ ہمیں سبق مت دو۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ آئندہ ہم سے پوچھ کر ان کو روٹی، کپڑے دیا کرو۔

مسرت ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔

آمنہ نے سوچا کہ زینی بھابھی سے بات کروں۔

آمنہ بھابھی پتا نہیں نادیہ اور مسرت کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتی۔

زینی ہر گھر کے اپنے مسائل ہوتے ہیں۔ جو میں تم لوگوں کی سنو ہاں بھئی تم کہو گی کہ میں مطلبی ہوں تو سن لو کہ میں مطلب پرست ہوں مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

آمنہ بھابھی! آپ ایسی باتیں کر رہیں ہیں۔ یہ وقت ہم پر بھی آتا ہے۔

زیبی جب یہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔

ان باتوں کی وجہ سے آمنہ سے دشمنی دن بدن زیادہ ہوتی چلی گئی۔ ادھر فیض کی بہن کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی گئی۔ وہ اپنے سُسرال والوں کے ساتھ باہر کے ملک چلی گئی۔ حمیرا بہت نرم دل خاتون تھی۔ وہ ضرورت مند کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی۔ اسکے ساس اور سُسر کچھ سال بعد وفات پا گئے۔

حمیرا کی ایک بیٹی تھی اس بچی کا نام ارم تھا۔ وہ حساس ہونے کے ساتھ ساتھ خوش رہنے والی لڑکی تھی۔ جب ارم چار سال کی ہوئی تو حمیرا سخت بیمار ہوگئی۔ ڈاکٹروں سے پتا چلا کہ حمیرا کو بلڈ کینسر ہے۔ حمیرا نے اپنی بیٹی کو اپنی زندگی میں فیض کو دینے کا فیصلہ کرلیا۔

حمیرا جانتی تھی کہ ارم کی تربیت آمنہ بھابھی سے زیادہ اچھی اور کوئی نہیں کرسکتا۔ آخر وہ دن بھی آگیا جب حمیرا اس دنیا سے رحلت فرما گئی۔

ارم کی دیکھ بھال کا مسئلہ بنا تو اسکے ابو نے سُسر عبداللہ سے بات کی۔

رحمان اسلام وعلیکم

عبداللہ وعلیکم اسلام

رحمان میں اپنی بیٹی کی طرف سے بہت فکر مند رہتا ہوں۔ آخر مجھے کمانے کے لیے گھر سے باہر بھی جانا پڑتا ہے۔

عبداللہ (آنسو صاف کرتے ہوئے) یہ مسئلہ تو ہے۔ تو پھر

رحمان ابو جی! اگر میں دوسری شادی کرتا ہوں تو وہ میری بیٹی کا خیال نہیں رکھے گی۔

عبداللہ ہاں یہ تو ہے! مگر میں بھی اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میں کیا کرسکتا ہوں

اتنی دیر میں فیض بھی آگیا۔

فیض اسلام وعلیکم! کیا حال وچال ہے!

رحمان میں ٹھیک ہوں

فیض خیریت تو ہے۔

رحمان میں پریشان ہوں کہ میں ارم کے لیے کیا کروں۔ اسکا خیال کون رکھے گا۔

فیض اللہ بہتر کرے گا۔ ایک در بند ہوتا ہے تو سو کھول دیئے جاتے ہیں۔

رحمان حمیرا نے اپنی زندگی میں فیصلہ کیا تھا کہ وہ ارم کو آپ کے سُپرد کردے گی۔ مگر زندگی نے اسکے ساتھ وفا نہیں کی۔

فیض (سوچتے ہوئے) رحمان بھائی مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے

رحمان آمنہ بھابھی

فیض رحمان بھائی آپ فکرمند نہ ہوں۔

آمنہ ایک الگ طبعیت کی مالک ہے۔ اس نے ہمیشہ اچھا سوچا اور رشتے نبھانے کی کوشش کی ہے۔

رحمان اچھا۔ بھائی جان میں چاہتا ہوں کہ ارم کو یہ پتا نہ چلے کہ میں اسکا باپ ہوں اسطرح کے بچے ذہنی طور پر پریشان ہوجاتے ہیں میں اسکا خرچہ بھیجتا رہوں گا۔ اللہ کو جب منظور ہوگا۔ تب اسکو بتا دیں گے۔

فیض رحمان بھائی! میری بھی ایک بیٹی ہے۔ میں ارم اور اس میں فرق کیوں کروں گا۔ آپ جو چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔

ارم فیض اور آمنہ کے پاس آگئی۔ دونوں نے ارم کو کبھی کسی چیز کی کمی نہ ہونے دی۔ مگر انکے بچوں نے ارم کو کبھی بھی دل سے تسلیم نہ کیا۔ فیض کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔ لڑکے کا نام احسن اور لڑکی کا نام نیلوفر تھا۔

احسن نے کبھی بھی ارم کو اپنی بہن نہیں مانا تھا۔ ارم اور نیلوفر کی دوستی بہت اچھی ہوگی تھی۔ نیلوفر اکثر احسن کو سمجھاتی کہ تم اسکے ساتھ اسطرح کیوں کرتے ہو۔

احسن خموش ہوجاتا۔ اور وہ ان دونوں سے اُکھڑے اُکھڑے انداز میں بات کرتا۔ فیض نے بھی ایک غلطی کی۔ اس نے اپنے بچوں سے زیادہ ارم کا خیال زیادہ رکھا۔ رحمان ارم کا خرچہ تو دیتا۔ مگر بہت عرصے بعد پاکستان کا چکر لگاتا۔

فیض نے آمنہ کو مشورے دیا کہ ارم لڑکی ہے۔ یہ پیسے اسکے کام آئیں گے۔ ہم اسکی تعلیم وتربیت پر خود خرچ کرتے ہیں۔

آمنہ بھی خوش تھی کہ جو رقم رحمان بھائی بھیجتے ہیں۔ وہ بینک میں جمع کروادیا کریں گے۔ انھوں نے ہر مشکل وقت گزارا مگر ان روپوں کو اپنے یا ارم پر خرچ نہ کیا۔

آمنہ جو ارم کا خیال رکھتی اس بات کی وجہ سے نادیہ، مسرت اور زبیی اس سے حسد کرنے لگ گئی۔ وہ یہ سمجھتی تھی۔ کہ آمنہ اسطرح امیر ہوجائے گی۔

ایک دفعہ نادیہ نے غصے کی حالت میں آمنہ کو بہت مارا۔ آمنہ کے سُسر عبداللہ نے بچانے کی کوشش کی۔ نادیہ نے عبداللہ کی بھی خوب پٹائی کی۔ آمنہ نے رات کو فیض سے کہا۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ آخر نادیہ، مسرت اور زبیی بھابھی کا میں کیا کروں۔

ارم پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

ابو جی آخر یہ لوگ ہمارے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔

فیض نے سب کو دلاسا دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں صبر سے کام لینا ہے۔ میں ابا جی سے بات کرتا ہوں۔ آمنہ تم حوصلہ کرو۔ بچے پریشان ہورہے ہیں۔

فیض ابو جی! میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔

عبداللہ وہ کیا

فیض میں گھر چھوڑ کر چلا جاتا ہوں

یہ آگ دن بدن زیادہ ہوتی جارہی ہے۔ میرا یہاں پر رہنا کسی کو بھی پسند نہیں ہے۔

عبداللہ تم اگر چلے جاؤ گے۔ تو میرا اور عمیر کا خیال کون رکھے گا۔ اور یہ لوگ تم لوگوں کو کچھ بھی نہیں دیں گے۔

فیض ابو جی! مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے صرف اور صرف آپکی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

عبداللہ میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں سے نہ جاؤ۔ ورنہ میری اور تمہارے بھائی کی خیر نہیں۔ یہ کہتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بہنے لگے۔

فیض (سوچتے ہوئے) ابو جی! جیسے آپ کا حکم۔ آپ افسردہ نہ ہوں۔

آمنہ کی حالت خراب رہنے لگی۔ وہ بہت غمگین رہتی کہ بچے ابھی بڑے نہیں ہیں۔ ان کا کیا ہوگا۔

احسن نے تو کچھ اچھا وقت بھی گزارا تھا۔

مگر ارم اور نیلوفر نے نہیں۔ آمنہ اتنی بیمار ہوگئی کہ وہ بستر سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔ ارم نے بڑی خدمت کی۔ آمنہ کے بیمار ہونے سے فیض کے کام پر بُرا اثر پڑا اسکو زیادہ سے زیادہ ٹیوشن پڑھانے کا وقت نہیں ملتا تھا۔

پہلے تو فیض دن رات کی محنت سے اچھی خاصی کمائی کرلیتا۔ آمنہ کے بیمار ہونے سے جیسے ان پر مشکلات کی حد ہوگئی۔ ارم نے سب کو حوصلہ دیتا کئی بار فاقے کرنے کی نوبت آجاتی مگر ارم نے کبھی بھی آمنہ اور فیض کو اس بارے میں پتا بھی نہ چلنے دیتی۔

آمنہ کی طبعیت جب بھی خراب ہوتی تو ارم رو رو کر دعا کرتی کہ میری امی کو آرام دے۔ وقت کے ساتھ ساتھ آمنہ کی حالت بھی بہتر ہوجاتی۔ اور کبھی بگڑ جاتی۔ اس دوران ارم نے میٹرک کرلیا۔

آگے سے ایڈمیشن لینا نہیں چاہتی تھی۔ ایک دن ارم گھر صاف کررہی تھی۔

نادیہ انیلہ سنا ہے کہ ارم نے میٹرک پاس کرلیا ہے۔ احسن اور نیلوفر بھی پڑھ رہے ہیں۔

انیلہ یہ کون سا بڑا کارنامہ کیا ہے۔ میں تو کہتی ہوں کہ آمنہ نے بیماری کا ڈرامہ لگایا ہوا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

نادیہ　　اور کیا اتنے مشکل حالات میں پڑھنا کوئی آسان کام ہے۔

جب ارم نے یہ باتیں سنیں ۔تو اسے بہت دکھ ہوا بات رہ جاتی ہے وقت نکل جاتا ہے۔نادیہ اور انیلہ کی ان باتوں سے ارم نے ایک بار پھر ہمت سے کام لینے کا ارادہ کر لیا۔نیلوفر بھی اکثر گھبرا کر پڑھائی چھوڑنے کا کہتی ۔مگر ارم ہم کو پڑھنا ہے۔ہمارے ماں باپ کی بھی دلی خواہش ہے کہ دوسروں کی طرح ہم بھی پڑھے لکھے ہوں۔

ہمیں حوصلے سے کام لیتے ہوئے پڑھنا ہوگا۔ہمت کرنے سے انسان تو سب کچھ کر سکتا ہے۔انشاء اللہ ایک دن ہم کامیاب ضرور ہوں گے۔

اس دوران رشتے داروں نے بھی بہت تنگ کیا۔کبھی اُنھوں نے بجلی بند کر دیتی۔ کبھی پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔ارم اور نیلوفر نے باہر سے پانی بھر کر لانا اور گھر کے تمام کام کرنے اُن دنوں مالی حالات بھی اچھے نہیں تھے۔

احسن دوسرے شہر (scholarship) پہ مزید تعلیم حاصل کرنے گیا تھا۔ایک دفعہ نادیہ نے گیس کا پائپ کسی بھاری چیز سے توڑ دیا۔یہ پائپ آمنہ کے کمرے سے ہو کر گزرتا تھا۔کمرا چند دنوں سے بند تھا۔

فیض نے کمرہ کھولا تو اس کو بو آئی کہ گیس لیک ہو رہی ہے فیض ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ نیلوفر نے ماچس جلا دی۔ایک دم دھماکہ ہوا۔اور کمرے میں آگ لگ گئی ۔فیض اور نیلوفر دونوں زخمی ہو گئے۔

مگر اللہ نے دونوں کو نئی زندگی عطا کی۔آمنہ نے شکرانے کے نفل ادا کیے۔فیض اور نیلوفر کی صحت یابی پر ۔مگر وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہو چکی تھی۔

نادیہ اور مسرت کبھی ان کو کوئی نقصان پہنچاتی تھی۔اور کبھی ان کے لیے کوئی مشکل کھڑی کر دیتی ہے۔

یہ لوگ بڑے صبر سے وقت گزارتے تھے۔وقت کے ساتھ ساتھ آمنہ کی طبعیت بہتر ہوتی چلی گئی۔نیلوفر نے ایف اے پاس کر لیا۔نیلوفر اور ارم کی دوستی ایک مثالی دوستی بن گئی۔

نیلوفر نے کہا کہ تم پڑھنے کے لیے دوسرے شہر جانا چاہتی ہو۔تا کہ تمہارا مستقبل بہتر ہو جائے۔اب میں امی ابو کا خیال رکھوں گی۔وہ ہوسٹل میں رہی ۔اس نے بی۔اے میں ایڈمیشن لیا لیا۔

نیلوفر جب بھی بات کرتی کہ امی کی بیماری کی وجہ سے ہمیں کس کس طرح کی مشکلات برداشت کرنی پڑتی ہیں ۔ارم گہری سانس لیتے ہوئے کہتی ۔نیلوفر اللہ کا شکر ہے کہ امی ہمارے پاس ہیں۔اللہ انھیں زندگی اور خوشیاں دیں۔تم پریشان نہ ہوا کرو۔وہ ہمیں افسردہ دیکھ کر ہی غمگین ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆☆

باب نمبر 11:۔

احمد کی وفات کے بعد محمد احسان اور رقیہ دل برداشتہ ہو گئے ۔راجو یہ سب سن کر بہت فکر مند ہوا۔اس نے ماں سے بات کی۔

راجو　　امی میں چاہتا ہوں کہ یہ گھر اور دکان نہ بکے۔

رقیہ　　خوشی سے راجو کو دیکھتی رہی۔

راجو　　رقیہ کے پاس بیٹھتے ہوئے آپ فکر نہ کریں ابو صحت یاب ہو جائیں گے۔ اور قرض داروں کا قرض بھی اُتر جائے گا۔

روبینہ　　بھائی جان! امی جان اب بات بھی نہیں کرتیں ۔بس دیکھتی رہتی ہیں۔

راجو　　ڈاکٹروں نے کیا بتایا۔

روبینہ　　ٹینشن کی وجہ سے۔

راجو　　تم فکر نہ کرنا۔میں کچھ کرتا ہوں۔ابو اُٹھ گئے ہیں یا نہیں

روبینہ　　نہیں وہ سو رہے ہیں۔

راجو　　اچھا دکان کا کام کون سنبھال رہا ہے۔

روبینہ　　احمد بھائی نے اپنے ساتھ ایک لڑکا رکھا ہوا تھا۔وہ دکان کا تمام کام

سنبھالتا ہے۔

راجو   اچھا میں دیکھتا ہوں۔امی اور ابو کا خیال رکھنا۔

راجو نے آہستہ آہستہ تمام لوگوں کا قرض اُتار دیا۔محمد احسان کی حالت بہتر ہوتی چلی گئی۔راجو نے رقیہ کا بھی علاج کروایا۔مگر انکی طبعیت بہتر نہ ہوتی۔

راجو کے باہر جانے کے دیر تھی کہ روبینہ نے سوچا اگر اب راجو واپس آیا۔اور نادیہ نے بھی اس مکان اور دکان میں سے حصہ لینے آجائیں گے۔اس نے محمد احسان کو الٹی سیدھی باتیں کی۔اور کہا کہ اگر آپ یہ سب کچھ میرے نام کردیں تو میں آپکی اور امی کی خدمت کروں گی۔

آپ نے ایسا نہ کیا۔تو راجو اور نادیہ مل کر یہ سب کچھ لے لیں گے۔اور ہمیں گھر سے باہر نکال دیں گے۔

محمد احسان روبینہ کی باتوں میں آگیا۔اس نے مکان اور دکان روبینہ کے نام لگا دی۔روبینہ نے دکان بیچنے کا ارادہ کرلیا۔اس نے دکان بیچ کر رقم اپنے پاس رکھ لی۔جب نادیہ نے غصہ دکھایا تو محمد احسان نے نادیہ کو خاموش کروادیا۔اس نے یہ سب کچھ محفوظ رکھنے کے لیے کیا ہے۔

دکان کے بعد روبینہ نے شادی کا فیصلہ کرلیا۔روبینہ نے اُسی سے شادی کرلی جو لڑکا دکان پر ملازم رکھا ہوا تھا۔روبینہ اپنے ماں باپ کا بہت خیال رکھتی تھی۔

لیکن اسکے خاوند کو محمد احسان اور رقیہ کا وجود قابل برداشت نہیں تھا۔ایک دن روبینہ کسی کام سے گھر سے باہر گئی ہوئی تھی۔اسکے خاوند نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے۔محمد احسان اور رقیہ کو زہر آلود چیز کھلادی۔

جب روبینہ گھر آئی تو دونوں اپنی جان جان آفریں کے سپُرد کر چکے تھے۔

نادیہ کو جب اس بات کا پتا چلا تو وہ بہت غصہ میں آگئی۔

نادیہ یہ تم لوگوں نے اچھا نہیں کیا۔آخر وہ ہمارے ماں باپ تھے۔تم کیس کروگی۔

نادیہ یہ جواب سن کر بہت غمگین ہوئی اور روتی ہوئی گھر واپس آگئی۔کچھ عرصہ بعد روبینہ کے خاوند نے زبردستی اُس سے اسکا مکان اپنے نام لکھوالیا۔اور مکان کو فروخت کر کے کہیں اور چلا گیا۔جب روبینہ نادیہ کے پاس مدد لینے کے لیے آئی۔نادیہ آخر بہن تھی اس نے اسکی مدد کی۔

نادیہ نے راجو سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔راجو نے اس آدمی سے طلاق دلوا کر روبینہ کی دوسری شادی کی۔

روبینہ ایک دن بازار گئی۔راستے میں اسکا ایکسڈینٹ ہوگیا۔حادثے میں اسکی دونوں ٹانگیں بے کار ہوگئی۔واقعی جو لوگ بڑوں کی قدر نہیں کرتے وہ کبھی بھی سکھ کا سانس نہیں لے سکتے۔

☆☆☆☆

باب نمبر 12:۔

رضیہ کے خاندان میں احمر اور سائرہ ایک ننھی بچی نینا تھی۔احمر اور سائرہ نینا کی بدولت خوش رہنا سیکھ گئے تھے۔اکثر وہ ڈر بھی جاتے جب یہ سوچتے کہ یہ انکی اپنی اولاد نہیں ہے۔ایک دن نبیل آخر اسکو نہ لے جائے۔

سائرہ   نبیل بھائی نے نینا کو واپس لے لیا تو ہم کیا کریں گے۔

احمر   اللہ مالک ہے۔تم نینا کے سامنے یہ باتیں نہ کیا کرو۔وہ پریشان ہو جائے گی۔

سائرہ   آپ فکر نہ کریں۔میں اسی بات کا خاص خیال رکھتی ہوں۔ہمیں چاہیے کہ اسکو سکول داخل کروادینا چاہیے۔

احمر   ہاں میری بھی ذاتی رائے یہی ہے۔

اسطرح نینا کو سکول میں داخل کروادیا گیا مگر اسکو بہت مسئلہ تھا۔کہ وہ جو کچھ بھی یاد کرتی بعد میں بھول جاتی۔وہ ہمیشہ الگ الگ رہتی تھی۔سائرہ اسے ہمیشہ خوش رکھنے کی

کوشش کرتی مگر وہ پڑھائی کی وجہ سے بھی پریشان تھی۔

اس بات سے بھی کہ اسکی سہیلیاں اسکو کہتی تھی کہ یہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں تمہاری ماں کی وفات ہوچکی ہے۔

نینا بہت افسردہ رہتی۔ ہر وقت اکیلی رہتی۔ وہ دوسرے بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتی۔ تو وہ غمگین ہوجاتی۔ وقت گزرتا رہا۔ آخر نینا نے رو دھو کر میٹرک پاس کرلیا۔ میٹرک جو دو سال بعد ڈگری ملتی تھی۔ اس نے چار سال میں ڈگری مکمل کی۔ سائرہ اور احمر اس بات میں خوش تھے کہ نینا نے میٹرک پاس کرلیا۔

نینا لائق بچوں کی طرح بننا چاہتی تھی احمر اور سائرہ نے سمجھا کہ تم یہاں تک کس طرح پہنچتی ہو۔ وہ ہم جانتے ہیں فکر نہ کرو جو انسان محنت کرتا رہتا ہے۔ ایک نا ایک دن کامیابی اسکے قدم چومتی ہے۔ مگر نینا فکرمند رہتی۔

اِدھر فیض اسکا خیال رکھنے کی کوشش کرتا۔ تو انور اور اشرف عمیر کو دھمکیاں دیتے۔ تم نے فیض کی بات مانی تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ عمیر بہت ڈرپوک انسان تھا۔ انور اور اشرف کی دھمکیوں میں آجاتا۔ عمیر کی حالت بگڑتی چلی گئی۔ فیض کے شور ڈالنے پر انور اور اشرف نے اسکے پیسے لگا دیئے۔

اسکو مہینے کے ہزار روپے دینے لگے۔ مگر اسکے کپڑے اور خوراک کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں دیتا تھا۔

فیض اکثر ترس کھا کر اپنے بھائی کے لیے کچھ کرتا۔ تو انور فیض سے جھگڑتا۔ اور اسکے بچوں کے لیے بھی مسائل پیدا کرتے۔ ان کو ذہنی ڈسٹرب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فیض آمنہ عمیر کو آرام سے سمجھاتے اسکی مرضی کی چیزیں بھی لے کر دیتے۔ عمیر انور کے ڈر سے کچھ بھی نہ لیتا۔

آمنہ کپڑے سلائی کروا کر دیتی تو وہ چھین کر بھی نہ دیکھتا۔ انور پھٹے پرانے کپڑے دیتے تو عمیر لے کر پہن لیتا۔ فیض اور آمنہ کو دلی طور پر بہت دکھ ہوتا۔ عبداللہ کچھ نہ کہتا تھا۔

کیونکہ اسکی بھی کسی معاملے میں نہیں چلتی تھی۔ یہ سب دیکھ دیکھ کر فیض کے بچوں کو بہت غصہ آتا۔ آئندہ چچا کے لیے کچھ بھی نہیں کرنا۔ نیلوفر کہتی: ابو جی! آخر یہ اتنا ڈرتے کیوں ہیں۔ فیض اور آمنہ ان سب کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے۔

ارم کو چچا پر بڑا ترس آتا۔ وہ یہ سمجھتی تھی۔ اور نیلوفر سے اکثر کہتی کہ جو چیزیں انسان کو کمزور بنا دیتی ہے۔ وہ آنے والے وقت کا خوف اور آنسو یہ دونوں چیزیں انسان کو کمزور بنا دیتی ہیں۔

زہبی کی اولاد کامیاب ہوچکی تھی۔ مگر اسکے بچوں نے جوان ہونے پر بھی اسکا وہی حال کیا۔ جو اس نے اپنی ساس اور سُسر کا کیا تھا۔

عبداللہ کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ وہ بھی اس فانی دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ جاوید بھی چند سال بعد اللہ کو پیارا ہوگیا۔

زہبی نے کبھی بھی کسی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا۔ اور بُری رویے رکھنے والوں کا ساتھ ضرور دیا ہے۔

اسکی اولاد بھی اسکو کھانے تک کا نہیں پوچھتی تھی۔ زہبی اب اپنے آپ کو اکیلا اکیلا محسوس کرتی تھی۔

جب بھی کوئی بات ہوتی۔ تو وہ اپنے ساس اور سُسر کو ہی بُرا بھلا کہتیں۔ مسرت کی داستان ایسی تھی کہ وہ شروع میں تو بہت کامیاب شخصیت کے طور پر سامنے آئی۔ مگر اس نے بھی جو ظلم کمایا۔ اسکی سزا اسکو مل گئی۔ مسرت نے ہمیشہ مادر شوہر کے لیے مسائل کھڑے کیے۔ اس نے کبھی بددعا تو نہ دی مگر دل سے وہ کبھی بھی خوش نہ تھی۔

اشرف جتنا عرصہ باہر کے ملک رہا اس نے خوب کمایا۔ مگر مسرت نے ہمیشہ اپنے میکے والوں کو سب کچھ دیا۔ نہ کبھی گھر بنایا۔ اور ہر وقت کا رونا لگائے رکھتے۔ کہ میرے پاس یہ نہیں ہے۔ جب اشرف پاکستان واپس آیا تو اس نے رقم کا پوچھا مسرت نے انکار کردیا کہ گھر کے اخراجات زیادہ تھے۔ اسلیئے کچھ بھی نہیں بچتا تھا۔

اشرف نے پاکستان میں رہتے ہوئے بھی محنت کرنا شروع کر دی۔ انیلہ کے بڑے بیٹے کی شادی ہوئی۔ وہ چند سال ہی ماں باپ کے ساتھ رہا۔ مگر ایک دن وہ الگ ہو گیا۔ انیلہ کی ایک بیٹی تھی۔ وہ شادی کے چند ماہ بعد بیوہ ہو گئی۔ انیلہ نے بعد میں بہت کوشش کی۔ کہ اسکی بیٹی کی دوسری شادی ہو جائے۔ مگر کوئی بھی اسکا رشتہ نہیں لیتا تھا۔

واقعی انسان پر جب جوانی آتی ہے۔ وہ کسی کی بھی نہیں سنتا۔ مگر جب بڑھاپا آتا ہے۔ تو اسکے کیے کی سزا اسکو مل جاتی ہے۔

نادیہ کو کبھی کبھی بھی کوئی بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔ اسی طرح وہ اپنی اولاد کا بھی اچھا نہیں سوچتی تھی اس نے کہنا کہ میں اسے کبھی بھی سکون لینے نہیں دوں گی۔ اسکی اولاد کام نہ کاج کی دشمن اناج کی۔

ان سب کے ساتھ انکے آخری وقت میں بہت بُرا ہوا۔ مگر افسوس ناک بات یہ ہے۔ کہ ان عورتوں نے اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش نہیں کی۔ اور آج بھی خدا کا خوف اپنے دل میں پیدا نہیں کیا۔ اور اپنی غلطیوں سے کچھ بھی نہیں سیکھا۔ کہ اگر میں ایسا نہیں کرتی۔ تو آج میرے ساتھ بھی ایسا نہ ہوتا۔ انکی اپنی زندگی مشکلات میں گزر رہی تھی۔ پھر بھی وہ اپنے حسد کو ختم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اور وہ آج بھی اس ضد میں ہے کہ ایک نہ ایک دن ارم اور اسکی فیملی کو مزہ دکھیائیں گے۔

یہ لوگ ہمیشہ سے اس کوشش میں رہے کہ جائیداد ہمارے قبضے میں آئے۔ مگر وہ اس معاملے میں ناکام رہے۔

فیض اور آمنہ کے جھگڑے بھی دن بدن زیادہ ہونے لگے۔ ارم کو ان باتوں سے بہت دکھ ہوتا۔ اور وہ ابو کو سمجھاتی مگر اسکے ابو ذہنی طور پر ڈسٹرب ہو گئے۔ دکھ برداشت کیے۔ مگر ان دکھوں کا کوئی حل نہیں نکل رہا تھا۔

ایک دن ارم ہوسٹل سے گھر آئی ہوئی تھی۔ جب نادیہ نے دیکھا کہ یہ سب خوش رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تب ایک دن ارم کو نادیہ نے بتایا۔

نادیہ — ارم کیسی ہو

ارم — میں تو ٹھیک ہوں

نادیہ — پڑھائی کیسی جا رہی ہے

ارم — بالکل ٹھیک جا رہی ہے۔

نادیہ — تم گھر آتی ہو۔ اور ہمارا گھر تمہارے گھر کے راستے میں آتا ہے۔ مگر تم لوگوں کو تمہارے ماں باپ نے سلام کرنے کی تمیز نہیں سکھائی۔

ارم — معاف کیجئے۔ خیال نہیں رہتا۔ اب میں دھیان رکھوں گی

نادیہ — اچھا اچھا۔ منہ لگنے کی ضرورت نہیں۔ تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔

ارم — جی کہیے۔

نادیہ — تم جن لوگوں کو اپنے ماں باپ کہتی ہوں۔ وہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں۔

ارم — یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں

نادیہ — ہاں جاؤ۔ اپنے ماں باپ سے پوچھو۔ وہ تمہیں بتائیں کہ تم کس کی بیٹی ہو۔ اور ہاں مجھے گھورنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ کا دیا ہوا نہیں کھاتی میں تو تمہاری اچھائی کے لیے ہی ایسی باتیں کر رہی ہوں۔

ارم اپنے گھر آئی۔ اور رونے لگی آمنہ نیلوفر نے پوچھا۔

آمنہ — ارم کیا بات ہے۔ تم رونے کیوں لگی کسی نے کچھ کہہ دیا ہے۔ جب تک تم کچھ بتاؤ گی نہیں۔ مجھے کیسے پتا چلے گا کہ کیا ہوا!

ارم — یہ بات ہے کہ آج تائی نادیہ نے روک لیا تھا۔

آمنہ — پھر

ارم — وہ کہتی ہے کہ آپ میرے امی ابو نہیں ہیں

آمنہ (فکرمندی کے اثرات چہرے پر نمایاں نظر آنے لگے) وہ مذاق کر رہی تھی رات کو آمنہ نے فیض سے بات کی فیض یہ بات سن کر بہت پریشان ہوا۔ اور کہا دیکھو آمنہ اگر ہم یہ بات ارم سے چھپائیں گے تو وہ زیادہ پریشان ہوگی۔ ہمیں اسکو سب کچھ سچ سچ بتا دینا چاہیے۔

آمنہ ڈرتے ہوئے کہتی کہ اگر اسکو یہ بات بتا دی تو وہ کہی ہم کو چھوڑ کر نہ چلی جائے۔

فیض ہمیں اللہ توکل بات کرنی چاہیے۔ دیکھو اگر تم بھی ہمت سے کام نہیں لو گی۔ تو میرے لیے مشکل ہو جائے گی۔

آمنہ بات آپ ہی کیجیے گا۔ اچھا (سر ہلتے ہوئے) تم اسکو بلواؤ تو سہی آمنہ نے ارم کو بولا لایا۔ فیض نے ساری داستان سنائی۔

فیض دیکھو بیٹی! بھابھی نادیہ نے تم کو جو کچھ بھی بتایا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ تم ہماری بیٹی نہیں ہو اور ہو بھی۔ تم میری بہن حمیرا کی بیٹی ہو۔ جب تم چار سال کی تھی۔ تو وہ فوت ہو گئی تھی۔ یہ کہتے ہوئے فیض کی انکھوں انسو آگئے۔ تمھاری ماں ایک بہادر اور خدا ترس عورت تھی۔ وہ ہر ایک کے کام اتی۔ اور تمھارے باپ کا نام رحمان ہے۔ حمیرا کی وفات کے بعد رحمان نے تم کو ہمارے سُپرد کر دیا۔ تم اپنے باپ کے پاس جانا چاہو۔ تو ہم تمکو بھیج دیں گے۔ اور اگر ہمارے پاس رہنا چاہو۔ تو ہم کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بلکہ خوشی ہوگی۔ ہم بس یہی چاہیں گے کہ تم خوش رہو۔

ارم ابو جی! آپ نے یہ بات مجھے پہلے کیوں نہ بتائی۔

فیض وہ اسلیے بیٹا کہ میں اور رحمان یہی چاہتے تھے۔ کہ تم ان باتوں کی وجہ سے ڈسٹرب نہ ہو۔ اور اپنی نینا کی طرف دیکھ لو۔ اسکو اپنے ماضی کے بارے میں ہر بات کا علم ہے۔ اسلیے وہ اکیلی رہتی ہے۔ اور پریشان رہنے کی وجہ سے اسکی صحت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔

آمنہ ارم بیٹا! ہمارے لیے تمھاری خوشیوں سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔ تم

اپنے ذہن پر دباؤ مت ڈالنا۔ کہ ہم تمھاری مرضی کے خلاف کوئی کام کریں گے۔ تم اگر اپنے باپ کے پاس جانا چاہتے ہو۔ تو ہم تم کو (یہ کہتے ہوئے آمنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ کمرے سے چلی گئی) فیض نے بھی پیار دیا اور کمرے سے چلا گیا۔ ارم نے کچھ دیر صحن میں بیٹھی رہی۔ اس دن ارم نے کسی سے بات نہ کی۔ اور یہی سوچتی رہی کہ کیا کریں۔ اگلے دن فیض نے ارم کو بلایا۔ اور کہا۔

فیض ارم! یہ تمہارے لیے جو رقم جمع کی تھی۔ یہ کاغذات ہیں ان کو پڑھ لو۔

ارم یہ کیا ہے۔

فیض ارم! جب آپ ہمارے پاس آئی تھی۔ تو میں نے اور آمنہ نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ جو رقم رحمان تمھارے لیے بھیجے گا۔ اسکو ہم تمہارے نام سے جمع کرواتے گئے۔ اور تم کو اپنی بیٹی ہی سمجھیں گے۔ اگر بیٹی ہم تمھاری خواہشات پوری نہ کر سکے ہوں۔ تو ہم کو معاف کر دینا۔ اور اپنے بارے میں فیصلہ سوچ سمجھ کر کرنا ارم کی انکھوں میں انسو آگئے۔ اس نے کہا ابو جی! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں آپ دونوں کو بھی نہ چھوڑو۔ ایک بار اپنے باپ سے مل لوں۔ اگر اپ کی اجازت ہو تو۔ فیض نے کہا مجھے کیا اعتراض ہوگا۔

ارم ابو جی! میں اپنے باپ سے ملنے کے لیے اکیلے جانا نہیں چاہتی۔ آپ اور امی میرے ساتھ چلیں تو مجھے خوشی ہوگی۔ فیض نے ہنستے ہوئے ارم کو گلے لگا لیا۔ تم جو چاہتی ہو۔ وہی ہوگا۔ فیض نے رحمان سے رابطہ کیا۔ رحمان کو وہاں پر کچھ کام تھا۔ اسلئے وہ پاکستان نہیں آسکتا تھا۔ اس نے فیض

رحمان فیض بھائی مجھے کام ہے اسلئے میں پاکستان نہیں آسکتا۔ میں ٹکٹ بھیج دیتا ہوں۔

فیض ہاں رحمان بھائی! ارم ساری صورت حال سے آگاہ ہو چکی ہے۔

رحمان یہ تو ایک دن ہونا تھا۔ آپ فکر نہ کریں۔ ارم ایک سمجھدار اور بہادر لڑکی ہے۔ مجھے اس پر پورا اعتماد ہے۔ کہ وہ کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرے گی۔ جس سے کسی کو دلی

نقصان پہنچے۔

فیض ہم صرف و صرف ارم کی خوشی چاہتے ہیں۔

رحمان احسن اور نیلوفر کیسے ہیں۔

فیض اس نے بی۔ایس۔سی کرنے کے بعد ملازمت کرنا شروع کر دی مگر اب ایم۔ایس۔سی کر رہا ہے۔نیلوفر بھی ٹھیک ہے۔

رحمان میں نے سنا تھا کہ آپ اور نیلوفر زخمی ہو گئے تھے۔

فیض وہ گیس کا پائپ پھٹ گیا تھا۔

رحمان اب آپ اور نیلوفر کیسے ہیں۔

فیض اللہ کا شکر ہے۔اب بہتر ہیں۔

رحمان اللہ کرم کرے۔میں ٹکٹ بھیج رہا ہوں۔

فیض ٹھیک ہے رحمان بھائی ہم ارم کو آپ کے پاس بھیج دیں گے۔

ارم اپنے پاپا کے پاس جا کر بہت پریشان رہی۔ایک دن رحمان صاحب ارم کے کمرے میں آئے۔

رحمان ارم! کیا بات ہے۔جب تک اپ خوش رہو گی۔مسائل کا حل نہیں نکلے گا۔

ارم آپ اتنے عرصے میں ملنے ایک دفعہ بھی پاکستان نہیں آئے۔

رحمان مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے۔میرے لیے سفر بھی اتنا آسان نہیں تھا۔میں خوب دولت اکٹھی کرنا چاہتا تھا۔تا کہ تمہیں زندگی کی وہ آسائشیں میسر آسکیں۔میں اور فیض بھائی دونوں نہیں چاہتے تھے۔کہ ان باتوں کی وجہ سے آپ ہنسنا بھول جاؤ۔

ارم ابو اب مجھے یہ سب بہت عجیب لگ رہا ہے۔

رحمان میں سمجھتا ہوں۔

ارم ابو (فیض) اور امی (آمنہ) نے میرا بہت خیال رکھا ہے۔

رحمان میں جانتا ہوں۔فیض بھائی اور آمنہ جیسے لوگ اس دنیا میں بہت کم ہے۔

ارم میں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔کہ میں کیا کروں۔ایک طرف ابو (فیض) اور امی (آمنہ) ہیں۔اور دوسری طرف آپ! میں نہ تو اُن کے بغیر رہ سکتی ہوں۔اور آپ کو بھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔

رحمان ارم بیٹے! سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا رشتے بنانا بھی آسان ہوتا ہے۔اور توڑنا بھی مگر رشتوں کو نبھانا بہت مشکل کام ہے۔

ارم میں بھی چاہتی ہوں کہ امی، ابو اور آپ ہم سب ایک ساتھ رہیں۔یا میں دونوں طرف کے رشتوں کا نبھانا چاہتی ہوں۔آخر وہ بھی میرے اپنے ہیں۔

رحمان اپنا بسم اللہ، دوسرے کا نعوذ باللہ مجھے خوشی ہو رہی ہے۔تمھاری باتیں سن کر۔شاباش ارم بیٹا۔

ارم مجھے کچھ وقت چاہیے۔میں فیصلہ کر کے آپکو بتا دوں گی۔

رحمان (اُٹھتے ہوئے) میں فیصلہ کا انتظار کروں گا۔چند دن بعد ارم نے آمنہ سے پوچھ کر اور سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا۔کہ وہ سال میں آٹھ مہینے کے لیے آمنہ اور فیض کے پاس رہے گی۔باقی چار مہینے اپنے پاپا کے پاس جا کر رہے گی۔اس فیصلے سے سب بہت خوش ہوئے۔

(ہوسٹل میں) صفیہ نسرین، نیلم نے یک زبان ہو کر کہا۔کہ ہمیں معاف کر دینا۔اگر جانے انجانے میں کوئی بھول ہو گئی ہوں۔ایک بات یاد رکھنا کہ آج کے بعد تم اکیلی نہیں ہو۔تم ان دونوں لڑکیوں کا ساتھ دینا چاہتی ہو۔تو ہم تمھارے ساتھ ہیں۔

ارم نے افسردہ ہوتے ہوئے کہا۔کہ مجھے ایسا لگتا ہے۔کہ میں کشتوں کی سواری کر رہی ہو۔مجھے کسی وقت ڈر لگتا ہے۔صفیہ نے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔کہ دیکھو ارم میں مانتی ہوں کہ تمھارے لیے کتنا مشکل ہوگا ڈرنا چھوڑ دو۔پھر سب کچھ تمھیں ٹھیک لگے گا۔

اسطرح سب اے مل کر علینا اور فاطمہ کی مدد کرنے کی کوشش شروع کردیں۔شروع شروع میں علینا اور فاطمہ خوب بدتمیزی کرتیں۔

علینا تمھیں کیا تکلیف ہے۔ہماری مرضی ہے۔کہ جو دل کرے گا وہ کریں گئے۔

فاطمہ اور کیا تم ہمارے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو۔

ارم وہ اس لیے کہ تم اچھی لڑکیاں ہو۔میں تم دونوں سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔

علینا بڑی آئی دوستی کرنے والی۔اپنے کام سے کام رکھو۔

فاطمہ چلو علینا! یہ تو جان نہیں چھوڑے گی۔

ارم خاموشی سے دیکھتی رہ گئی۔نیلم پاس آ کر بولی۔ارم یہ تو کبھی بھی نہیں

ارم میں بھی ہار ماننے والی نہیں کئی بار ایسا ہوتا کہ ارم اور نیلم مطالعے میں مشغول ہوتیں۔تو علینا اور فاطمہ اُن پر پانی گرا دیتی۔اور یہ کہتے ہوئے بھاگ جاتیں۔کہ اب مجھ سے دوستی کروگی۔بڑی آئی دوستی کرنے والی۔اب بتاؤ دوستی کرے گی۔ہنستے ہوئے اندر چلی جاتی۔ارم اور نیلم دونوں اُن کو کچھ بھی نہ کہتی۔

بلکہ ہر معاملے میں ان کی مدد کرتی۔تاکہ ان دونوں طرف سے ان کا دل صاف ہو سکے۔جب بھی کوئی علینا اور فاطمہ کو ڈانتا یا یہ کہتی کہ علینا اور فاطمہ کو تمیز اُن کے ماں باپ نہیں سکھائی۔

ارم ان لڑکیوں پر غصے کا اظہار کرتی۔علینا اور فاطمہ پڑھائی کے معاملے میں جو بھی مسئلہ ہوتا تھا۔امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس بھی نہ ہو پاتی تھیں۔ایک دن علینا بیٹھ کر ریاضی کے سوال حل کر رہیں تھیں کیونکہ اس کا ٹیسٹ تھا وہ بہت پریشان تھی

ارم کیا بات ہے علینا

علینا نہیں تو

ارم کچھ تو ہے

علینا تم کو کیا ہے۔تم لوگوں نے ہمارا جینا حرام کر دیا ہے۔ایک یہ پڑھائی ہے۔جس میں جتنی بھی کوشش کرو۔پاس نہیں ہوتے

ارم علینا آپ میری چھوٹی بہن کی طرح ہو۔اگر آپ ہمیں اپنے مسائل نہیں بتاؤگی۔تو مسئلے کا حل کیسے نکلے گا۔

علینا اچھا سننا چاہتی ہوں تو سنو یہ ریاضی کے سوال حل کردو۔ارم نے ریاضی کے سوال نہ صرف حل کردیے بلکے اس طریقے سے علینا کو سمجھائے کہ اس کو فوراً سمجھ آ گئی۔ہر بار ارم اسکی مدد کرتی علینا خود بھی ارم سے دوستی کرنے کو تیار ہوگئی۔علینا ہر بات ارم سے کرتی۔اس سے مشورہ لیتی ایک دن ارم وضو کر کے نماز پڑھنے لگی۔غسل اعضاء کرنے کے بعد وہ کمرے کی طرف آ رہی تھی۔علینا راستے میں بیٹھی ہوئی نظر آئی۔

ارم علینا اُٹھو چلو نماز پڑھو۔

علینا باجی میں نے کبھی بھی نماز نہیں پڑھی اور نہ ہی قرآن پڑھنا آتا ہے۔

ارم اچھا آؤ میں وضو کس طرح کرتے ہیں۔قرآن مجید بھی پڑھاؤں گی

اسطرح علینا نے وضو کیا اور نماز پڑھی، ارم کی کوششوں سے علینا نے پانچ وقت کی نماز شروع کردی ایک دن موسم بہت اچھا ہو رہا تھا باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔

ارم نیلم باہر چلو آج باہر بیٹھتے ہیں۔

وہ کمرے سے باہر چہل قدمی کرنے لگیں اچانک علینا اور فاطمہ ایک طرف چھلانگیں لگاتی ہوئی نکلیں۔ارم کے پاس آ کر روک گئی۔

ارم کیا بات ہے

علینا باجی اتنا پیارا موسم ہے۔آئیے نہ کھیلتے ہیں

ارم ہاں کیوں نہیں

سب مل کر کھیلتے رہے۔جب تھک گئیں تو ایک جگہ بیٹھ گئیں۔

ارم　　علینا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں

علینا　　کیا

ارم　　آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہوا تھا۔

علینا　　کیا مطلب باجی

ارم　　میں یہ دریافت کرنا چاہتی تھی۔آپ کے امی ابو کہاں ہیں۔پریشان مت ہونا مجھے اپنی بہن سمجھتے ہوئے بتاؤ گھبراؤ نہیں۔

علینا　　ارم باجی اچھے بھلے اٹل، پر ان گئے نکل اچھی بھٹی گذر ستر ہ سیر۔اچھے وقتوں کی بات ہے۔ہم لوگ بڑے خوشحال رہا کرتے تھے۔میرے ابو جب شام کو کام سے واپس آتے تو میرے لیے بہت کچھ لے کر آتے میری امی بھی میرے لیے بناتی رہتی۔ایک دن ابو کسی کام سے باہر گئے رات گزر گئی۔ابو کا پتا نا چلا گھر میں پریشان کن ماحول بن گیا تھا۔دادا اور دادی نے اپنی کیفیت کسی پر عیاں ہونے نہیں دے رہے تھے۔اگلی صبح پتا چلا کہ ابو کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔امی نے بڑی بھاگ دوڑ کی۔مگر ابو کی حالت بہتر نہ ہو سکی آخر ایک دن ابو ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔یہ کہتے ہوئے وہ رونے لگ گئی۔

علینا　　امی کی شادی، ماما، نانی نے زبردستی کہیں اور کر دی، کیونکہ میرے ماموں ہم کو بوجھ سمجھتے تھے۔میری اپنی امی ایف۔اے پاس تھیں وہ کیا کر سکتی تھیں۔

ارم　　پھر کیا ہوا۔

علینا　　مجھے اپنی امی سے ملنے کی اجازت کبھی کبھار ملتی۔

ارم　　تمہیں اپنی امی کے ساتھ رہنے کی منظوری نہیں ملتی۔

علینا　　اجازت نامہ ضروری تو ہے۔مگر کون دے اسلیے مجھے انھوں نے ہوسٹل بھیج دیا۔مگر اس میں میرا اپنا قصور ہے۔کیونکہ میں نے اُن کو بہت تنگ کیا

ارم　　علینا اب بتاؤ۔کہ آپ کیا چاہتے ہو۔

علینا　　ارم باجی میں یہ چاہتی ہوں کہ میں بھی دوسرے بچوں کی طرح گھر جاؤں۔میں اپنی ماں کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ابھی تو نانی امی کے گھر ہی ملاقات ہوتی ہے۔

ارم　　علینا فاطمہ کہاں ہے

علینا　　اپنے کمرے میں

ارم　　اس کو میرے پاس بھیجو

علینا　　اچھا باجی

ارم　　میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔

علینا　　ٹھیک ہے باجی ارم اپنے کمرے میں آ گئی۔کچھ دیر بعد فاطمہ ارم کے پاس آئی۔فاطمہ بہت حساس لڑکی تھی۔چھوٹی عمر میں ہی بہت بڑی ہو چکی تھی۔اکثر اپنی عمر سے بڑی باتیں کرتی تھی۔فاطمہ اور علینا دونوں سگریٹ نوشی کی عادی ہو چکی تھی۔فاطمہ کے ماں باپ کے درمیان علیحدگی ہو چکی تھی۔نہ صرف فاطمہ کے والدین کے درمیان علیحدگی ہو گئی بلکہ انھوں نے دوسری شادیاں بھی کر لیں تھی۔

ارم　　آؤ فاطمہ

فاطمہ　　باجی بات ہے۔

ارم　　فاطمہ میں آپ کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔

فاطمہ　　کیا مطلب باجی۔

ارم　　آپ کے ساتھ کیا ہوا

فاطمہ　　میرے ماں باپ ہر وقت لڑتے رہتے تھے۔ایک دن امی ابو کہ درمیان جھگڑا بہت طویل ہو گیا۔اور بات علیحدگی پر آ گئی اور انکے درمیان علیحدگی ہوئی بلکہ دوسری شادی بھی کر لیں اسطرح فاطمہ، ارم اور علینا کافی دیر تک گپ شپ کرتی رہیں وہ سوچ رہی تھی۔کہ اسطرح ان بچوں کے مسائل کو حل کیا جائے اتنی دیر میں نیلم اور نسرین کمرے میں

آئیں۔علینا اور فاطمہ اپنے کمروں میں چلی گئی۔

نیلم — ارم کیا بات ہے تم پریشان کیوں نظر آ رہی ہو

ارم — کچھ نہیں

نیلم — کچھ تو ہے جو تم بتانا نہیں چاہتی

ارم — ایسی کوئی بات نہیں ہے

نیلم — پھر بھی

ارم — ہاں۔مجھے علینا اور فاطمہ کی کہانی سن کر بہت دکھ ہوا ہے

نیلم — پریشانیاں ہر ایک کے ساتھ ہوتی ہیں صرف رنگ مختلف ہوتا ہے۔تم افسردہ نہ ہو

ارم — مجھے سمجھ نہیں آئی۔

نیلم — ہم لوگ صرف افسوس کرنے کہ علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں

ارم — نہیں ہم ایک کام کر سکتے ہیں ابھی تم نے کہا کہ ہر گھر میں پریشانیاں ہیں۔بس ان پریشانیوں کا رنگ مختلف ہے۔مگر ہم ملال کرنے کی بجائے ان لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں،جن کو ہماری ضرورت ہے۔

نیلم — یہ تو اچھی بات ہے ہم تمہارے ساتھ ہیں۔علینا اور فاطمہ کے مسائل مل کر حل کریں گے۔ایک دن علینا اور فاطمہ کے سکول میں فنکشن تھا۔فنکشن کے بعد سکول میں عید تک کی تعطلات تھیں۔ہوئل کہ بچوں نے سوچا کہ کیوں نہ گھر چلے جائیں علینا اور فاطمہ کو لینے کوئی بھی نا آیا باقی ایک ایک کر کہ گھر جانے لگے۔ارم پاس سے گزری اس نے جب ان دونوں کو اداس بیٹھے ہوئے دیکھا۔اُس نے پوچھا

ارم — کیا بات ہے۔

علینا — (آنسو صاف کرتے ہوئے) کچھ نہیں۔

ارم — تم دونوں میرے کمرے میں آؤ

فاطمہ — جی باجی

ارم — کیا ہوا کسی نے کچھ کہا ہے۔

فاطمہ — نہیں باجی

ارم — پھر

فاطمہ — باجی سب بچوں کو لینے کے لیے انکے والدین آ رہے ہیں مگر ہم کو لینے کوئی بھی نہیں آئے۔

ارم — تم فکرمند نہ ہو۔ایک دن آپ بھی دوسرے بچوں کی طرح اپنی امی کے پاس ضرور جاؤ گی۔

علینا — پہلے آپ مجھے یہ بتاؤ کہ آپ کے بہن بھائی کتنے ہیں (علینا سے پوچھتے ہوئے)

علینا — میرے دو بہن بھائی ہیں

ارم — میں جیسے کہتی جاؤ۔آپ ویسے ہی کروگی۔یاد رکھو کچھ حاصل کرنے کے لیے محنت اور برداشت ہونی چاہیے۔آپ چاہتی ہو کہ آپکا مسئلہ حل ہو جائے۔تو وقت کا انتظار کرو۔اور جیسے میں کہوں ویسے ہی کرتی جاؤ۔

علینا — جی باجی

ارم — انشاءاللہ مجھے یقین ہے۔ایک نہ ایک دن آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

علینا — باجی!ویسے یہ بہت مشکل ہے۔کہ میری امی کو ابو مجھ سے ملنے کی اجازت دے دیں۔

ارم — علینا اور فاطمہ میرے ساتھ آؤ۔(چہل قدمی کے دوران اسکا ایک حل یہ ہے۔کہ ہم چھوٹوں سے دوستی کر سکتے ہیں۔

علینا — مگر باجی!وہ مجھ سے دوستی نہیں کریں گے۔

ارم — اگر وہ ہم سے دوستی نہیں کریں گے تو ہم کو ان سے دوستی کرنی چاہیے۔

ہاں ایک بات یاد رکھو۔کم سن بچوں کے مسائل بھی ان کی طرح چھوٹے ہوتے ہیں۔ان کو حل کرنے کی کوشش کرو۔

علینا　یہ کام جلدی ہوجائے گا

ارم　ہر اچھے کام کو کرنے میں وقت لگتا ہے۔گھر بنانے میں وقت لگتا مگر توڑنے میں نہیں۔ اسی طرح رشتے بنانے میں اور توڑنے میں وقت لگتا ہے۔مگر رشتے نبھانے میں نہیں اس میں بہت وقت لگتا ہے۔رشتے نبھانے میں برداشت کا ہونا بھی ضروری ہے۔

علینا　باجی! میں امی کی طرف کیسے جاؤں گی۔

ارم　(سوچنے کے بعد) تو جب آپکی امی آپکی نانی امی کی طرف آئیں۔تو اپنے رویے سے اسطرح ظاہر کرنا۔کہ آپ بدل چکی ہو۔اور اپنی امی کو اعتماد میں لینے کی کوشش کرنا۔

علینا　مگر امی ڈرتی ہیں۔کیونکہ سب مجھ سے ناراض ہیں۔

ارم　کہنا! امی پہلے تو مشکل لگے گی لیکن ایک بار آپ مجھے گھر لے کر جائیں۔میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں کسی قسم کی شرارت نہیں کروں گی۔

علینا　ٹھیک ہے باجی

ارم　مجھ سے وعدہ کرو کہ تم وہاں جا کر سب کا خیال رکھو گی۔

میری ایک بات یاد رکھنا جو انسان دوسروں کا خیال رکھنا چھوڑ دیتا ہے اور برداشت کرنا نہیں سیکھتے۔وہ کسی بھی رشتے کی قدر نہیں کر سکتے۔

عید کے بعد جب سب ہوسٹل واپس آئیں

ارم　کیا بنا علینا

علینا　باجی! امی آئی تھیں میں نے ان سے بات کی ہے۔

مگر وہ تو یہ بات سن کر بہت پریشان ہوگئی تھیں۔کہ میں انکے ساتھ گھر جانا چاہتی

ہوں۔

ارم　انھوں نے ہاں یا نہ میں جواب دیا۔

علینا　جی باجی! ہاں میں دیا مگر ساتھ میں سوچنے کا وقت بھی مانگا ہے۔

ارم　کوئی بات نہیں ہے۔ایسے کاموں میں وقت لگتا ہے کچھ عرصے بعد پیپرز شروع ہونے والے تھے۔پیپرز کے دوران سب لوگ مصروف ہے آخری پیپر کے بعد سب تھکے ہوئے تھے۔ارم بھی اپنے کمرے میں آکر آرام کرنے لگی۔کہ اچانک اسکو علینا کا خیال آیا وہ علینا کے کمرے میں گئی۔اس نے دیکھا کہ وہ لیٹ کر ڈائجسٹ پڑھ رہی تھی۔ارم کو دیکھتے ہی بیٹھ گئی۔

علینا　اسلام وعلیکم ارم باجی

ارم　وعلیکم اسلام

علینا　کیسی ہیں آپ

ارم　میں تو ٹھیک ہوں۔تم سناؤ

پیپرز کیسے ہوئے

علینا　اچھے ہوئے ہیں

ارم　کیا مطلب! اچھے ہوئے کیا بہت اچھے نہیں ہوئے

علینا　باجی! مجھے پڑھائی میں بھی سیٹ ہونے میں وقت لگے گا۔

ارم　مجھے یہ بتاؤ کہ اس بار گھر جانا ہے

علینا　جی ہاں! نانی امی پیپرز کے دوران ملنے آئیں تھیں۔انھوں نے بتایا کہ اس بار امی مجھے گھر لے کر جائیں گی۔

ارم　جیسے سمجھایا۔ویسے ہی کرنا ہے۔

علینا　آپ فکر نہ کریں۔آپ نے جیسے کہا میں ویسے ہی کروں گی۔میں نے نانی اماں سے وعدہ کیا ہے کہ اب میری وجہ سے کسی کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

ارم   شکر ہے خدا کا۔ جو آپ نے مجھ ناچیز کی بات مان لی۔

بات لاکھ کی، کرنی خاک کی

علینا   باجی! واقعی میری دوستی میرے چھوٹے بہن بھائیوں سے ہوجائے گی۔

ارم   شروع میں مشکل پڑے گی۔ مگر آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ اگر شروع میں وہ آپکی بات نہ مانے تب بھی آپ غصے میں نہ آنا بلکہ چھوٹوں سے آرام سے بات کرنا۔ پھر ایک وقت آئے گا جب آپکی دوستی چھوٹوں سے ہوجائے گی۔

علینا! باجی ہم کو تو دو ہفتوں کی چھٹیاں ہیں۔ آپ دعا کیجئے گا۔

ارم   اچھا اب میں نماز پڑھ لوں۔ آپ بھی نماز پڑھ کر اوپر آجانا۔ پھر باتیں کریں گے۔

علینا تعطیلات کے بعد آئی۔ تو وہ کافی حد تک مطمئن تھی۔

علینا   اسلام وعلیکم باجی جان

ارم   وعلیکم اسلام ہاں بھئی اتنے دن کہاں رہی۔

علینا   باجی! مجھے امی اپنے ساتھ گھر لے گئی۔

ارم   پھر کیا ہوا۔

علینا   ابو نے امی سے بات کرنا چھوڑ دی۔ مگر میں نے امی کے کاموں میں بھی زیادہ سے زیادہ انکا ہاتھ بٹایا۔ میرے کام دیکھ کر امی بہت حیران ہوئیں۔ مگر ابو اور چھوٹوں نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ باجی میں نے آپکے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ اور آپکو پتا ہے کیا ہوا۔ مگر آپکو کیسے پتا چلے گا۔ میں بتاؤں گی تب پتا چلے گا۔

ارم   ہنستے ہوئے۔ اچھا بتاؤ کیا بات ہے؟

علینا   مجھے پانچ وقت کی نماز پڑھتے دیکھ کر امی بہت حیران ہوئیں۔ اور میں نے کچن کے کاموں میں انکا ہاتھ بٹایا۔ امی راضی ہوگئی میرا ساتھ دینے کو مگر ابو امی سے ناراض ہوگئے ہیں۔ مجھے گھر لے جانے پر

ارم   کوئی بات نہیں آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ تم نے غصہ سے کام نہیں لیا۔ اور وقت کا انتظار کرو۔ کیونکہ وقت انسان کے کیے گئے فیصلوں سے بہتر فیصلہ کرتا ہے۔ مگر ہم لوگ جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔ اسلیئے ناکامیاں ہمارے قدم چومتی ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ اپنی کوشش جاری رکھو۔

علینا   اچھا باجی!

علینا نے ارم کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا شروع کردیا۔ شروع شروع میں علینا کے چھوٹے بہن بھائی نے بڑی بدتمیزی کی مگر علینا نے ہمیشہ انکی مدد کی۔ علینا ہوسٹل آئی تو ارم سے آتے ہی ملاقات کی۔

علینا   اسلام وعلیکم

ارم   وعلیکم اسلام

علینا   باجی پہچان لیا یا نہیں کیوں نہیں بھی! آخر تم نے اتنے دن کہاں لگا دیئے۔

علینا   آپ نے ٹھیک کہاں تھا کہ چھوٹے بچوں کے مسائل بھی انکی طرح چھوٹے ہوتے ہیں۔

ارم   کیوں کیا ہوا

علینا   باجی! میں نے بڑی کوشش کی مگر میرے بہن بھائی نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا۔ لیکن میں نے کبھی غصہ نہیں کیا بلکہ انکے ہر کام میں انکی مدد کی۔

ارم   انکے مسائل کس قسم کے تھے۔

علینا   باجی! پڑھائی کے سلسلے میں میری بہن کو انگلش پڑھنے میں دقت تھی۔ بھائی کو ریاضی کے سوال حل کرنے میں مشکل پیش آتی تھی۔ ایک دن میں ان دونوں سے کہا کہ میں آپکی مشکل آسان کرنے میں آپکی مدد کرسکتی ہوں۔

ارم   اس عمر میں پڑھائی ہی ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ جس مرحلے کو پار کرنا

کوئی آسان کام نہیں۔ اور اس میں کسی ناکیسی کی مدد، رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

علینا بڑی محنت کے بعد اب ٹینا (چھوٹی بہن) کے دل میں نرمی پیدا ہوئی ہے۔ میں نے ٹینا اور عثمان سے ایک ہی بات کی ہے کہ ہم بہن بھائی نہ سہی مگر اچھے دوست بن کر تو رہ سکتے ہیں۔

ارم دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست در پریشاں حالی و درماندگی

یہ تم نے اچھی بات کہی۔ اُن دونوں کا ردِعمل کیا تھا۔

علینا پہلے تو وہ خاموش رہے، مگر بعد میں ٹینا میری پاس آئی اسکا انگلش کا ٹیسٹ تھا۔ وہ بہت پریشان تھی کہ کس طرح تیاری کروں اس کو جہاں جہاں مشکل پیش آرہی تھی میں نے اسکی مدد کی۔

ارم عثمان سے دوستی ہوئی

علینا نہیں باجی! وہ تو ٹینا کو بھی ڈانٹتا رہتا ہے۔

ارم حساب دوستاں در دل کوئی بات نہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ عثمان کی سوچ بھی بدل جائے گی۔

تم فکر نہ کرو۔

علینا جی باجی

ارم ایک بات تو بتاؤ آپ کے کمرے سے عجیب سی بو آتی ہے۔ ایسے جیسے کوئی سگریٹ پیتا ہے۔

علینا میں نے تو سگریٹ نوشی چھوڑ دی ہے۔ مگر

ارم مگر کیا

علینا باجی فاطمہ نے۔ پتہ نہیں باجی جب سے میں اپنے گھر جانا شروع ہوئی ہوں اس نے سگریٹ نوشی زیادہ کرنا شروع کر دی ہے میں بھی بڑی مشکل سے برداشت کرتی ہوں۔

ارم آپ فاطمہ کا ساتھ دو۔ فاطمہ بہت سمجھدار لڑکی ہے۔ اور وہ حساس بھی ہے وہ اکیلی ہے اس لیے سگریٹ نوشی زیادہ کرتی ہے۔ اسکو سمجھاؤ کہ ایسے کام کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ میں بھی اپنے طور پر کوشش کروں گی۔ وہ آپکی دوست بھی تو ہے۔

علینا باجی! میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گی۔

ارم تم اسطرح کرو۔ کہ کل شام کو تم اور فاطمہ میرے کمرے میں آنا پھر باتیں کریں گے۔

بات کی بات خرافات کی خرافات

علینا بہت بہتر جی

اگلے دن علینا اور فاطمہ ارم کے پاس گئی وہ قرآن مجید پڑھ رہی تھی۔ ارم نے دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ قرآن مجید پڑھنے کے بعد ارم نے سب کے چائے بنا کر لائی۔

ارم (چائے ڈالتے ہوئے) یہ لو علینا۔ اور فاطمہ آپ بھی

فاطمہ نہیں باجی! دل نہیں کر رہا

ارم میں کچھ سننا نہیں چاہتی جلدی سے پکڑو۔ اب بتاؤ کیا حال چال ہے۔

علینا بالکل ٹھیک ہے

ارم آپ کا تو پتا ہے۔ فاطمہ آپکا

فاطمہ اچھی ہوں

ارم لگتی نہیں ہو

فاطمہ ایسی بات نہیں ہے

ارم (فاطمہ کے پاس بیٹھتے ہوئے)

جو کچھ علینا کے ساتھ ہوا وہ بھی ٹھیک نہیں ہوا اور نہ ہی آپ کے ساتھ اچھا ہوا۔ مگر فاطمہ دنیا میں ایسے لوگ بھی تو ہیں۔ جو ان جیسے حالات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ ہمت سے کام لیتے ہیں۔

علینا: بہت سے لوگ بُرے کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے ہم لوگوں نے کیا۔

فاطمہ: میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا۔

ارم: ایسا نہیں سوچتے۔ آپ بہت اچھی لڑکی ہو۔

فاطمہ: نہیں باجی! میں اچھی لڑکی نہیں ہو۔ اگر میں اچھی ہوتی تو میرے ساتھ ایسا نہ ہوتا۔

ارم: اچھے بُرے میں چار انگل کا فرق ہے۔

فاطمہ: کیا مطلب

ارم: فاطمہ ہم کو اپنا دوست سمجھو۔ جن لوگوں کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ انکو کوئی نہ کوئی مقصد خود تلاش کرنا چاہیے۔ آپ کو چاہیے کہ خدا کا شکر ادا کیا کرو۔ کہ آپ کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ پھر بھی آپکو کھانا پینا اور پہننے کی چیزیں ملتیں ہیں۔ مگر اس دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ بلکہ ایسے بچے کہ جن کے پاس یہ سب کچھ نہیں ہے۔

فاطمہ: کیسی باتیں کر رہیں ہیں

ارم: میرا مطلب صرف یہی ہے کہ ہمیں اپنے سے کمتر لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیے۔

علینا: فاطمہ باجی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ سگریٹ نوشی اچھی عادت نہیں ہے۔ یہ ایک قسم کی خودکشی ہے۔ اسلام میں خودکشی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

ارم: (فاطمہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے) میری بات یاد رکھنا جن لوگوں کی وجہ سے ہم ان حالات کو پہنچتے ہیں۔ ان کو مر کر نہیں زندہ رہ کر دکھانا بہادری ہے۔

فاطمہ: میں کیا کروں

ارم: سب سے پہلے سگریٹ پینا چھوڑ دو۔ پھر اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔

فاطمہ: باجی (آنسو صاف کرتے ہوئے)

میرے امی، ابو مجھے پیسے بھیج دیتے ہیں جب تعطیلات ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ امی مجھے اپنے ساتھ لے جاتیں ہیں۔ ایک دفعہ ابو، گھر جا کر مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا۔ میرا دل نہیں کرتا گھر جانے کو۔ اکیلے وہاں رہنے سے مجھے خوف آتا ہے۔

ارم: اسکا ایک حل یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو مصروف کرو۔ دل لگا کر پڑھنا شروع کرو فاطمہ! ہمارے یہاں بہت سے بچے ایسے ہیں کہ جن کے ماں باپ انکا ساتھ نہیں دیتے اور وہ بچے آہستہ آہستہ ذہنی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آپ پڑھ لکھ کر ایسے بچوں کی مدد کرنا۔

علینا: ارم باجی ٹھیک کہہ رہی ہیں

ارم: فاطمہ! جب آپکو سہارا دینے والا کوئی نہ ہو۔ تو اپنے آپ کو اتنا مضبوط بناؤ۔ کہ دنیا آپ سے سہارا مانگے دیکھ لینا ایک نہ ایک دن آپ کے ماں باپ کو بھی اس بات کا احساس ہوگا۔

فاطمہ: کیا واقعی ایسا ہوگا

ارم: کیوں نہیں

فاطمہ: آپ اور علینا میرا ساتھ دیں گے۔

علینا: بالکل کیوں باجی

ارم: ہاں بھئی ہاں

فاطمہ: تو پھر میں وعدہ کرتی ہوں۔ کہ آپ جیسے کہیں گی۔ میں ویسا ہی کروں گی۔

کچھ عرصے بعد سالانہ پیپرز ہونے والے تھے علینا اور فاطمہ کے ساتھ ساتھ ہوسٹل کی سب لڑکیاں تیاریاں کر رہیں تھیں۔ ایک دن

ارم: علینا تیاری کیسی ہو رہی ہے۔ اور فاطمہ کہاں ہے

علینا: ارم باجی! وہ اُس درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہی ہے۔ میری تیاری

بھی اچھی ہو رہی ہے۔

ارم شاباش دل لگا کر تیاری کرو۔

ورنہ وہ حال ہوگا۔ پڑھوں ان پڑھ جیسے ہنسوں میں کوا۔

نیلم (ارم کی رومیٹ) پڑھو تو پڑھو نہیں پنجرہ خالی کرو۔ میرے خیال سے ہمیں بھی پڑھ لینا چاہیے۔

سالانہ امتحانات کے بعد ان سب نے پلان بنایا کہ چند دن ہوسٹل میں رہا جائے شام کا کھانا کھانے کے بعد علینا اور فاطمہ بھی کمرے میں آ گئی۔ سب ہوسٹل میں ہنسی مذاق کرنے لگے۔

علینا باجی! اس دنیا میں سب سے مشکل کام کون سا ہے۔

صفیہ ارے یہ کیا! اتنے مشکل سوال آج کے دن بھی! پیپر زتو ختم ہو گئے

ارم مذاق نہ کرو۔ اس دُنیا میں سب سے مشکل کام خوش رہنا اور خوشیاں تقسیم کرنا۔

اپنی ذات کی نفی کر کے دوسروں میں خوشیاں تقسیم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس میں اپنی خواہشات کی بھی نفی کرنا پڑتی ہے۔

فاطمہ باجی ایک بات پوچھو

بات پوچھے باجی کی جز پوچھے جو دل چاہے پوچھیں۔ سو بسمہ اللہ شروع کرو جی۔

فاطمہ باجی! زندگی اتنی بدصورت کیوں ہے۔

ارم ایسے نہیں کہتے

فاطمہ پھر بھی

ارم زندگی بدصورت نہیں ہے۔ اسکو ہم لوگوں نے بدصورت بنا رکھا ہے ہم نے اپنے آپ سے سچ بولنا چھوڑ دیا ہے، خوشامد پسند حد سے زیادہ ہو چکے ہیں اور سب سے بڑھ کر ہم بنا تحقیق کے دوسروں کے بارے میں رائے قائم کرتے، اور بنا جانے دوسروں

کے بارے میں گواہی دیتے ہیں۔ یہ باتیں نفرتیں پیدا کرتیں ہیں۔ جو زندگی کو بدصورت بناتی ہیں۔

نیلم ہمیں کیا کرنا چاہیے

ارم ہمیں چاہیے کہ کم سے کم ہم ان لوگوں کی خوشیاں کا خیال رکھیں جن کے ساتھ ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یا کرتے رہیں گے۔ باقی لوگوں (دوست، رشتہ دار) انکی پرواہ نہ کرنا۔ کیونکہ یہ لوگ راستے کے مسافر ہیں۔ آج ہمارے ساتھ ہوں گے مگر کل نہیں ہوں گے۔

نسرین اسکا مطلب ہے کہ تم ہم سے تنگ آ گئی ہو۔ تب تم نے ایسی بات کی ہے۔

ارم نہیں یار! تم تو ایسے ہی ناراض ہوگئی ہو۔

نیلم اچھا چھوڑو بھی! ارم جو لوگ بُرے کام شروع کر دیتے ہیں وہ زندگی سے اُکتا جاتے ہیں۔

ارم میں سمجھتی ہو کہ جو لوگ زندگی سے نفرت کرتے ہیں وہ زندگی کے نشیب و فراز سے گھبرا کر ایسا کرتے ہیں۔ اور ہمت سے کام نہیں لیتے۔ اسلیئے انھیں زندگی اچھی نہیں لگتی۔

فاطمہ باجی! ہم لوگ فیصلہ کرنے میں کمزور کیوں ہوتے ہیں۔ اگر کبھی ہم کسی کام کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اُس کام میں ناکام کیوں ہو جاتے ہیں۔

ارم اسلیئے کہ کچھ فیصلے کرنے میں انسان بہتر رہتا ہے۔ مگر کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو وقت اور حالات پر چھوڑ دیتے جائیں۔ تو انسان فائدہ میں رہتا ہے۔ کیونکہ وقت اور حالات انسان کے کیے گئے فیصلوں سے بہتر فیصلہ کرتا ہے۔ اور ناکامیاں ہمارے قدم کیوں چومتی ہیں۔ وہ اسلیئے کہ ہم جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔

علینا باجی! زندگی ایک بار ملتی ہے۔ ہم کس طرح دوسروں کی نظر میں اچھے بن

سکتے ہیں۔

ارم　　زندگی ایک بار ملتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جن کی وجہ سے ہم کو دکھ پہنچتا ہے ان کو معاف کرنا چاہیے۔ درگزر کرنے اور معاف کرنے سے نہ تو انسان کا قد چھوٹا ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے۔ اسی طرح معافی مانگنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

صفیہ　　مگر ارم! آجکل تو اُلٹا کام ہے۔ معافی مانگنے اور معاف کرنے کو اسکی کمزوری سمجھا جاتا ہے۔

ارم　　واقعی ایسا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ اپنی غلطی تسلیم کرنے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں جو لوگ غلطی مان جاتے ہیں۔ انکو حقیر سمجھتے ہیں۔ انکو مزید نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں جب تک ہم اپنے بڑوں کو عزت نہیں دیں گے۔ اور بڑے چھوٹوں کا خیال نہیں رکھیں گے۔ یہ زندگی خود بخود بدصورت لگنے لگے گی۔

نسرین　　اسکا کوئی حل تو ہوگا

ارم　　کیوں نہیں

نیلم　　وہ کیا

ارم　　میں سمجھتی ہوں کہ ہم میں برداشت کا مادہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جو انسان دوسروں کا خیال رکھنا اور برداشت کرنا نہیں جانتا وہ کسی بھی رشتے کو اچھے طریقے سے نہیں نبھا سکتا۔

نیلم　　مگر ارم میں سمجھتی ہوں کہ اگر ایک انسان برداشت کرتا جائے۔ اور دوسرا اسکے سر پر ڈھول بجاتا جائے۔ زندگی مشکل ہو جائے گی یا نہیں۔

ارم　　یہ تو ہے دونوں پارٹیوں میں برداشت ہو تو تب زندگی گزارنا آسان ہو سکتا ہے۔ ایک اور بات جینے کا حق سب کو ہے۔ اور یہ حق ہم کسی سے بھی چھین نہیں سکتے۔ مگر اس دُنیا میں بلکہ ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنی خامیوں اور کمزوریوں کو بھی دوسروں میں ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور کچھ لوگ اپنی جھوٹی انا کی وجہ سے سب کچھ ختم کر دیتے ہیں۔

فاطمہ　　باجی! اس دُنیا میں کمزور رشتے کون سے ہیں۔ اور رشتوں میں مضبوطی کس طرح ممکن ہے۔

ارم　　کمزور رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ دولت کی بنیاد پر بنائے گئے اور مجبوری کی حالت میں بنائے گئے رشتے۔ ان کمزور رشتوں کو مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔ اپنے اخلاق اور رویوں کی مدد سے رشتوں کی مضبوطی انسان کے اپنے اختیارات میں ہوتی ہے۔ اس لیے ہم سب کو ایک دوسرے کی خوشی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

بڑوں کا احترام کرنا، چھوٹوں سے پیار سے بات کرنا اور کسی کو بھی حقیر نہ سمجھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی اپنی حثیت بنائی ہے۔ اسطرح کافی لمبی بات چیت ہوتی رہی۔ اور چند دن بعد یہ سب لڑکیاں اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ وقت گزرتا رہا۔ اور ان سب کی دوستی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ علینا اور فاطمہ نے بھی دن بدن اپنے آپ کو بہتر بنانے کی کوشش کی اور سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ تھی۔ کہ اُن دونوں نے سگریٹ نوشی چھوڑ دی تھی۔ علینا اور فاطمہ کا مشترکہ فیصلہ تھا کہ وہ ڈاکٹر بنے گی علینا اپنے اخلاق اور رویوں کی مدد سے گھر میں بھی سب کچھ ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

آخر وہ دن آ گیا۔ جب یہ سب اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھیں۔ نیلم نے گھر جانے کے بعد نوکری شروع کر دی۔ صفیہ اور نسرین نے گھر رہ کر ماں باپ کی خدمت کرنے کا ارادہ کیا۔

علینا نے تعطیلات کے دوران اپنی فیملی کے ساتھ وقت گزارنے کا ارادہ کیا۔ اور فاطمہ نے سلائی کا کام سیکھنا شروع کر دیا۔ ارم نے گھر آنے کے بعد کچھ عرصہ آرام کیا۔ ایک دن فیض (ابو) نے ارم کو بلایا۔

کمرے میں آتے ہوئے۔

ارم — اسلام وعلیکم

فیض — وعلیکم اسلام

ارم — (ابو جی) آپ نے بلایا تھا۔

فیض — ہاں بیٹا! آؤ بیٹھو

ارم — (کرسی پہ بیٹھتے ہوئے) جی ابو جی

فیض — ارم بیٹا! آپ کو مبارک ہو۔ آپکی بی۔ایس۔سی مکمل ہو چکی ہے۔

ارم — ابو جی! یہ آپکی دعاؤں کی بدولت ہی ممکن ہو سکا ہے کہ آج میری بی۔ایس۔سی مکمل ہوگئی ہے۔

فیض — اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔

ارم — ابو جی! میں پڑھنا چاہتی ہوں۔اور

فیض — اور کیا ارم

ارم — ابو جی! میں جب سے گھر آئی ہوں میں نجمہ کے بارے میں بہت پریشان ہوں۔

فیض — ہاں واقعی! اگر اسلام میں خودکشی جائز قرار دی جاتی۔تو یہ لوگ خودکشی کرنے میں دیر نہ کرتے۔

ارم — ان جیسے لوگوں کی طرف دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے۔ایک وہ وقت تھا۔ جب اپنے تو اپنے غیر بھی اپنے بن جاتے تھے۔اور آجکل غیر تو غیر، اپنے بھی غیر ہو جاتے ہیں۔

فیض — یہ تو ہے۔(گہری سانس لیتے ہوئے)۔

ارم — ابو جی! میں ایسے لوگوں کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔

فیض — یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔میں ساتھ ہوں۔

ارم — ابو جی! مجھے اپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

فیض — ماں اور باپ ہمیشہ اور ہر وقت بچوں کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

ارم — خصوصی دعا

فیض — (سر پر ہاتھ پھرتے ہوئے) اچھا آتی ہوں۔

فیض — ہاں! ٹھیک ہے۔

نجمہ کی کہانی بڑی دردناک ہے۔اسکا بچپن تو اچھا گزرا۔وہ دو بہنیں اور ایک بھائی تھا۔وہ بڑی محنتی لڑکی تھی۔وہ ہر کلاس میں اچھے نمبر زلینے کی کوشش کرتی۔وہ پانچویں کلاس میں پہنچی تو ایک دن اُردو کی کلاس میں ایک لڑکی نجمہ کو بلانے آئی۔پتا چلا کہ نجمہ کے ابو کا ایکسڈنٹ ہوں گیا۔چند دن بعد اسکے ابو کا انتقال ہو گیا۔نجمہ کی فیملی نے اسکے بھائی کا نکاح کر چکے تھے۔اور نجمہ کے والد کے بعد رخصتی کر دی گئی۔

شادی کے بعد اسکے بھائی نے گھر میں فساد برپا کر دیا۔نجمہ کی امی تنگ آکر ان کو الگ ہونے کا کہہ دیا۔نجمہ کی امی بہت پریشان رہتی تھیں۔نجمہ کے ابو فوت ہو چکے تھے۔اسکے بعد امی (نجمہ) کی حالت زیادہ بگڑنی شروع ہوگئی۔

وقت کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے حالات سے سمجھوتہ کرلیا۔نجمہ کی بڑی بہن سلائی کا کام جانتی تھی۔وہ چاہتی تھی کہ نجمہ تعلیم حاصل کرے۔مگر گھریلو حالات اور ماں کی بیماری کی وجہ سے نجمہ کو اپنی پڑھائی کو جاری نہیں رکھ سکتی تھی۔(ایک دن ارم نجمہ کے سکول گئی)

ارم — اسلام وعلیکم

پرنسپل — وعلیکم اسلام

ارم — میں! میں نے نجمہ کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں

پرنسپل — نجمہ

ارم — جی مس! نجمہ رفاقت

پرنسپل — اچھا یاد آیا۔جو کئی دنوں سے نہیں آرہی۔اسکی سہلیاں بتا رہی تھیں کہ وہ پڑھائی چھوڑنے کا اردہ کر چکی ہے۔

ارم　　میں! میں چاہتی ہوں کہ اگر آپ اور میں مل کر اسکی مدد کرنا چاہیے تو کر سکتی ہیں۔

پرنسپل　　جی آپ کہیئے میں آپکی بات سن رہی ہوں! (رجسٹرڈ بند کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے۔جس پر سکول کا کام کر رہی تھی)

ارم　　میں چاہتی ہوں! کہ نجمہ کی پڑھائی مکمل ہو جائے۔مس! میں اسکی سکول فیس ہر مہینے دے دیا کروں گی۔آپ نے میرا "ایک کام کرنا ہے۔

کیا کام! آپ پریشان نہ ہو، میں آپ کا ہر معاملے پر ساتھ دوں گی۔

ارم　　مس آپ نے یہ کیا کرنا ہے کہ اسکو یہ پتا نہیں چلنے دینا۔کہ میں اس کی فیس ادا کرتی ہوں۔آپ نے یہی کہنا ہے کہ اسکی فیس معاف کر دی گئی ہے۔اسکو کتابیں بھی سکول کی طرف سے دی جائیں گی۔

پرنسپل　　اس نیک کام میں کچھ حصہ مجھے بھی ڈالنے دیں کتابوں کے پیسے میں دوں گی۔

ارم　　نہیں مس کتابوں کے پیسے نہیں دینے بلکہ کتابیں خرید کر اسکو دینی ہیں یہ سب میں کروں گی آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

پرنسپل　　جیسے آپ کی مرضی۔

ارم　　میں چاہتی ہوں کہ نہ تو آپ پر زیادہ بوجھ پڑے اور نہ ہی کسی اور پر۔مجھے جہاں پر آپکی مدد کی ضرورت پڑی۔میں آپکو بتا دوں گی۔

اس طرح نجمہ نے دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا اسکے ساتھ ارم نے اسکی والدہ کے علاج کے لیے اُن لوگوں سے بات کی وقت گزرتا رہا نجمہ نے میٹرک کر لیا۔ارم نے اسکی امی کے علاج میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی مگر جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔وہی ہوتا ہے ایک دن اسکی امی دنیا فانی سے کوچ فرما گئیں۔ان کے بھائی نے گھر اپنے نام لکھوا لیا۔اور اُن کو گھر سے باہر نکال دیا نجمہ اور اسکی بہن روتے ہوئے ارم کے گھر چلیں گئیں۔ارم اور اسکی فیملی کو یہ سب

سن کر بہت دُکھ ہوا۔دونوں بہنیں مکمل طور پر خاموش ہو چکیں تھیں۔ارم ایک دن نجمہ کے پاس گئی

ارم　　کیا سوچ رہی ہو نجمہ

نجمہ　　نہیں ایسی کوئی بات نہیں

ارم　　پھر تم۔اتنی خاموش کیوں رہتی ہو اسطرح خاموش رہنے اور روتے رہنے سے اگر مسائل کا حل نکل سکتا تو میں اپ کو کبھی بھی نہ روکتی

نجمہ　　میں کیا کروں

ارم　　کچھ نہیں تم آؤ میرے ساتھ

نجمہ　　کہاں پر

ارم　　باہر بیٹھتے ہیں

نجمہ　　ارم! ہم دونوں بہنیں آپ پر بوجھ بن کر رہ گئی ہیں اس مشکل وقت میں رشتے داروں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہے

ارم　　مشکل وقت ہمیشہ نہیں رہتا آج بُرا وقت آیا ہے تو کل اچھا وقت بھی آئے گا۔

نجمہ　　سچ

ارم　　ہاں اگر انسان ہمت سے کام لے تو مشکل وقت سے آسانی سے نکلا جا سکتا ہے۔تم اپنی پڑھائی پر توجہ دو گی اور تمھاری بہن سلائی کا کام جانتی ہے

نجمہ　　یہ کیسے ممکن ہے

ارم　　سب ممکن ہے۔تم پرائیوٹ پیپر دیا کرو گی اور ٹیوشن پڑھایا کرو گی اور تمھاری بہن سلائی کا کام کیا کرے گی۔اور پیپرز کی تیاری میں تم کو کروایا کروں گی

نجمہ　　تمھارے احسانات ہم پر پہلے ہی بہت ہیں

اب مزید.........

ارم (بات کاٹتے ہوئے)! شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر بھی اگر تم میری ممنون ہونا چاہتی ہو۔ تو جو میں نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

نجمہ ارم! میری اوقات کچھ بھی نہیں ہے۔ میں بے معنی، بے وقت سی لڑکی ہوں جو اسی بات پر پشیماں ہوتی ہے۔ کہ وہ ابھی تک زندہ کیوں ہے۔

ارم اتنی مایوسی اچھی نہیں ہوتی۔ مایوسی کفر ہے۔ ہم سب کو ان لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیے۔ جو ہم سے بھی زیادہ مشکلات کا شکار ہیں۔

نجمہ اچھا ارم! میں اس سلسلے میں سوچوں گی۔

ارم ٹھیک ہے۔ لیکن یاد رہے۔ مجھے ہاں میں جواب چاہیے۔

نجمہ (ہنستی ہوئی) میں کوشش کروں گی۔

ارم بس اسی طرح خوش رہا کرو۔

نجمہ بہت اچھا

ارم بس ہو چکی نماز مصلیٰ اٹھایئے۔

نجمہ کیا مطلب

ارم میرا مطلب ہے مجھے اجازت دی جائے میں پھر آؤں گی۔

نجمہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔ یہ تو تمہارا اپنا گھر ہے اگر تم ہم کو اپنے گھر میں جگہ نہ دیتی تو ہم دونوں کہاں جاتیں۔

اس طرح نجمہ نے پڑھنا شروع کر دیا۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا جب ارم نے ایم۔ ایس۔ سی کری اور نجمہ نے ایف۔ اے کر لیا۔ ساتھ ساتھ نجمہ محلے کے بچوں کو پڑھائی اور بہن سے سب لوگ کپڑے سلوائے۔

ارم نے ایم۔ ایس۔ سی کرنے کے بعد نوکری کی تلاش شروع کر دی۔ ایک دن ارم نے (فیض) اپنے ابو سے بات کی۔

ارم ابو جی میں اپنا سکول کھولنا چاہتی ہوں۔

فیض اچھی بات ہے مگر بیٹا! آپ کے پاپا (رحمان) اپنا کاروبار پاکستان مستقبل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لیے پاکستان آنا چاہتے ہیں۔

ارم سچ! یہ بات تو بہت اچھی ہے۔ اب تو بہت مزہ آئے گا ابو جی! ہم اس گھر کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے۔ ایک جگہ رہتے رہتے دل تنگ پڑھ گیا ہے۔

فیض اچھا بھی اچھا! مجھے ایک کپ چائے بنا کر دو۔

ارم جی اچھا

جب نادیہ اور مسرت نے دیکھا کہ ارم اور اسکی فیملی خوش رہنے لگی ہیں

مسرت سنا ہے کہ ارم کے ابو (رحمان) پاکستان واپس آ رہے ہیں۔

نادیہ سب بہت خوش ہوں گے۔

مسرت ہاں بھئی!

نادیہ "چند دن کی چاندنی پھر اندھیری رات"

مسرت کیا مطلب

نادیہ ہم ان لوگوں کو زیادہ عرصے تک خوش نہیں رہنے دیں گے۔ اور نہ یہاں رہنے دیں گے۔

مسرت مگر کیسے۔ کیونکہ ہماری مثال تو ایسی ہے کہ "چاندی کی ریت نہیں سونے کی توفیق نہیں

نادیہ (بات کاٹتے ہوئے) ہمارے پاس کچھ نہیں دماغ تو ہے کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا۔

مسرت واقعی تم نے ہمیشہ ایک اصول پر عمل کیا ہے۔

نادیہ وہ کیا

مسرت نہ جیں گے نہ جینے دیں گے۔

نادیہ کوئی تو خوبی ہے نا۔

ایک دن ارم کمرے میں بیٹھی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی (کہ اسکے ابو نے آواز دی)

فیض ارم

ارم جی ابو

فیض یہ خط آیا ہے

ارم (خط لیتے ہوئے) ابو جی! میری جاب ہوگئی ہے۔

فیض سچ

ارم یہ دیکھیں------

فیض جاؤ! اپنی امی کو بھی دکھاؤ

ارم اچھا جی!

ارم کی خوشی تھوڑے سے عرصے پر محیط تھی ۔اسکو جب بھی خوشی ملتی ہزاروں پریشانیوں کے ساتھ۔ایک دن ارم کچن میں کام کر رہی تھی کہ اچانک (فیض) اسکے ابو باہر سے آئے اور وہ ارم کو آوازیں دینے لگے۔ارم جب کچن سے باہر آئی تو دیکھا کہ ابو بہت پریشان ہیں۔

ارم کے پوچھنے پر (فیض) اسکے ابو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

فیض ارم! آپکے لیے اچھی خبر نہیں ہے۔

ارم ابو! کیا بات ہے۔آپ اتنے پریشان کیوں ہیں۔

فیض وہ! رحمان اب اس دنیا میں نہیں رہے۔

ارم کے لیے سب کچھ برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔

(رحمان صاحب کے انتقال کے بعد) ارم اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی ۔اور کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی ۔نیلوفر کمرے میں آئی۔

نیلوفر ارم باجی! آپ کو ابو بلا رہے ہیں

ارم اچھا

ارم اسلام وعلیکم

فیض وعلیکم اسلام

وکیل وعلیکم اسلام

فیض آؤ! ارم بیٹھو! یہ آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

ارم کیا بات

وکیل ارم بیٹا! آپ کے ابو (رحمان) میرے بہت اچھے دوست تھے انھوں نے اپنی تمام جائیداد آپ کے نام کر دی تھی ۔ یہ ضروری کاغذات ہیں اور یہاں پر آپ اپنے دستخط کر دیں۔

ارم ہر امتحان میں کامیابی حاصل کرتی رہی ۔مگر زندگی کا امتحان مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا تھا۔نفرتیں اور حسد ایک ایسی بیماری ہے جو گھر سے باہر تک تو برداشت کرنا آسان ہوتا ہے۔مگر جب یہ نفرتیں اور حسد گھر کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔تو ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔اس بیماری سے وہی انسان بچ سکتا ہے۔جو ہمت سے کام لیتا ہے۔اور کم ہمت لوگ اور بہت سی ذہنی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اور آہستہ آہستہ اُس دنیا فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔

احسن نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد نوکری کے لیے بڑی کوشش کی مگر اُس کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی ۔اُس نے دل برداشتہ ہونے کی بجائے (فیض) باپ سے رقم کا مطالبہ کیا تا کہ وہ کوئی کام شروع کر سکے (فیض) کے پاس اپنا کوئی سرمایہ نہیں تھا فیض نے انکار کر دیا کہ میرے پاس رقم کہاں سے آئی جو میں تمہاری یہ خواہش پوری کروں۔

احسن نے کہا آخر ہم نے ارم پر اتنے احسانات کیے ہیں ۔اس سے لے لیتے ہیں۔ مگر فیض نے اس بات پر احسن کو خوب ڈانٹا اور کہا کہ تیرا باپ، دادا غیرت مند انسان ہے وہ بیٹی کی چیزوں پر نظر نہیں رکھتا بلکہ اُسکے کچھ نہ کچھ اکٹھا کرتا ہے جو اُسکی راحت اور سکون پیدا کر سکے۔

جھگڑے دن بدن بڑھتے چلے گئے ۔ارم نے بڑی کوشش کی کہ حالات بہتر ہوجائیں۔مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ایک دن احسن نے اتنا جھگڑا کیا کہ غصے میں آ کر اُس نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا۔آمنہ یہ سب کچھ برداشت نہ کر سکی اور اُسکو دل کا دورہ پڑ گیا۔

ارم نے اپنے ابو (فیض) کو بہت سمجھایا۔مگر جب کوئی انسان چھوٹی سی بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیتا ہے۔تو اُسے بہت سی قیمتی چیزوں سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ارم کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔

آمنہ کو فوراً ہسپتال لے کر چلے گئے ڈاکٹر آمنہ کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ معاملہ بے حد سیریس ہے۔ایسی صورت حال میں ارم کی ہمت تھی کہ وہ خاموشی سے سب کچھ برداشت کر رہی تھی۔وہ بُت کی بُت بنی دیوار سے ٹیک لگا کر ٹھنڈے فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔

سب ارم کو تسلی دیتے۔وہ ایک بار سب کو سر اٹھا کر دیکھتی۔ایسا لگتا کہ جیسے اُسکی آنکھوں میں انجانے وقت کا خوف ہے۔جسکو وہ برداشت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ نیلوفر بھی پتھر کا مجسمہ بنی ہوئی تھی۔

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے رات گزر ہی نہیں رہی۔منجمد کر دینے والا اندھیرا چھیلا ہوا تھا۔

فیض بھاگ دوڑ کر رہا تھا کبھی اُسے بازار سے کچھ لانا پڑتا۔سب کی حالت خراب تھی کسی نے کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔

رات کے اندھیرے نے صبح وصادق کو جنم دیا رات آنکھوں میں بیت گئی۔سب کے چہرے تھکن اور غم سے مُرجھائے ہوئے تھے۔ارم تو جیسے زندہ لاش بنی بیٹھی تھی۔ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔

ارم کی حالت بڑی عجیب ہو رہی تھی۔

وہ آنٹی کے پاس رہنا بھی چاہتی تھی۔لیکن اُن کو اس حالت میں دیکھنے کی سکت بھی نہیں رکھتی تھی۔اُس دن گرمی انتہا کی تھی۔

وہ دن کتنا خوفناک تھا۔جھگڑ اور آندھی آنے والی تھی۔فضا بالکل ساکن تھی آندھی اور جھگڑ تیزی سے اُمنڈ رہے تھے۔آسمان کا رنگ لال لال ہو رہا تھا مٹی اور گرد و غبار چاروں طرف پھیل رہا تھا۔گرمیوں کی دوپہر ڈھل چکی تھی سورج غبار کی تہوں میں چُھپ گیا تھا۔

مشرقی سمت سے اُٹھنے والا جھگڑ اور آندھی ساری فضا میں پھیل گئے تھے۔درختوں کی شائیں شائیں ہولناک تھی گرد وغبار سے قریبی چیزیں بھی نظر نہ آ رہی تھی۔کمرے میں اندھیرا پھیل گیا تھا۔سورج غروب ہوگیا تھا ہسپتال کی مسجد میں موذن نے اذان دی تھی اذان کے ختم ہونے کے ساتھ ہی ڈاکٹرز کمرے سے باہر نکلے اور اُنھوں نے کہا کہ سوری ہم نے بہت کوشش کی مگر ہم بچا نہ سکے۔

یہ سُنتے ہی سب کی حالت عجیب ہوگئی۔فیض نے ایمبولینس کا بندوبست کیا محلے کے لوگوں نے پورے خلوص دل سے کام کیا۔میت کو رات گھر پر ہی رکھنا تھا۔گرمی شدید تھی برف کی سلیں لائی تھی چھت پر، صحن میں اور گلی میں بڑے بڑے بلب روشن کے گیے ۔یہ سب لوگوں نے مل کر کیا آمنہ کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اُٹھایا گیا۔اتنے لوگ شریک ہوئے تھے۔کہ میت کو کندھا دینے کی باری ہی نہ آتی تھی نجمہ ارم کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور اسکو حوصلہ دینے لگی۔ارم نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ گھر بے چھت کے لیے ۔اور میری سب سے بڑی پناہ گاہ غیر محفوظ ہوگئی ہے۔میں تنہا رہ گئی ہوں یہ کہتے ہوئے وہ پھر رونے لگی احسن نے اپنی ماں کی موت کی ذمہ دار ارم کو ٹھہرایا۔

احسن وقت کا انتظار کرنے لگا۔ایک دن فیض کو کسی کام سے دوسرے شہر جانا پڑا۔احسن نے موقع غنیمت جانا اور ارم سے زبردستی کاغذات پر دستخط کروا لیے۔ان کاغذات میں ارم کے نام جتنی جائیداد تھی وہ اُس نے اپنے نام لگوالی ہے۔اور پھر ارم کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

دھکے دے کر گھر سے باہر نکال دیا وہ بہت چیخی چلائی مگر احسن نے اُسکو گھر میں داخل نہ ہونے دیا۔نیلوفر بھی بہت روئی۔مگر احسن نے اُسکو بھی کمرے میں بند کر دیا۔

فیض دو دن بعد گھر آیا اُس نے ارم کے بارے میں نیلوفر سے پوچھا نیلوفر نے فیض کو تمام حالات سے آگاہ کیا فیض اتنا غصہ میں آیا۔فیض نے احسن کو خوب ڈانٹا مگر احسن نے اپنے باپ کو دھمکی دی۔کہ اس گھر میں رہنا ہے تو خاموشی سے رہنا پڑے گا۔اگر نہیں تو تم یہاں سے چلے جاؤں اب میرے پاس سب کچھ ہے۔میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔فیض یہ سب سُن کر حیران رہ گیا۔اُس نے خاموش رہنے میں ہی بہتری سمجھی۔اور ارم کی تلاش شروع کر دی۔فیض نے ارم کو بہت تلاش کیا مگر وہ اُسے نہ ملی۔

☆☆☆☆

ارم گھر سے نکلنے کے بعد پریشان رہی۔وہ نجمہ کے گھر گئی۔اور اُس سے پیسے مانگے۔نجمہ نے پوچھنے کی کوشش کی مگر اُس نے اُسکو کچھ نہ بتایا۔ارم وہاں سے لاہور اپنی سہیلی کے پاس چلی گئی۔ارم نے اپنی اس سہیلی کی مدد کی تھی ارم کی اس سہیلی کا نام بنتِ زینب تھا۔جب یہ ایم ایس۔سی میں پڑھتی تھیں تو یہ دوست بنت زینب کی شادی ایم۔ایس۔سی کے دوران ہوگئی۔شادی کے ایک سال بعد اسکے خاوند کا ایکسیڈینٹ میں انتقال ہوگیا جب بُرا وقت آتا ہے۔تو کسی سے پوچھ کر نہیں آتا۔بنتِ زینب کا گھر کرایہ کا تھا۔اوپر سے اُسکے بھائی نے یہ ظلم کمایا۔کے اپنے ماں باپ سے گھر اپنے نام لگوا لیا۔اور اُن دونوں کو گھر سے باہر نکال دیا۔بنت زینب کے ماں باپ،ساس،سُسر اور اُسکی بیٹی تھی جن کے لیے وہ پریشان تھی۔اسکو کہیں پر بھی نوکری نہیں مل رہی تھی۔

ارم کو اُن دنوں پڑھائی مکمل کرنے کہ بعد ایک جگہ نوکری مل گئی تھی۔جب ارم تک یہ بات پہنچی تو اُس نے اپنی ٹیچر کہ ذریعے بنتِ زینب کا مسئلہ حل کر دیا۔زینب کو نہ صرف نوکری مل گئی۔بلکہ گھر میں خوشیاں بھی آنے لگیں۔جب زینب نے ارم کا شکریہ ادا کیا۔تو ارم نے کہا کہ میرا احسان تم اُتار سکتی ہو۔اپنے ماں،باپ کے ساتھ جس طرح کا سلوک روا رکھو

گی۔اُسی طرح کا سلوک اپنے ساس اور سُسر کے ساتھ بھی رکھوگی۔

اس طرح تمھارا قرض اُتر جائے گا۔زینب بہت خوش ہوئی اب جب ارم اُس کے گھر پہنچی تو وہ ارم کو اس حالت میں دیکھ کر بہت پریشان ہوئی۔ارم نے ٹیوشن پڑھانا شروع کر دیا۔اور اُسکو اپنی ٹیچر کی مدد سے ایک جگہ نوکری بھی مل گئی وہ بہت خوش رہنے لگی۔مگر ارم کو ہر وقت اپنے ابو (فیض) نیلوفر کی فکر لگی تھی کہ اُنکے کیا حال ہوگا۔ارم نے لاہور آنے سے پہلے نجمہ کو منع کیا تھا۔کہ وہ کسی کو نہ بتائے کہ وہ کہاں ہے نجمہ نے بھی ایسا ہی کیا۔مگر نجمہ ارم کو فیض (اُسکے ابو) اور نیلوفر کے بارے میں آگاہ کرتی رہتی تھی۔ارم نے پرائز بونڈ خریدے تھے۔

ایک دن زینب اخبار پڑھ رہی تھی اس نے ارم کو بتایا کہ آج قرعہ اندازی ہے۔ارم نے اخبار میں چیک کیا تو اُسکا ایک کروڑ کا انعام نکل آیا۔وہ بڑی خوش ہوئی۔

ادھر احسن نے تمام جائیداد بیچ دی اور اُن پیسوں سے کاروبار شروع کر دیا۔مگر جس کام میں ماں،باپ کی دعائیں شامل نہ ہو۔اُس کام میں کامیابی حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

پانچ سال بعد ارم اپنوں سے ملنے کے لیے آئی۔تو فیض،نیلوفر،ارم کو شاندار گاڑی اور اچھے لباس میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔مگر احسن یہ سب کچھ دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ارم آج بھی اللہ پر یقین رکھتی ہے۔کہ اسی طرح باقی خاندان سے بھی نفرتیں بانٹنا چھوڑ دیں گے۔ارم جب تک زندہ رہی اُس نے اپنی زندگی بے سہارا بچوں کی خدمت کرنے کے لیے وقف کر دی۔

☆☆☆☆

ڈپریشن

ہم اپنے بڑوں سے سنتے رہتے ہیں کہ حقوق اللہ تو معاف کر دیے جائیں گے مگر حقوق العباد نہیں۔مگر یہ کیسی افراتفری ہے کہ ہر کوئی حقوق العباد سے غفلت برتنے کی کوشش

WWW.PAKSOCIETY.COM

شروع کرتا ہے۔ہم اپنی خامیوں کو ختم کرنے کی بجائے دوسروں کو سدھارنے کی کوشش کرتے ہیں۔اگر کوئی ہماری مرضی کے مطابق اپنے آپ کو تبدیل نہیں کرتا تو ہم نفرتوں کی آخری حد تک پہنچ جاتے ہیں۔اور یہ نفرتیں بہت سی ذہنی بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔جس میں ڈپریشن سب سے اہم مرض ہے۔

یہ مرض تمام معاشروں میں عام پایا جاتا ہے۔بینزر کے نزدیک امریکہ کی 17% آبادی اس مرض کا شکار ہے۔ان میں عورتوں کی شرح 21% اور مردوں کی شرح 13% ہے۔پاکستان جیسے کم ترقی یافتہ ممالک میں بے روزگاری، امن وامان کی خراب صورت حال، سماجی دباؤ، خاندانی مسائل اور کئی دوسری وجوہات کی بناء پر اس مرض کی شرح بہت زیادہ ہے۔

ہمارے نزدیک شدید ڈپریشن بے چارگی روزمرہ سرگرمیوں میں دلچسپی کے خاتمہ کا مستقل اور شدید احساس ہے۔

اور ڈپریشن کی وجہ سے لوگ نشے کے عادی، اور خودکشی کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔
بہت سے مسائل ایسے ہیں جو ہر انسان کو فیس کرنے پڑتے ہیں۔لیکن بہت سے مسائل ایسے ہیں جو ہم انسانوں کے خود کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔اور یہ مسائل بھی ڈپریشن کا باعث بنتے ہیں۔اگر ہم چاہیں تو ان مسائل سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ہر کوئی ایک دوسرے سے حسد کرنے کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔اگر کوئی شخص کبھی کامیابی کی منزل طے کرتا ہے۔تو دوسرے اس سے خوش نہیں ہوتے اور نہ ہی اُس پر رشک کرتے ہیں۔بلکہ اُس سے حسد کرتے ہیں۔

اور اُس شخص کے لیے اتنی مشکلات پیدا کردیتے ہیں کہ وہ ان مشکلات کی وجہ سے غلط راستوں پر چلنا شروع کردیتے ہیں۔اور ایسے لوگ کم ہمت ہوتے ہیں۔وہ کسی بھی مسئلے کا حل نہیں کرپاتے۔اور اپنے آپ کو دُنیا میں تنہا سمجھتے ہیں۔اُن میں اکثر جرائم کی سنگین کاروائیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔مگر باہمت لوگ ہی ہر مشکل سے بڑی آسانی سے نکل

جاتے ہیں۔

رشتے:

اس دنیا میں کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جو خونی رشتوں پر مبنی ہوتے ہیں۔اور کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جو صرف اور صرف سمجھے جاتے ہیں ان میں زندگی اور موت، خوش اور غمی اور سب سے بڑھ کر انسانیت کے رشتے ہیں۔

فیصلے:

کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو انسان خود کر سکتا ہے۔اور کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو وقت اور حالات پر چھوڑ دیے جائیں تو انسان بہتر رہتا ہے۔کیونکہ وقت اور حالات انسان کے کیے گئے فیصلوں سے بہتر فیصلہ کرتا ہے۔مگر ہم انسان ہیں اور جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔اسلیے ناکامیاں ہمارے قدم چومتی ہیں۔

زندگی:

کچھ لوگوں کے نزدیک زندگی افراتفری کا دوسرا نام ہے۔کچھ لوگوں کے نزدیک زندگی خوشیوں کا دوسرا نام ہے۔خوش رہنے میں کوئی ٹیکس نہیں لگتا مگر خوشیاں تقسیم کرنے کے لیے ذرا سی ہمت، لگن اور برداشت کا ہونا ضروری ہے۔

دعائیں:

جن لوگوں کے ساتھ اُنکے ماں، باپ کی دعائیں ہوتی ہے۔وہ انسان زندگی کے کسی میدان میں ناکام نہیں ہوتا۔کامیابیاں جلدی ملیں یا دیر سے۔ملتی ضرور ہے۔

برداشت:

جو انسان دوسروں کا خیال رکھنا اور برداشت کرنا نہیں جانتا وہ کسی بھی رشتے کو اچھی طرح نہیں نبھا سکتا۔

تباہی و بربادی:

انسان اپنی تباہ و بربادی کا خود ذمہ دار ہے۔ جب تک انسان اپنے اندر کے شر کو ختم نہیں کرے گا۔تب تک نہ وہ اچھا انسان بن سکتا ہے۔اور نہ ہی اچھا مسلمان بن سکتا ہے۔

نفرتیں:

نفرتیں ایک ایسی بیماری ہے۔ جو دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ہمیں نفرتیں بھی سوچ سمجھ کر کرنی چاہئیں ورنہ یہ نفرتیں بعد میں پچھتاوں کا جنم بن کر رہ جاتی ہیں۔ جب یہ نفرتیں گھر سے باہر ہوتی ہیں۔تو برداشت کرنا آسان ہوتا ہے۔اور جب یہ نفرتیں اور حسد کی آگ گھر میں داخل ہوجاتی ہے تو یہ آگ ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہے۔
اس بیماری سے نجات صرف اور صرف وہی شخص حاصل کرتا ہے۔ جو ہمت اور صبر سے کام لیتے ہیں۔

کمزور رشتے:

یہ رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں۔مجبوری کی حالت میں بنائے گئے رشتے اور دولت کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں۔ یہ رشتے اتنے کمزور ہوتے ہیں کہ ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتے ہیں۔

خواب:

کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں۔ جو انسان اپنے بارے میں سوچتا ہے اور اپنے خواب کو حقیقی رنگ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر کچھ خواب تو ایسے ہوتے ہیں جو وہ بہت سے لوگوں کے لیے دیکھتا ہے۔ اور ایسے خواب آہستہ آہستہ بہت سے لوگوں کا خواب بن جاتا ہے۔ اور پھر سب اِن خوابوں کو پایہ تکمیل تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خوبیاں اور خامیاں:

ہم لوگوں نے اپنے آپ سے سچ بولنا چھوڑ دیا ہے۔ہم لوگ صرف اور صرف اپنی خوبیوں کو سننا پسند کرتے ہیں۔لیکن اگر کوئی خامیاں بیان کرتا ہے۔تو اُس پر غصہ آتا ہے۔